UNIVERSAL LIBRARY
OU-234236
UNIVERSAL LIBRARY

قال اللہ تعالیٰ عز وجل

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

(ترجمہ) فرمایا اللہ بزرگ برتر نے کہ اللہ کسی قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

مد و جزر اسلام ١٢٩٦ھ

معروف بہ

مُسدّس حالی ١٨٧٩ء

مع

مُناجات

یعنی

عرض حال ١٨٨٦ء

جسے عالیجناب مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب انصاری متخلص بہ حالی دام فیوضہ نے اہلِ اسلام کی ترقی و تنزل کے بیان مین تصنیف فرمایا

مطبع مجیدی کانپور مین طبع ہوا

بار دوم سنہ ١٩١٦ء

تاجرون کے کارخانہ سے ہر قسم کی کتابین بنرخ تاجرانہ و ویلیو پی ایبل روانہ ہوتی ہین المشتہر محمد سعید تاجر کتب کٹرہ غلامی ...

التماس ۔ بفضلہ تعالے عاجز کے کتب خانے مین ہر علم و فن کی کتب کا بہت بڑا ذخیرہ مطبوعہ کانپور لکھنؤ ۔ دہلی میرٹھ ۔ لاہور ۔ بمبئی مصر وغیرہ وغیرہ کا موجود رہتا ہی جسکی فہرست شائقین کی طلب پر بھیجی جاسکتی ہے زیادہ تر اہتمام شائقین کے لیے کتب مطابع صحیحہ کے بھیجنے کا کیا گیا ہی ۔ البتہ وہ کتاب جو اسوقت تک کسی مطبع مین صحیح و عمدہ طبع ہی نہین ہوئی وہ بدرجہ مجبوری غلط او رخراب طبع شدہ ہوتی ہے ۔ اس فہرست مین صرف اُسی فن کی کتب درج کی جاتی ہین ۔

الملتمس محمد سعید تاجر کتب و مالک مطبع مجیدی کانپور

نام کتاب	قیمت
تاریخ الخلفاء عربی	ایک روپیہ
قصص الانبیا فارسی	سوا روپیہ
معارج النبوة فارسی جدید	چار روپیہ
مدارج النبوة فارسی	دو روپیہ دو آنہ
خزینة الاصفیا فارسی	ایکروپیہ چھ آنہ
اکبرنامہ کامل فارسی	گیارہ روپیہ
آئین اکبری فارسی	چھہ روپیہ آٹھ آنہ
روضة الصفا کامل فارسی	نو روپیہ بارہ آنہ
تاریخ فرشتہ فارسی	چار روپیہ
شاہنامہ فردوسی	ساڑھے چار روپیہ
وقائع نعمتخان عالی	چار آنہ
جنگنامہ نعمتخان عالی	پون آنہ
سیر المتاخرین	چار روپیہ
تاریخ عدن عربی	
قلائد الجمن	آٹھ آنہ

نام کتاب	قیمت
جامع التواریخ فارسی	ڈیڑھ روپیہ
خزانہ عامرہ	بارہ آنہ
شواہد النبوة از ملا جامی	ساڑھے چھ آنہ

کتب سیر و تاریخ اردو

نام کتاب	قیمت
قصص الانبیا کلان اردو یہ بلند کتاب جسمین بڑے بڑے انبیا کا ذکر ہی بارہا کئی جگہ کلکتہ و بمبئی وغیرہ مین چھپی اور کثرت شائقین سے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی اب بفضلہ تعالے مطبع مجیدی کانپور مین عمدہ کاغذ پر نہایت عمدگی وصفائی سے چھپی ہے	ڈیڑھ روپیہ
احوال الانبیا اردو یہ کتاب دو جلد مین ہے پہلی جلد مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات ہین اور دوسری جلد مین اور تمام انبیا کے حالات ہین	چار روپیہ بارہ آنہ
قصص الانبیا خرد	ساڑھے آٹھ آنہ
مناہج النبوة ترجمہ اردو مدارج النبوة	دو روپیہ چودہ آنہ
تحفة الاتقیاء قصہ سید الانبیا اردو مترجم	چودہ آنہ
تاریخ حبیب آلہ	پانچ آنہ
تاریخ مدینہ منورہ ترجمہ جذب القلوب	ساڑھے سات آنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا دیباچہ

سنہ ۱۲۹۶ھ

حامدًا و مصلیًا

بلبل کی چمن مین ہمزبانی چھوڑی — بزم شعرا مین شعر خوانی چھوڑی
جبسے دل زندہ تونے ہمکو چھوڑا — ہمنے بھی تری رام کہانی چھوڑی

بچپن کا زمانہ جو کہ حقیقت مین دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہی ایک ایسے دلچسپ اور پُر فضا میدان مین گذرا جو کلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا۔ نہ وہان ریت کے ٹیلے تھے۔ نہ خار دار جھاڑیان تھین نہ آندھیون کے طوفان تھے نہ باد سموم کی لپٹ تھی جب اس میدان سی کھیلتے کودتے آگے بڑھے تو ایک اور صحرا اس سی بھی زیادہ دلفریب نظر آیا جسکے دیکھتے ہی ہزارون ولولے اور لاکھون اُمنگین خود بخود دل مین پیدا ہو گئین۔ مگر یہ صحرا جسقدر نشاط انگیز تھا اُسی قدر وحشت خیز تھا۔ اسکی سرسبز جھاڑیون مین ہولناک درندے چھپے ہوی تھے اور اسکے خوشنما پودون پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوے تھے۔ جون ہی اُسکی حد مین قدم رکھا ہر گوشے سے شیر و پلنگ اور مار و کژدم نکل آئے۔ باغ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی مگر دنیا کے مکروہات سے دم لینے کی فرصت نہ ملی نہ خود آرائی کا خیال آیا نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی۔ نہ وصل کی لذت اُٹھائی نہ فراق کا مزہ چکھا

پنہان تھا دام سخت قریب آشیان کے ... اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوے

البتہ شاعری کی بدولت چندروز جھوٹا عاشق بننا پڑا۔ ایک خیالی معشوق کی چاہ
مین برسون دشت جنون کی وہ خاک اُڑائی کہ قیس و فرہاد کو گرد کر دیا۔ کبھی نالۂ نیم شبی سے
ربع مسکون کو ہلا ڈالا۔ کبھی چشم دریابار سے تمام عالم کو ڈبو دیا۔ آہ و فغان کے شور سے کرّوبیون کے
کان بہرے ہوگئے۔ شکایتون کی بوچھار سے زمانہ چیخ اُٹھا۔ طعنون کی بھرمار سے
آسمان چھلنی ہوگیا۔ جب رشک کا تلاطم ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا یہان تک
کہ آپ اپنے سے بدگمان ہوگئے۔ جب شوق کا دریا اُمڈا تو کشش دل سے جذب مقناطیسی
اور قوّت کہربائی کا کام لیا۔ بارہا تیغ ابرو سے شہید ہوے اور بارہا ایک ٹھوکر سے جی اُٹھے۔
گویا زندگی ایک پیراہن تھا کہ جب چاہا اُتار دیا اور جب چاہا پہن لیا۔ میدان قیامت
مین اکثر گذر ہوا۔ بہشت دوزخ کی بارہا سیر کی۔ بادہ نوشی پر آئے تو خم کے خم
لُنڈھا دیے اور پھر بھی سیر نہوے۔ کبھی خانۂ خمّار کی چوکھٹ پر جبہہ سائی کی۔ کبھی
مے فروش کے در پر گدائی کی۔ کفر سے مانوس رہے۔ ایمان سے بیزار رہے۔ پیر مغان کے
ہاتھ پر بیعت کی۔ برہمنون کے چیلے بنے۔ بت پوجے۔ زنّار باندھا۔ قشقہ لگایا۔ زاہدون پر
پھبتیان کہین۔ واعظون کا خاکہ اُڑایا۔ دَیر و بتخانہ کی تعظیم کی۔ کعبہ و مسجد کی
توہین کی۔ خدا سے شوخیان کین۔ نبیون سے گستاخیان کین۔ اعجاز مسیحی
کو ایک کھیل جانا۔ حُسن یوسفی کو ایک تماشا سمجھا۔ غزل کہی تو پاک شہدون
کی بولیان بولین۔ قصیدہ لکھا تو بھاٹ اور بادخوانون کے منہ پھیر دیے۔ ہیرشت
مسخرون ۱۲
خاک مین اکسیر اعظم کے خواص بتلائے۔ ہر چوب خشک مین عصای موسیٰ کے کرشمے

دکھائے۔ ہر نمرود وقت کو ابراہیم خلیلؑ سے جا ملایا۔ ہر فرعون بے سامان کو قادر مطلق سے جا بھڑایا۔ جسکے مدّاح بنے اُسے ایسا بانس پر چڑھایا کہ خود ممدوح کو اپنی تعریف مین کچھ مزہ نہ آیا۔ غرض نامۂ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہین سفیدی باقی نہ چھوڑی

مشکلات گناہانِ خلق بارہ کنند جو پرسشِ گنہم روزِ حشر خواہد بود

بیس برس کی عمر سے چالیسوین سال تک تیلی کے بیل کی طرح اُسی ایک چکّر مین پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے جب آنکھین کھُلین تو معلوم ہوا کہ جہان سے چلے تھے اب تک وہین ہین۔

شکستِ رنگِ شباب و ہنوز رعنائی دران دیار کہ زادی ہنوز آنجائی

نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو داہنے بائین آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا جسمین بیشمار راہین چارون طرف کھُلی ہوئی تھین اور خیال کے لئے کہین عرصہ تنگ تھا جی مین آیا کہ قدم آگے بڑھائین اور اُس میدان کی سیر کرین مگر جو قدم بیس برس ایک چال سے دوسری چال چلے ہون اور جنکی دوڑ گز دو گز زمین مین محدود رہی ہو اُنسے وسیع میدان مین کام لینا آسان تھا اسکے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمّی گردش مین ہاتھ پانون چور ہو گئے تھے اور طاقت رفتار جواب دے چکی تھی۔ لیکن پانون مین چکّر تھا اسلئے نچلا بیٹھنا بھی دشوار تھا چند روز اسی تردد مین یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑھتا تھا دوسرا پیچھے ہٹتا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ[1] جو اس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گزار راستے مین رہ نورد ہے بہت سے لوگ جو اُسکے ساتھ چلے تھے تھک کر پیچھے رہ گئے ہین بہت سے ابھی اُسکے ساتھ

---

[1] یعنی ڈاکٹر سر سید احمد خان (غفر اللہ لہ) ۱۳۱۵ھ

اُفتان وخیزان چلے جاتے ہین۔ مگر ہونٹون پر پپڑیان جمی ہین پیر دمین چھالے پڑے ہین دم چڑھ رہا ہی۔ چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین۔ لیکن وہ اولوالعزم آدمی جوان سب کا رہنما ہی اسیطرح تازہ دم ہی۔ نہ اُسے راستے کی تکان ہے۔ نہ ساتھیون کے چھوٹ جانے کی پرواہ ہی نہ منزل کی دوری سے کچھ ہراس ہی اُسکی چتونون غضب کا جادو بھرا ہی کہ جسکی طرف آنکھ اُٹھاکر دیکھتا ہی وہ آنکھین بند کرکے اُسکے ساتھ ہولیتا ہی اُسکی ایک نگاہ ادھر بھی پڑی اور اپنا کام کرگئی ستئیس برس کی تھکے ہارے خستہ وکوفتہ اُسی دشوار گزار راستے پر پڑ لیے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہان جاتی ہین نہ یہ معلوم ہی کہ کیون جاتی ہین۔ نہ طلب صادق ہی نہ قدم راسخ ہے نہ عزم ہی نہ استقلال ہی۔ نہ صدق ہے نہ اخلاص ہی۔ مگر ایک زبردست ہاتھ ہے کہ کھینچے لیے چلا جاتا ہی۔

آن دل کہ رم نمودی از خوبروجوانان   دیرینہ سال پیرے بردش بیک نگاہے

زمانے کا نیا ٹھاٹھ دیکھکر پُرانی شاعری سے جی سیر ہو گیا تھا اور جھوٹے ڈھکوسلے باندھنے سے شرم آنے لگی تھی نہ یارون کی اُبھارون سے دل بڑھتا تھا نہ ساتھیون کی ریس سے کچھ جوش آتا تھا۔ مگر یہ ایک ایسے ناسور کا مُنھ بند کرنا تھا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کیے بغیر نہین رہ سکتا اسلیے بخارات درونی جنکے رُکنے سے دم گھُٹا جاتا تھا دل ودماغ مین تلاطم کر رہے تھے اور کوئی رخنہ ڈھونڈھتے تھے قوم کے ایک سچے خیرخواہ نے (جو اپنی قوم کے سوا تمام ملک مین اسی نام سے پکارا جاتا ہی اور جسطرح خود اپنے پُرزور ہاتھ اور قوی بازو سے بھائیون کی خدمت کر رہا ہے اُسی طرح ہر اپاہج اور نکمّے کو اُسی کام مین لگانا چاہتا ہی

آکر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ " حیوان ناطق ہونے کا دعوی کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچھ کام نہ لینا بڑی شرم کی بات ہے "

رو چو انسان لب بجنبان در دہن — ور جمادی لافِ انسانی مزن

قوم کی حالت تباہ ہے۔ عزیز ذلیل ہو گئے ہین۔ شریف خاک مین مل گئے ہین۔ علم کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ دین کا صرف نام باقی ہے۔ افلاس کی گھر گھر پکار ہے۔ پیٹ کی چارون طرف دوہائی ہے۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہین اور بگڑتے جاتے ہین۔ تعصب کی گھنگھور گھٹا تمام قوم پر چھائی ہوئی ہے۔ رسم و رواج کی بیڑی ایک ایک کے پانون مین پڑی ہے۔ جہالت اور تقلید سب کی گردن پر سوار ہے۔ اُمرا جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتے ہین غافل اور بے پروا ہین۔ علما جنکو قوم کی اصلاح مین بہت بڑا دخل ہے زمانہ کی ضرورتون اور مصلحتون سے ناواقف ہین۔ ایسے وقت مین جس سے جو کچھ بن آئے سو بہتر ہے ورنہ ہم سب ایک ہی ناؤ مین سوار ہین اور ساری ناؤ کی سلامتی مین ہماری سلامتی ہے ہر چند لوگ بہت کچھ لکھ چکے۔ اور لکھ رہے ہین۔ مگر نظم جو کہ انسان کو بالطبع مرغوب ہے اور خاصکر عرب کا ترکہ اور مسلمانون کا موروثی حصہ ہے قوم کے بیدار کرنے کے لیے اب تک کسی نے نہین لکھی اگرچہ ظاہر ہے کہ اور تدبیرون سے کیا ہوا جو اس تدبیر سے ہوگا۔ مگر ایسی تنگ حالتون مین انسان کے دل پر ہمیشہ دو طرح کے خیال گذرتے رہے ہین۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہین کر سکتے دوسرے یہ کہ ہمکو کچھ کرنا چاہیے پہلے خیال کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوا کہ کچھ نہ ہوا اور دوسرے خیال سے دنیا مین بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوے

در فیض بست منشین اے گشایش نا امید اینجا برنگِ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا

وَهُوَ الَّذِي[1] يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ہرچند اس حکم کی بجاآوری مشکل تھی اور اس خدمت کا بوجھ اُٹھانا دشوار تھا مگر ناصح کی جادو بھری تقریر جی مین گھر کر گئی۔ دل ہی سے نکلی تھی دل ہی مین جا کر ٹھہری برسون کی بجھی ہوئی طبیعت مین ایک ولولہ پیدا ہوا اور باسی کڑھی مین ایک اُبال آیا افسردہ دل اور بوسیدہ دماغ جو امراض کے متواتر حملون سے کسی کام کے نہ رہے تھے اُن ہی سے کام لینا شروع کیا اور ایک مسدس کی بنیاد ڈالی۔ دُنیا کے مکروہات سے فرصت بہت کم ملی اور بیماریون کے ہجوم سے اطمینان کبھی نصیب نہ ہوا۔ مگر ہر حال مین یہ دُھن لگی رہی۔ بارے الحمد للہ کہ بہت سی دقتون کے بعد ایک ٹوٹی پھوٹی نظم اس عاجز بندہ کی بساط کے موافق طیار ہوگئی اور ناصح مشفق سے شرمندہ ہونا نہ پڑا۔ صرف ایک اُمید کے سہارے پر یہ راہ دور و دراز طے کی گئی ہے ورنہ منزل کا نشان نہ اب تک ملا ہے نہ آئندہ ملنے کی توقع ہے۔

خبرم نیست کہ منزل گہِ مقصود کجاست این قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

اس مسدس کے آغاز مین پانچ سات بند تمہید کے لکھکر اول عرب کی اس ابتر حالت کا خاکہ کھینچا ہے جو ظہور اسلام سے پہلے تھی اور جسکا نام اسلام کی زبان مین جاہلیت رکھا گیا۔ پھر کوکب اسلام کا طلوع ہونا اور نبی اُمّی کی تعلیم سے اُس ریگستان کا دفعتہً سرسبز و شاداب ہو جانا اور اُس ابر رحمت کا اُمّت کی کھیتی کو

---

[1] اور وہ ایسا خدا ہے کہ جب لوگ نا اُمید ہو جاتے ہین تو وہ مینھ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے

رحلت کے وقت ہرا بھرا چھوڑ جانا اور مسلمانونکا دینی و دنیوی ترقیات مین تمام عالم کو سبقت لیجانا بیان کیا ہی۔ اسکے بعد اُنکے تنزّل کا حال لکھا ہی اور قوم کے لیے اپنے بے ہنر ہاتھون سے ایک آئینہ خانہ بنایا ہی جسمین آکر وہ اپنے خط وخال دیکھ سکتے اور سمجھ سکتے ہین کہ ہم کون تھے اور کیا ہو گئے۔ اگرچہ اس جانکاہ نظم مین (جسکی دشواریان لکھنے والے ہی کا دل اور دماغ خوب جانتا ہی) بیان کا حق نہ مجھسے ادا ہوا ہی نہو سکتا تھا مگر شکر ہی کہ جسقدر ہو گیا اتنی بھی امید نہ تھی ہمارے ملک کے اہل مذاق ظاہرا اس روکھی پھیکی سیدھی سادھی نظم کو پسند نکرینگے کیونکہ اسمین یا تاریخی وقعات ہین یا چند آیتون اور حدیثون کا ترجمہ ہی۔ یا جو آجکل قوم کی حالت ہی اُسکا صحیح صحیح نقشہ کھینچا گیا ہی۔ نہ کہین نازک خیالی ہی۔ نہ رنگین بیانی ہی۔ نہ مبالغہ کی چاٹ ہی نہ تکلّف کی چاشنی ہی۔ غرض کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے اہل وطن کے کان مانوس اور مذاق آشنا ہون اور کوئی کرشمہ ایسا نہین ہی کہ لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰے قَلْبِ بَشَرٍ[۱] گویا اہل دہلی و لکھنؤ کی دعوت مین ایک ایسا دسترخوان چُنا گیا ہے جسمین اُبالی کھچڑی اور بے مرچ سالن کے سوا کچھ بھی نہین مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واہ سُننے کے لیے نہین کی گئی ہے۔ بلکہ عزیزون اور دوستون کو غیرت اور شرم دلانے کے لیے کی گئی ہی اگر دیکھین اور پڑھین اور سمجھین تو اُنکا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہین۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست وبس   در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

[۱] نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی بشر کے دل مین گذرا ۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كَلِمَتَانِ غَرِيبَتَانِ فَاحْتَمِلُوهُمَا

دو باتین نادر ہین اُنھین گوارا کرو

كَلِمَةُ حِكْمَةٍ مِّنْ سَفِيهٍ فَاقْبَلُوهَا + وَكَلِمَةُ سَفَهٍ مِّنْ حَكِيمٍ فَاغْفِرُوهَا

دانائی کی بات جو نادان کہے اُسے قبول کرو + اور نادانی کی بات جو دانا کہے اُسے بخشدو

رباعی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے | اسلام کا گر کر نہ اُبھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد | دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

مسدس

کسی نے یہ بقراط[1] سے جاکے پوچھا | مرض تیرے نزدیک مہلک ہین کیا کیا
کہا دکھ جہان مین نہین کوئی ایسا | کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھین | کہے جو طبیب اُسکو ہذیان (بیہودہ کلام) سمجھین
سبب[2] یا علامت گر اُنکو سجھائین | تو تشخیص (جانچ مرض کی) مین سو نکالین خطائین
دوا اور پرہیز سے جی چرائین | یونہی رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائین
طبیبون سے ہرگز نہ مانوس (مرغوب) ہون وہ | یہانتک کہ جینے سے مایوس ہون وہ

1 یہ شخص قدیم دارالخلافۂ شام یعنی شہر حمص مین سکندر سے تقریباً سو برس پہلے گذرا ہے عربی زبان مین طب کی کوئی کتاب بقراط کی کتابون سے پہلے ترجمہ نہین ہوئی ۱۲

2 طب کی اصطلاح مین سبب وہ چیز ہے جس سے مرض پیدا ہو۔ اور علامت جس سے مرض پہچانا جائے ۱۲

یہی حال دنیا میں اُس قوم کا ہے   بھنور میں جہاز آکے جسکا گھرا ہے
کنارہ ہے دور اور طوفان بپا ہے   گمان ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی   پڑے سوتے ہیں بیخبر اہل کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے   فلاکت سمان اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش [نحوست ۱۲] منڈلا رہی ہے   چپ و راست [مفلسی ۱۲] سے یہ صدا آ رہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم   ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

پر اُس قوم غافل کی غفلت وہی ہے   تنزل پہ اپنی قناعت وہی ہے
ملے خاک میں پر رعونت وہی ہے   ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہے
نہ افسوس انھیں اپنی ذلت پہ ہے کچھ   نہ رشک اور قوموں کی عزت پہ ہے کچھ

بہائم [چوپایہ ۱۲] کی اور اُنکی حالت ہے یکسان   کہ جس حال میں ہیں اُسی میں ہیں شادان
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارمان   نہ دوزخ سے ترسان نہ جنت کے خواہان
لیا عقل و دین سے نہ کچھ کام اُنھوں نے   کیا دین برحق کو بدنام اُنھوں نے

وہ[۱] دین جسنے اعدا کو اخوان بنایا   وحوش اور بہائم کو انسان بنایا
درندوں کو غمخوار دوران بنایا   گڈریوں کو عالم کا سلطان بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھوروں کا گلہ   گران کر دیا اُسکا عالم سے پلہ

---

۱ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے " کُنتُم اَعدَاءً فَاَلَّفَ بَینَ قُلُوبِکُم فَاَصبَحتُم بِنِعمَتِہٖ اِخوَانًا " یعنے تم دشمن تھے سو خدا نے تمھارے دلوں میں الفت پیدا کی اور ہو گئے تم اُسکے فضل سے بھائی بھائی ۱۲

عرب جسکا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا
جہان سے الگ اِک جزیرہ[۱] نما تھا
زمانے سے پیوند جسکا جدا تھا
نہ کشور ستان تھا نہ کشور کشا تھا
تمدن[۲] کا اُس پر پڑا تھا نہ سایا
ترقی کا تھا وان قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور
کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے سامان تھے وان میسّر
کنول جس سے کھِل جائین دل کے سراسر
نہ سبزہ[۳] تھا صحرا مین پیدا نہ پانی
فقط آبِ باران پہ تھی زندگانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان
لوؤن کی لپٹ بادِ صرصر (آندھی ۱۲) کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیابان
کھجورون کے جھنڈ اور خارِ مغیلان (ببول ۱۲)
نہ کھیتون مین غلہ نہ جنگل (ریگستان ۱۲) مین کھیتی
عرب اور کُل کائنات (موجودات ۱۲) اُسکی یہ تھی

نہ وان مصر[۴] کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبعِ بشر تھی
خدا کی زمین بن جُتی سر بسر تھی
پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تھا سب کا
تلے آسمان کے بسیرا تھا سب کا

---

۱ جزیرہ نما جغرافیہ کی اصطلاح مین خشکی کا وہ قطعہ ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو ۱۲

۲ عربی مین سویلیزیشن یعنی (تہذیب) کا ترجمہ تمدن کیا گیا۔ چنانچہ عرب یورپ کی سلطنتونکو دول التمدن کہتے ہین ۱۲

۳ یعنی عرب مین سبزہ باغ و آب جاری وغیرہ مین سے کوئی چیز ایسی نہ تھی جس سے دماغ انسان مین تازگی دل مین شگفتگی قوی مین طاقت پیدا ہو ۱۲

۴ مصر کی روشنی مصر کے علوم و فنون سے مراد ہے مصر کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر ہی کے پرتو سے روشن ہوا تھا۔

نقشہ متعلقہ مسدس حالی

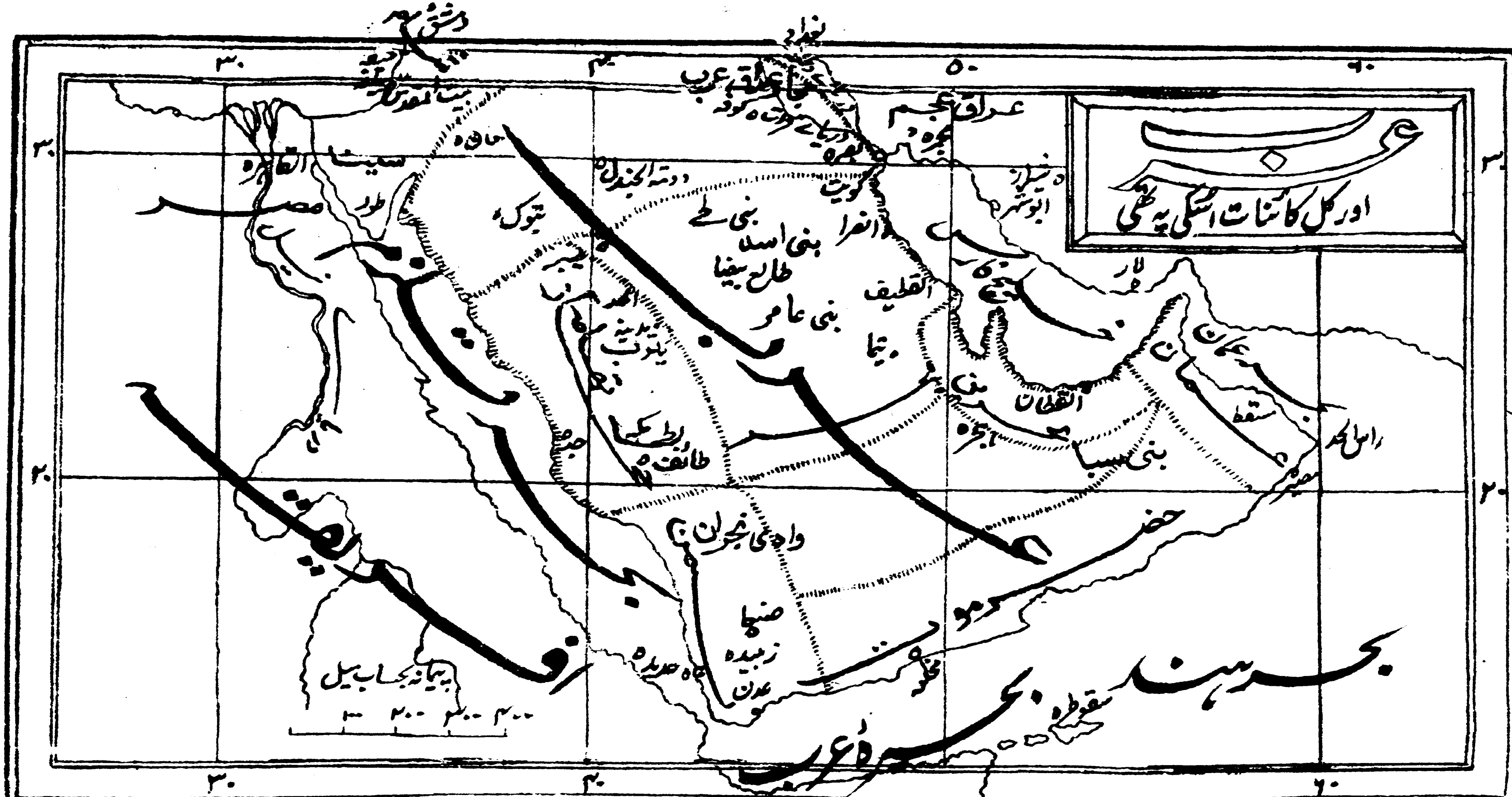

کہین آگ گُجتی تھی وان بے محابا　　کہین تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا　　بتون کا عمل سو بسو جا بجا تھا
کرشمون کا راہب کے تھا صید کوئی　　طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی
وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا　　خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا　　کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدا کا
وہ تیرتھ تھا اک بُت پرستون کا گویا　　جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جویا
قبیلے قبیلے کا بُت اک جدا تھا　　کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزّا پہ وہ نائلہ پر فدا تھا　　اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور　　اندھیرا تھا فاران کی چوٹیون پر

۱ صابئین کا فرقہ ستارونکو پوجتا تھا اور آگ کی بھی تعظیم کرتا تھا۔ عیسائی تثلیث کے قائل تھے عیسائی درویش جو پہاڑون اور جنگلون مین رہتے تھے اور دنیا کی لذتین ترک کر دیتے تھے وہ راہب کہلاتے تھے جو لوگ علم غیب کا دعویٰ کرتے تھے اور زمانہ آیندہ کی خبرین دیکر لوگونکو فریفتہ کرتے تھے وہ کاہن کہلاتے تھے یہ سب فرقے جزیرہ نمای عرب مین جمع تھے ۱۲

۲ اس گھر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بنای حضرت سلیمانؑ یعنی بیت المقدس سے نوسو چھیانوے برس پہلے اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تھا ۱۲

۳ ہبل۔ صفا۔ عزیٰ۔ نائلہ۔ چارون بتونکے نام ہین انکے سوا لات اور منات اور اساف وغیرہ اور بہت سے بُت تھے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلے کے ساتھ مخصوص تھا ۱۲

۴ فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے اس شعر مین اُس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی بابت حضرت موسیٰؑ نے توریت مین اور حیقوق نبیؑ نے اپنی کتاب مین دی ہے اس بشارت کے اُردو ترجمہ کے لفظ یہ ہین "خدا سینا سے نکلا ساعیر سے چمکا فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اُسکے داہنے ہاتھ مین شریعت روشن اور لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا" کوہ سینا کو حضرت موسیٰؑ اور کوہ ساعیر کو حضرت عیسیٰؑ سے اور کوہ فاران کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت دی ہے (توریت کتاب پنجم باب ۳۳-۲) "وہ آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے آسمان کو جمال سے چھپا دیا اُسکی ستایش سے زمین بھر گئی" کتاب حیقوق باب ۳-۳

چلن اُنکے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اُنکا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ (تنبیہ، کوڑا ۱۲)
وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے — درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سُلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپسمین لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وان شرارا — تو اُس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب[۱] کی باہم لڑائی — صدی جسمین آدھی اُنھون نے گنوائی
قبیلون کی کردی تھی جسنے صفائی — تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ — کرشمہ اک اُنکی جہالت کا تھا وہ

اسی طرح اک اور خونریز بیدا — عرب مین لقب حرب داحس[۲] تھا جسکا
رہا ایک مدت تک آپسمین برپا (ہلاکت شورش ۱۲) — بہا خون کا ہر طرف جسمین دریا
سبب اسکا لکھا ہے یہ اصمعی[۳] نے — کہ گھوڑ دوڑ مین جنبد کی تھی کسی نے

---

۱ یہ لڑائی جاہلیت کے اشعار مین حرب بسوس کے نام سے مذکور ہے۔ بنیاد اسکی یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کھیت مین چلا گیا۔ کھیت والی عورت نے اُسے مارا۔ اونٹ والے نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی اس بات پر سنہ ۴۹۵ء سے سنہ ۵۳۴ء تک برابر لڑائی رہی۔ اول یہ لڑائی بنی بکر اور بنی تغلب مین شروع ہوئی تھی مگر رفتہ رفتہ تمام عرب کے قبیلے اسمین شریک ہوگئے اور ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارے گئے ۱۲

۲ یہ لڑائی سنہ ۵۶۸ء سے سنہ ۶۲۱ء تک جاری رہی داحس ایک گھوڑا تھا۔ گھوڑ دوڑ مین وہ آگے بڑھا جا رہا تھا ایک شخص نے بڑھکر اُسے بدکا دیا۔ اتنی بات پر ایسا رن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اُسوقت ہوا جب بعض قبیلے اسلام لائے۔

۳ اصمعی سے زمانۂ جاہلیت کے اکثر قصے منقول ہین ۱۲

ولادت شریف حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا | کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لبِ جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا | کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یون ہی روز ہوتی تھی تکرار اُنمین | یون ہی چلتی رہتی تھی تلوار اُنمین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر | تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور | کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی | جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا اُنکی دن رات کی دل لگی تھی | شراب اُنکی گھٹی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی | غرض ہر طرح اُنکی حالت بُری تھی
بہت اسطرح اُنکو گذری تھین صدیان | کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھین بدیان

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت | بڑھا جانبِ بوقبیس[۱] ابرِ رحمت
ادا خاکِ بطحا[۲] نے کی وہ ودیعت (امانت ۱۲) | چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوے آمنہ[۳] سے ہویدا | دعاے[۴] خلیل اور نویدِ (بشارت ۱۲) مسیحا

---

۱ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے جانب مشرق واقع ہے۔ مکہ اسکے نیچے غرب کی جانب آباد ہے ۱۲

۲ بطحا ایک مقام مکہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے مگر بطحا کا اطلاق عموماً ارض مکہ پر کیا جاتا ہے اور لغت مین اُس زمین کو کہتے ہین جسمین سنگریزے کثرت سے ہون ۱۲

۳ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام ہے ۱۲

۴ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے دادا ابراہیم کی دعا اور بھائی عیسیٰ علیہما السلام کی بشارت ہون۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ نے جیسا کہ سورۂ بقرہ کے رکوع پندرہ مین مذکور ہے دعا کی تھی۔ کہ الٰہی مکہ والون مین ایک نبی اُن ہی مین سے مبعوث کر اور حضرت عیسیٰؑ نے جیسا کہ سورۂ صف کے پہلے رکوع مین اور انجیل یوحنا کی سولھوین باب مین ہے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آویگا جسکا نام فارقلیط یعنے احمدؐ ہوگا ۱۲

ہوے محو عالم سے آثارِ ظلمت … کہ طالع ہوا ماہِ برجِ سعادت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت … کہ تھا ابر مین ماہتابِ رسالت
یہ چالیسوین سال لطفِ خدا سے … کیا چاند نے کھیت غارِ حرا[۱] سے

وہ نبیون مین رحمت[۲] لقب پانیوالا … مُرادین غریبون کی بر لانیوالا
مصیبت مین غیرونکی کام آنیوالا … وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا
فقیرونکا ملجا ضعیفونکا ماوی … یتیمون کا والی غلامونکا مولی

خطاکار سے درگذر کرنے والا … بد اندیش کے دل مین گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا … قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوے قوم آیا … اور اک نسخۂ کیمیا[۳] ساتھ لایا

مسِ خام کو جسنے کُندن بنایا … کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جسپہ قرنون سے تھا جہل چھایا … پلٹ دی بس اک آن مین اُسکی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا … اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

پڑی کان مین دھات تھی اک نکمّی … نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جسکی
طبیعت مین جو[۱] سکے جوہر تھے اصلی … ہوے سب تھے مٹّی مین ملکر وہ مٹّی
یہ تھا ثبت علمِ قضا و قدر مین … کہ بنجائے گی وہ طلا اک نظر مین

---

۱ کوہ حرا جو کہ مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے اُسمین ایک غار ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے جاکر ذکر و فکر کیا کرتے تھے اسی غار کو غار حرا کہتے ہین سب سے پہلے وحی الٰہی اسی غار مین نازل ہوئی تھی ۱۲

۲ یہ اشارہ ہے طرف اس آیۂ پاک کے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ یعنے ہمنے تمکو نہین بھیجا ہے (ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بلکہ رحمت بھیجی ہے تمام عالم کے لیے ۱۲

۳ یہ استعارہ ہے طرف کلام مجید و فرقان حمید کے ۱۲

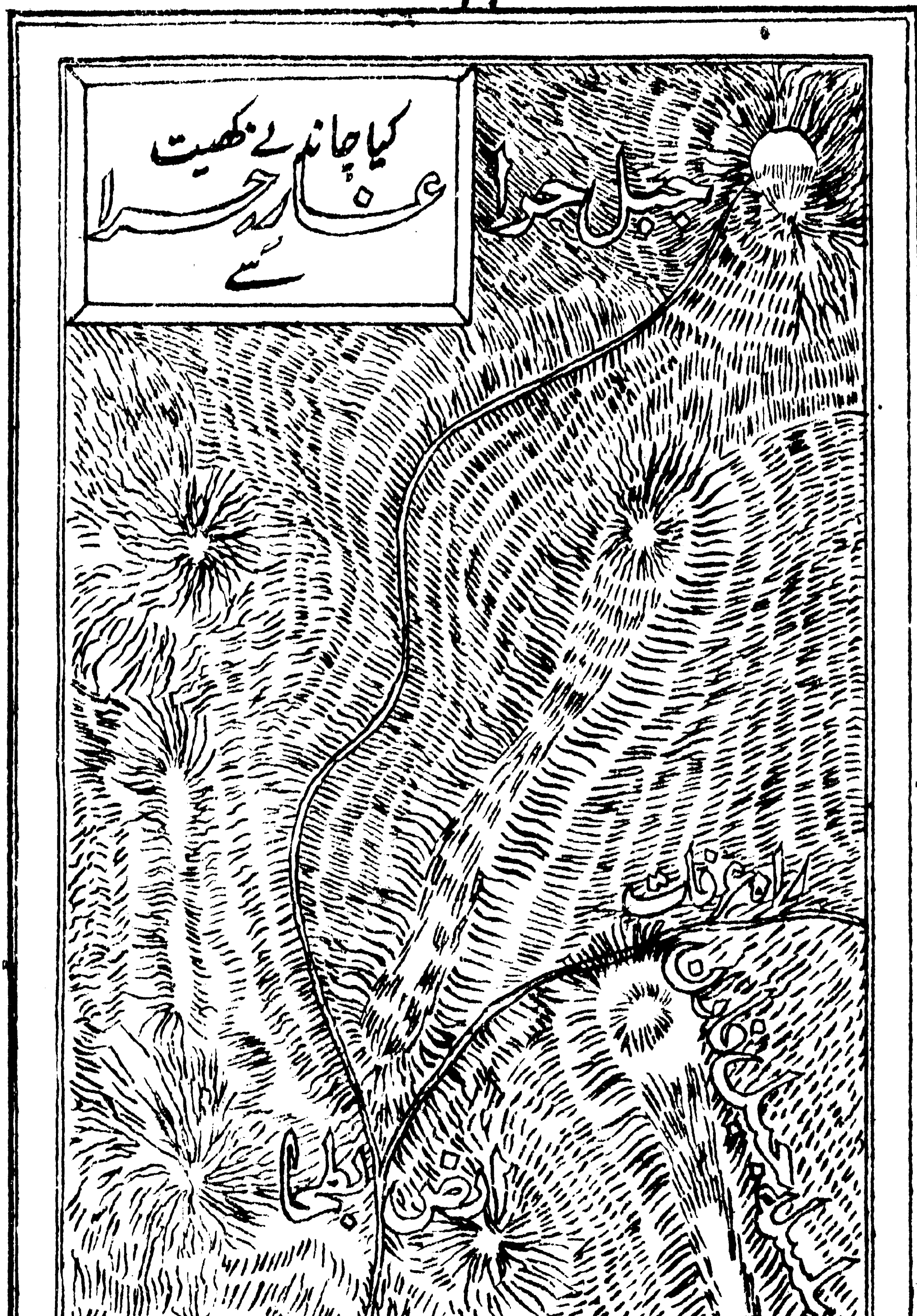
کیا چاند نے دکھیت
غار حرا
سے
جبل حرا
راہ عرفات
ارض بطحا

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر　　تمام اہلِ مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور　　سوئے دشت اور چڑھ کے کوہِ صفا پر[۱]
یہ فرمایا سب سے کہ اے آلِ غالب[۲]　　سمجھتے ہو تم مجکو صادق کہ کاذب

کہا سب نے "قول آج تک کوئی تیرا　　کبھی ہمنے جھوٹا سُنا اور نہ دیکھا"
کہا "گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا　　تو باور کروگے اگر مین کہونگا؟
کہ فوجِ گران پشت کوہِ صفا پر　　پڑی ہے کہ لوٹے تمھین گھات پاکر"

کہا "تیری ہر بات کا یان یقین ہے　　کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین[۳] ہے"
کہا "گر مری بات یہ دلنشین ہے　　تو سُن لو خلاف اسمین اصلا نہین ہے
کہ سب قافلہ یان سے ہے جانیوالا　　ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنیوالا"

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی　　عرب کی زمین جسنے ساری ہلادی
نئی اِک لگن دل مین سب کے لگادی　　اِک آواز مین سوتی بستی جگادی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے　　کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

سبق پھر شریعت کا اُنکو پڑھایا　　حقیقت کا گُر اُنکو اِک اِک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤن کو بنایا　　بہت دن کے سوتے ہوؤن کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہان پر　　وہ دکھلا دیے ایک پردہ اٹھاکر

---

[۱] صفا اور مروہ مکہ مین دو پہاڑیان ہین جنکے بیچ مین حاجیون کو سات بار پے در پے دوڑنے کا حکم ہے حضرت اسمٰعیل کی والدہ ماجدہ ہاجرہ پر جب یہان سخت حالت گذرتی تھی تو وہ قلق اور اضطراب مین اس مقام پر سرگشتہ و پریشان دوڑتی پھرتی تھین اسی بنا پر مسلمانون کو یہان دوڑنے کا حکم ہوا ہے ۱۲

[۲] قریش کے اکثر قبائل خصوصاً بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد ہین۔ غالب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام ہے جو کہ عدنان سے گیارہ پشت نیچے ہین ۱۲

[۳] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بسبب اُن کی نیکی سچائی دیانت وغیرہ کے ابتدا ہی سے امین کا لقب حاصل ہوگیا تھا اور آپ کو بعثت سے پہلے سب لوگ محمد امین کہہ کر پکارتے تھے ۱۲

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیمان[1] — بُھلائے تھے بندون نے مالک کے فرمان
زمانے مین تھا دورِ صہبائے بطلان (گمراہی کی شراب) — مئے حق سے محرم (واقف) نہ تھی بزمِ دوران

اچھوتا[2] تھا توحید کا جام اب تک — خمِ معرفت کا تھا منہ خام اب تک

نہ واقف تھے انسان قضا اور جزا[3] سے — نہ آگاہ تھے مبدا و منتہا (انتہا) سے
لگائی تھی اک اِک نے لَو ماسوا[4] سے — پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے

یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا — یہ راعی[5] نے للکار کر جب پکارا

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق — زبان اور (جز) دل کی شہادت کے لائق
اُسی کے ہین فرمان اطاعت کے لائق — اُسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لَو اُس سے اپنی لگاؤ — جھکاؤ تو سر اُسکے آگے جھکاؤ

اُسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم — اُسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اُسی کی طلب مین مرو جب مرو تم

مبرّا (پاک) ہے شرکت سے اُسکی خدائی[6] — نہین اُسکے آگے کسی کو بڑائی

---

[1] یعنی پیمان الست جسکا اشارہ قرآن مجید کی اس آیت مین ہے اَلَستُ بِرَبِّکُم قَالُوا بَلٰی (ترجمہ) کیا نہین ہون مین رب تمھارا سب (ارواحون) نے کہا بیشک تو ہی ہے (رب ہمارا) ۱۲

[2] اچھوتا اُسے کہتے ہین جسکو کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو اور کسی نے استعمال نہ کیا ہو پس مقصود یہ ہے کہ جس توحید کی اسلام نے تعلیم دی وہ ادیان سابقہ کے حصہ مین نہین آئی تھی ۱۲

[3] یعنی کفار عرب قیامت کے منکر تھے ۱۲

[4] اصطلاح صوفیہ مین ذات باری کے سوا جو کچھ ہے اسکو ماسوا کہتے ہین اس مصرع مین طنزاً معشوق مجازی سے مراد لیا ہے ۱۲

[5] راعی بکریاں چرانے والا۔ اس لفظ کا اطلاق انبیا پر اکثر کیا گیا ہے۔

[6] تعلیم توحید جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ایسی کسی نبی سے نہین بن پڑی ۱۲

خرد اور ادراک رنجور ہین واں — مہ و مہر ادنےٰ سے مزدور ہین واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہین واں — نبی اور صدیق[۵۱] مجبور ہین واں
نہ پرسش ہے رہبان[۵۲] و احبار[۵۳] کی واں — نہ پروا ہے ابرار و احرار[۵۴] کی واں

نصاریٰ کے مانند دھوکا نہ کھانا — کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا — بڑھا[۵۵] کر بہت تم نہ مجکو گھٹانا
سب انسان ہین واں جسطرح سرفگندہ — اسیطرح ہون مین بھی اک اسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم — نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہین بندہ ہونے مین کچھ مجھسے کم تم — کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی — کہ بندہ[۵۶] بھی ہون اسکا اور ایلچی بھی

اسیطرح دل انکا اک اک سے توڑا — ہراک قبلۂ کج سے منھ انکا موڑا
کہین ماسوا کا علاقہ نہ چھوڑا — خداوند سے رشتہ بندونکا جوڑا
کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے — دیے سر جھکا انکے مالک کے آگے

---

۵۱ صدیق انبیا پر سب سے پہلے ایمان لانے والا اور اپنی تمام زندگی راستبازی سے بسر کرنے والا ۱۲

۵۲ رہبان عیسائیوں کے درویش ۱۲

۵۳ احبار عیسائیون کے علماے دین ۱۲

۵۴ احرار جو لوگ خدا کے سوا سب چیزون سے آزاد اور بے تعلق ہین ۱۲

۵۵ یعنی امت مسیحیہ کیطرح تم مجکو بڑھا کر الوہیت کے درجے تک نہ پہونچا دینا کیونکہ اس سے دین کے مخالفون کو طعن کا موقع ملتا ہے اور دین کی تحقیر ہوتی ہے پس انبیا کو انکی حد سے بڑھا دینا گویا انکے رتبہ کو دنیا کی نظر مین گھٹا دینا ہے

۵۶ یہ اشارہ ہے طرف اس آیہ شریف کے "قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ" یعنی تم کہدو (اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ مین تو تمھاری مثل ایک بشر ہون میری طرف وحی کیجاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے اکیلا (جسکا کوئی شریک نہین) ۱۲

پتا اصل مقصود کا پا گیا جب — نشان گنج و دولت کا ہاتھ آ گیا جب
محبت سے دل انکا گرما گیا جب — سماں انپہ توحید کا چھا گیا جب
سکھائی معیشت کی آداب انکو — پڑھائی تمدن[۵] کی سب باب انکو
جتائی انھیں وقت کی قدر و قیمت — دلائی انھیں کام کی حرص و رغبت
کہا چھوڑ دینگے سب[۱] آخر رفاقت — ہوں فرزند و زن اسمیں یا مال و دولت
نہ چھوڑیگا پر ساتھ ہرگز تمھارا — بھلائی میں جو وقت تمنے گذارا
غنیمت ہے[۲] صحت علالت سے پہلے — فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے — اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت — جو کرنا ہے کر لو کہ تھوڑی ہے مہلت"
یہ کہکر کیا[۳] عالم پر انکو شیدا — کہ ہیں دور رحمت سے سب اہل دنیا
مگر دھیان ہے جنکو ہر دم خدا کا — ہے تعلیم کا یا سدا جنمیں چرچا
انہی کے لیے یاں ہے نعمت خدا کی — انہی پر ہے واں جا کی رحمت خدا کی"

---

[۱] اشارہ ہے طرف اس حدیث کے یتبع المیت ثلثۃ اہلہ و مالہ و عملہ فیرجع اثنان و یبقی واحد یرجع اہلہ و مالہ و یبقی عملہ۔ پیچھے لگی جاتی ہیں مردہ کے تین چیزیں اسکے قرابتی لوگ اور مال اور عمل سو دو تو پلٹ آتے ہیں اور ایک رہجاتی ہے قرابتی لوگ اور مال تو پلٹ آتے ہیں اور اسکا عمل اسکے ساتھ رہجاتا ہے ۱۲

[۲] یہ گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل ہرمک و صحتک قبل سقمک و غناک قبل فقرک و فراغک قبل شغلک و حیوتک قبل موتک یعنی غنیمت جانو پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں کے پہلے جوانی کو بڑھاپے کے پہلے۔ تندرستی کو بیماری کے پہلے تونگری کو محتاجی کے پہلے فرصت کو کام سے پہلے۔ زندگی کو موت سے پہلے

[۳] یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے الا ان الدنیا ملعونۃ و ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ و ما والاہ او عالم او متعلم۔ آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اس قبیل سے ہو یا علم سکھانے والا اور علم سیکھنے والا ۱۲

[۵] تمدن بمعنے انتظام شہر ۱۲

سکھائی اُنھین نوعِ انسان پہ شفقت ۔ کہا ہے یہ اسلامیون کی علامت[۱]
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہین وہ محبت ۔ شب و روز پہونچاتے ہین اُسکو راحت
وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہین
وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہین

خدا رحم کرتا نہین اُس بشر پر[۲] ۔ نہو درد کی چوٹ جسکے جگر پر
کسی کے گر آفت گذر جاے سر پر ۔ پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرشِ برین پر

ڈرایا تعصّب سے اُنکو یہ کہکر ۔ کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر[۳]
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر ۔ وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُسکے یاور
نہین حق سے کچھ اُس محبت کو بہرا
کہ جو تمکو اندھا کرے اور بہرا

بچایا بُرائی سے اُنکو یہ کہکر ۔ کہ طاعت سے ترکِ معاصی ہے بہتر[۴]
تورّع کا ہے ذات مین جنکی جوہر ۔ نہونگے کبھی عابد اُن کے برابر
کرو ذکر اہلِ ورع کا جہان تم
نہ لو عابدونکا کبھی نام وان تم

---

۱ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے اَحْسِنْ اِلٰی جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا نیکی کر اپنے ہمسایہ کے ساتھ تو ہوگا تو مومن اور چاہا کر لوگون کے واسطے جو چاہتا ہے تو اپنے لیے ہوگا تو پکا مسلمان ۱۲

۲ یہ اُن دو حدیثون کا ترجمہ ہے اول لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ جو لوگون پر رحم نہین کرتا اللہ تعالے اُسپر رحم نہین فرماتا دوم اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ تم رحم کرو اُسپر جو زمین مین ہے تمپر رحم کرے گا وہ جو آسمان مین ہے (یعنی اللہ تعالے) ۱۲

۳ یہ اس حدیث کا ماحصل ہے۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِيَّةٍ جو حق پر نہو اُسکی حمایت کرنیوالا ہم مین سے نہین ہے اور جو ناحق کی طرفداری مین جنگ کرے اور لڑے وہ ہم مین سے نہین ہے اور جو ناحق کی حمایت یعنی تعصب پر مرے وہ بھی ہم مین سے نہین ہے ۱۲

۴ یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ ذُكِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِعِبَادَةٍ وَاجْتِهَادٍ وَذُكِرَ اٰخَرُ بِرِعَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ لَا تَعْدِلُ بِالرِّعَةِ يعنی الورع ذکر کیا گیا ایک شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ عبادت اور اجتہاد کے اور دوسرے کا ذکر کیا گیا ساتھ تقوی اور پارسائی کے پس فرمایا حضور نبی صلعم نے کہ مت برابر شمار کرو تقوی کو ۱۲

غریبون کو محنت کی رغبت دلائی — کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی[1]
خبر تاکہ لو اُس سے اپنی پرائی — نہ کرنی پڑے تمکو در در گدائی
طلب سے ہی دنیا کی گریان یہ نیت — تو چمکوگے وان ماہِ کامل کی صورت

امیرون کو تنبیہ کی اس طرح پر — کہ ہین[2] تم مین جو اغنیا اور توانگر
اگر اپنے طبقے مین ہون سب سے بہتر — بنی نوع کے ہون مددگار و یاور
نہ کرتے ہون بے مشورت کام ہرگز — اُٹھاتے نہون بیٹھ کر کام ہرگز

تو مُردون سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ — زمانہ مبارک ملے جسکو ایسا
یہ جب اہلِ دولت ہون اشرارِ دنیا — نہو عیش مین جنکو اور ونکی پروا
نہیں اس زمانے مین کچھ خیر و برکت — اقامت سے بہتر ہے اُسوقت رحلت"

دیے پھیر دل اُنکے مکر و ریا سے — بھرا اُنکے سینے کو صدق و صفا سے
بچایا اُنھیں کذب سے افترا سے — کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قولِ حق مین نہ کچھ باک اُنکو — بس اک شوب مین کردیا پاک اُنکو

---

[1] اس حدیث کے الفاظ یہ ہین مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْيًا عَلٰى اَهْلِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَوَجْهُهٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ جو شخص حلال روزی تلاش کرے سوال سے بچنے کے لیے اپنے لیے اور اپنے گھروالون کے گذارہ کے لیے اور ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کے لیے تو ایسا دنیادار قیامت کے دن خدا سے اس طرح ملاقات کریگا کہ اُسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا ۱۲

[2] اس حدیث کا ماحصل ہے اِذَا كَانَ اُمَرَاۤءُكُمْ خِيَارَكُمْ وَاَغْنِيَاۤءُكُمْ سُمَحَاۤءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ بَطْنِهَا وَاِذَا كَانَ اُمَرَاۤؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَاَغْنِيَاۤؤُكُمْ بُخَلَاۤءَكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ اِلٰى نِسَاۤئِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا جبکہ ہووین رؤسا تم مین کے بہتر تمھارے لیے اور توانگر تم مین کے سخی اور امورات تمھاری مشورت سے پس پیٹھ زمین کی بہتر ہے تمھارے لیے اسکے پیٹ سے اور جبکہ رؤسا تمھارے دنیا بھر سے بدتر ہون اور توانگر تمھارے کنجوس اور امورات تمھاری عورتون پر محول ہون پس پیٹ زمین کا بہتر ہے تمھارے لیے اسکی پیٹھ سے ۱۲

کہین حفظ و صحت کی آئین سکھائے | سفر کے کہین شوق اُنکو دلائے
مفاد اُنکو سوداگری کے سوجھائے | اصول اُنکو فرماندہی کے بتائے
نشان راہ منزل کا اک اک دکھایا | بنی نوع کا اُنکو رہبر بنایا

اثر تعلیم

ہوئی ایسی عادت یہ تعلیم غالب | کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مثالب | ہوئی روح سے بہرہ ور اُنکے قالب
جسے تراج[1] رد کر چکے تھے وہ پتھر | ہوا جا کے آخر کو قائم سرے پر

(مناقب: اوصاف حمیدہ ۱۲ — مثالب: برائیاں ۱۲)

رحلت آنحضرت صلعم

جب اُمت کو سب مل چکی حق کی نعمت | ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندونکی حجت[2] | نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی | کہ دنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی

اوصاف اصحاب

سب اسلام کے حکم بردار بندے | سب اسلامیونکے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے | یتیمونکے رانڈونکے غمخوار بندے
رہ کفر و باطل سے بیزار سارے | نشے مین مئے حق کی سرشار سارے
جہالت کی رسمین مٹا دینے والے | کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دین پر جھکا دینے والے | خدا کے لیے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت مین سینہ سپر کرنے والے | فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

---

[1] یہ اُس پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے جو انجیل متی کے باب ۲۱ مین ہے اور جسکو مسلمان بنی اسمٰعیل کے حق مین سمجھتے ہین ۱۲

[2] یعنی جب نبی کی تعلیم سے خدا نے اپنے بندون کو دین حق سے مطلع کرا دیا اور کسیکو یہ کہنے کا منصب نہ رہا کہ ہمپر خدا نے نبی نہ بھیجا ۱۲

اگر اختلاف اُن مین باہم دگر تھا — تو بالکل مدار اُسکا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑون مین شر تھا — خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اُس آزادگی کی — ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

نہ کھانو مین تھی وان تکلف کی کلفت — نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اِک باغ ایسا — نہ تھا جسمین چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے اُمّت کے ایسے نگہبان — ہو گلّے کا جیسے نگہبان چوپان
سمجھتے تھے ذمّی و مسلم کو یکسان — نہ تھا عبد و حُر مین تفاوت نمایان
(غلام ۱۲ — آزاد ۱۲ — فرق ۱۲)
کنیز اور بانو تھین آپسمین ایسی — زمانے مین ماں جائی بہنین ہون جیسی

رہ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ اُنکی — فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُنکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی — شریعت کے قبضے مین تھی باگ اُنکی (تعلق ۱۲)
جہان کر دیا نرم نرما گئے وہ — جہان کر دیا گرم گرما گئے وہ

۱؎ یعنی جو آزادگی آخر کو یورپ و امریکہ مین پھیلی اور جسنے دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کو سرسبز کر دیا اُسکی بنیاد اول خلافت راشدہ کے زمانے مین پڑی تھی جیسا کہ مختصر طور پر اس مسدس مین بیان کیا گیا ہے ۱۲

۲؎ خلیفۂ وقت جسکا کمل کھجور کے تنکون سے سلا ہوتا تھا وہ اونٹون کی مالش اپنے ہاتھ سے کیا کرتا تھا مشک کاندھے پر رکھکر لوگون کے گھر مین پانی بھر آتا تھا میدان جنگ سے آئے ہوئے خطوط ہر ایک کے مکان پر جا کر خود دے آتا تھا اور پھر اُنکے جواب لشکر کو روانہ کرتا تھا ۱۲

۳؎ ذمّی اُن لوگون کو کہتے ہین جو غیر مسلم ہوتے ہین اور مسلمانون کی امان مین رہتے ہین ۱۲

کفایت جہان چاہیے وان کفایت | سخاوت جہان چاہیے وان سخاوت

تیزی اور نرمی[1] دشمنی اور محبت | نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت

جھکا حق سے جو جھک گیا اُس سے وہ بھی | رُکا حق سے جو رُک گیا اُس سے وہ بھی

ترقی کا جسدم خیال اُنکو آیا | اِک اندھیر تھا ربع[2] مسکون مین چھایا

ہر اک قوم پر تھا تنزّل کا سایا | بلندی سے تھا جسنے سب کو گرایا

وہ نیشن[3] جو ہین آج گردون کی تارے | دھندلکے[4] مین بستی کے پنہان تھے سارے

تاریکی ۱۲

نہ وہ دور دورہ تھا عبرانیون کا | نہ یہ بخت و اقبال نصرانیون کا

پراگندہ دفتر تھا یونانیون کا | پریشان تھا شیرازہ ساسانیون[5] کا

جہاز اہل رومہ[6] کا تھا ڈگمگاتا | چراغ اہل ایران کا تھا ٹمٹماتا

ل جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے کسی جنگ مین اپنے دشمن کو مغلوب کیا اور جب قتل کرنا چاہا تو اُسنے آپ کے چہرۂ مبارک پر تھوکدیا آپ فوراً اُسکے سینہ سے اُتر آئے دشمن نے متعجب ہوکر اپنے چھوڑ دیے جانے کا سبب دریافت کیا آپنے فرمایا کہ مجکو تیرا قتل کرنا محض اللہ کے واسطے تھا تیرے تھوکنے پر مجکو غصہ آگیا اور اب چونکہ نفس کی شرکت ہوگئی ہے لہذا نفسانیت کے ساتھ مین نے قتل کرنا پسند نہ کیا اس بیان پاک کا آپ کے دشمن پر ایسا اثر ہوا کہ وہ فوراً ایمان لاکر مشرف باسلام ہوگیا ۱۲

ع کرۂ زمین پر ایک چوتھائی خشکی اور تین چوتھائی پانی مانا جاتا ہے پس ایک چوتھائی خشکی کا نام ربع مسکون ہے ۱۲

س یعنی یورپ و امریکہ کی ترقی یافتہ قومین نیشن انگریزی مین قوم کو کہتے ہین ۱۲

ک دھندلکا تاریکی اور روشنائی کے درمیان ایک تیسری حالت جسمین کوئی چیز اچھی طرح محسوس نہوتی ہو مجازاً تاریکی کو بھی کہتے ہین ۱۲

ش ساسان پسر دارا کی اولاد مین جو بادشاہ ہوے ہین وہ ساسانی کہلاتے ہین ۱۲

ف روما اٹلی کا بڑا مشہور شہر ہے جو کہ دریاے ٹائبر کے بائین منارہ بحیرۂ شام سے سولہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ رومیون کی شاہنشاہی کے عہد مین یہی شہر دار السلطنت تھا۔ جہاز کو روما کے ساتھ اور چراغ کو عبد النار یعنی قدمای اہل فارس کے ساتھ جو مناسبت ہے ظاہر ہے ۱۲

ادھر ہند میں ہر طرف تھا اندھیرا | کہ تھا گیان گن کا لدا یاں سے ڈیرا
ادھر تھا عجم کو جہالت نے گھیرا | کہ دل سب پے کیش و کنش سے تھا پھیرا
نہ بھگوان کا دھیان تھا گیانیوں میں | نہ یزداں پرستی تھی یزدانیوں میں

ہوا ہر طرف موج زن تھی بلا کی | گلوں پہ چھری چل رہی تھی جفا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پرسش خطا کی | پڑی لٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمیں پر تھا ابرِ ستم کا دڑیڑا | تباہی میں تھا نوعِ انساں کا بیڑا

وہ قومیں جو ہیں آج غمخوارِ انساں | درندوں کی اور انکی طینت تھی یکساں
جہاں عدل کے آج جاری ہیں فرماں | بہت دور پہنچا تھا واں ظلم و طغیاں
بنے آج جو گلہ باں ہیں ہمارے | وہ تھے بھیڑیے آدمی خوار سارے

ہنر کا جہاں گرم بازار ہے اب | جہاں عقل و دانش کا بیوپار ہے اب
جہاں ابرِ رحمت گہر بار ہے اب | جہاں ہن برستا لگاتار ہے اب
تمدن کا پیدا نہ تھا واں نشاں تک | سمند کی آئی نہ تھی موج واں تک

---

۱ عجم لفظ عربی ہے عرب کی زمین کے سوا ہر زمین کو عجم کہہ سکتے ہیں مگر اطلاق اسکا ایران و توران تک ہے ۱۲

۲ یزدانی سے مراد پارسی ہیں جو ایک خیر کا اور دوسرا شر کا خالق مانتے ہیں پہلے کو یزدان اور دوسرے کو اہرمن کہتے ہیں ۱۲

۳ زمانہ وسطیٰ میں جو کہ حضرت عیسیٰ سے لیکر سنہ ۱۵۰۰ مسیحی تک رہا تقریباً آٹھ سو برس سے تمام یورپ میں تاریکی اور اندھیرا چھایا رہا ظلم اور بدنظمیاں جہل اور ضلالت اور بے دیانتی وغیرہ تمام قوموں پر غالب تھی یہی حال ایشیا اور افریقہ میں تھا اسوقت اسلام کی بدولت صرف عرب نے پرانی دنیا کے ہر ایک کھونٹ میں روشنی پھیلائی تھی ۱۲

۴ ہن ایک سونے کا سکہ تھا جو کسی زمانہ میں دکن میں جاری تھا اور محاورہ میں ہن برسنے سے دولت کی کثرت و افراط مراد ہوتی ہے یہاں دولت علم مقصود ہے ۱۲

نہ رستہ ترقی کا کوئی کھلا تھا ۔ نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا
وہ صحرا انھین قطع کرنا پڑا تھا ۔ جہان نقش پا تھا نہ شور درا تھا
جون ہی کان مین حق کی آواز آئی ۔ لگا کرنے خود انکا دل رہنمائی

گھٹا اک پہاڑون سے بطحا کے اٹھی ۔ پڑی چار سو یک بیک دھوم جسکی
کڑک اور دمک دور دور اسکی پہونچی ۔ جو ٹیکس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی ۔ ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

کیا امیون نے جہان مین اجالا ۔ ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتون کو عرب اور عجم سے نکالا ۔ ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانے مین پھیلائی توحید مطلق ۔ لگی آنے گھر گھر سے آوازِ حق حق

ہوا غلغلہ نیکیون کا بدون مین ۔ پڑی کھلبلی کفر کی سرحدون مین
ہوئی آتش افسردہ آتشکدون مین ۔ لگی خاک سی اڑنے سب معبدون مین
ہوا کعبہ آباد سب گھر اجڑ کر ۔ جمے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

لیے علم و فن اُنسے نصرانیون نے ۔ کیا کسب اخلاق روحانیون نے
ادب اُنسے سیکھا صفاہانیون نے ۔ کہا بڑھ کے لبیک یزدانیون نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا ۔ کوئی گھر نہ دنیا مین تاریک چھوڑا

آتشکدہ ۱۲ ۔ اہل اصفہان ۱۲ ۔ مجوسی ۱۲

۵۱ اندلس یعنی اسپین مین ٹیگس سے بڑی کوئی ندی نہین ہے اسکا طول تخمیناً ساڑھے پانسو میل ہے ارگون کی حدود سے نکلی ہے اور اسپین مین سمندر سے جا کر ملی ہے مطلب یہ کہ اسلام اسپین سے ہندوستان تک پھیل گیا ۱۲
۵۲ امی ان پڑھ کو کہتے ہین عرب مین چونکہ قدیم سے تعلیم و تعلم کا رواج نہ تھا اسواسطے وہان کے باشندونکو امی کہا گیا ہے ۱۲
۵۳ روحانی وہ لوگ جو اپنے مذہب کی بنا صرف روحانی تعلیم پر منحصر کرتے ہین جیسے عیسائی ۱۲
۵۴ لبیک ایک کلمہ ہے جسکو حاجی لوگ مقام عرفات مین بار بار کہتے ہین اسکے معنی یہ ہین کہ مین حاضر ہون ۱۲

ارسطوؔ[۱] کے مُردہ فنون کو جلایا — فلاطوؔن[۲] کو پھر زندہ کر کے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا — مزہ علم و حکمت کا سب کو چکھایا
کیا برطرف پردہ چشمِ جہان سے (گالئون ۱۲) — جگایا زمانے کو خوابِ گران سے

ہر اک میکدے[۳] سے بھرا جاکے ساغر — ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثلِ پروانہ ہر روشنی پر — گرہ مین لیا باندھ حکمِ پیمبر[۴]
کہ حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو — جہان پاؤ اپنا اُسے مال سمجھو

ہر اک علم کے فن کے جویا ہوے وہ — ہر اک کام مین سب سے بالا ہوے وہ
فلاحت (زراعت ۱۲) مین بے مثل و یکتا ہوے وہ — سیاحت (سفر ۱۲) مین مشہورِ دنیا ہوے وہ
ہر اک ملک مین اُنکی پھیلی عمارت — ہر اک قوم نے اُن سے سیکھی تجارت

کیا جاکے آباد ہر مُلک ویران — مہیا کیے سب کی راحت کے سامان
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیابان — اُنھین کر دیا رشکِ صحنِ گلستان
بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہے — یہ سب پود اُن ہی کی لگائی ہوئی ہے

---

۱ ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیمون سے ہے۔ سکندر اعظم کا اُستاد اور افلاطون کا شاگرد تھا۔ حضرت عیسیٰؑ سے تین سو بائیس (۳۲۲) برس پہلے تریسٹھ (۶۳) برس کی عمر مین مرا ۱۲

۲ فلاطون (فلاطون) ایتھنز دار الخلافہ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد نہایت مشہور حکیم ہے اکیاسی برس کی عمر مین حضرت عیسیٰؑ سے تین سو اڑتالیس (۳۴۸) برس پہلے مرا ۱۲

۳ یعنی وہ ہر موقع سے علم و حکمت حاصل کرتے تھے ۱۲

۴ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ اَلْحِکْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا۔ حکمت مومن کی گم شدہ شی ہے پس جہان کہین وہ پاوے اُسکو تو وہی مستحق ہے اُسکا ۱۲

یہ ہموار سڑکین یہ راہین مصفّا | دو طرفہ برابر درختون کا سایا
نشان جابجا میل و فرسنگ کے برپا | سر رہ کنوین اور سرائین مہیا
اُنہی کے ہین سب نے یہ چربے اُتارے | اُسی قافلے کے نشان ہین یہ سارے
سدا اُنکو مرغوب سیر و سفر تھا | ہر اک برّ اعظم مین اُنکا گذر تھا
کھنگالا ہوا اُنکا سب بحر و بر تھا | جو لنکا مین ڈیرا تو بربر مین گھر تھا
وہ گنتے تھے یکسان وطن اور سفر کو | گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

سڑکیں

۱ شیر شاہ نے پانچ برس کی سلطنت مین ایک سڑک بنوائی جو چار مہینے کے راستے مین پھیلی ہوئی تھی اُس سڑک پر سات سات کوس کے فاصلے سے ایک پختہ سرا بنوائی لب سڑک جابجا کنوین اور مسجدین بنوائین ہر مسجد مین امام اور موذن مقرر کیے ہر سرا مین مسلمان اور ہندو آدمی نوکر رکھے تاکہ سب کو آرام ملے سڑک کے دونوں طرف درخت لگوائے کوس کوس بھر پر ایک ایک منارہ بنوایا جس سے راستے کا اندازہ ہو ۱۲

۲ چار ہزار قدم کی مسافت یا چار ہزار گز کی اور گز چھ مٹھی یا چوبیس اُنگل کا ۱۲

۳ تین میل کی مقدار ۱۲

۴ کسی لکھے ہوئے کاغذ پر دوسرا باریک کاغذ رکھکر نیچے کا نقش اوپر اُٹھانے کو چربہ اُتارنا کہتے ہین اور مجازاً ہر اُس نقل کو جو اصل کے بالکل مطابق ہو ۱۲

۵ یعنی جتنے برّ اعظم اُسوقت تک انسان کو معلوم تھے ایشیا یورپ افریقیہ سب مین عرب کا گذر تھا ۱۲

۶ افریقیہ مین جو ایک صحرا تین ہزار میل لمبا ہے اُسکے شمالی ملک کو بربر کہتے ہین مطلب یہ کہ جنکا ڈیرہ یعنی خیمہ جو سفر کی علامت ہے لنکا مین تھا اُنکا گھر بربر مین تھا یعنے اتنی دور جاکر بود و باش اختیار کرتے تھے چنانچہ لنکا مین ابتک عربی نسلین موجود ہین ۱۲

جہان کو ہی یاد اُنکی رفتار اب تک — کہ نقشِ قدم ہین نمودار اب تک
ملایا[1] مین ہین اُنکے آثار اب تک — اُنھین رو رہا ہی ملیبار[2] اب تک

ہمالہ[3] کو ہین واقعات اُنکے ازبر — نشان اُنکی باقی ہین جبرالٹر[4] پر

نہین اس طبق[5] پر کوئی برِّ اعظم — نہون جسمین اُنکی عمارات محکم
عرب۔ ہند۔ مصر۔ اندلس۔ شام۔ دیلم[6] — بناؤن سی ہے اُنکی معمور عالم
سرِ کوہ آدم[7] سے تا کوہِ بیضا[8] — جہان جاؤگی کھوج پاؤگے اُنکا

وہ سنگین محل اور وہ اُنکی صفائی — جمی جنکے کھنڈرون پہ ہی آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جنکے طلائی — وہ معبد جہان جلوہ گر تھی خدائی
زمانی نے گو اُنکی برکت اُٹھالی — نہین کوئی ویرانہ پر اُنسے خالی

---

۱ ملایا مجمع الجزائر یعنے مشرقی ہند مین ایک جزیرہ نما ہی ۱۲

۲ ملیبار ہندوستان کے جنوب کی طرف اور بحرِ ہند کے مغربی ساحل پر واقع ہے ۱۲

۳ ہمالہ کوہ ہمالیہ کا نام ہی جو ساری ہندوستان کی شمالی حد یعنی دیوار ہے ۱۲

۴ جبرالٹر کو عرب جبل طارق اور جبل الفتح بھی کہتے ہین۔ ابو عبدالرحمن بن موسیٰ نصیر نے جب اپنے غلام طارق کو اندلس کی مہم پر بھیجا تو وہ اول اسی پہاڑ پر پہونچا تھا گویا یہ پہاڑ فتح اندلس کا دروازہ تھا اسی لیے اسکے یہ دونون نام رکھے گیے ۱۲

۵ اس طبق کا اشارہ زمین کے نصف کرۂ علیا کی طرف ہے جسمین ہم موجود ہین ۱۲

۶ دیلم گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک بحیرۂ کیسپین کے جنوب مین واقع ہی پہلے یہ دونون ملک ایران کی حدود مین شامل تھے اب روس کے ماتحت ہین ۱۲

۷ لنکا مین جو سلسلہ پہاڑون کا ہی اُسمین سب سے اونچی چوٹی قلۂ آدمؑ یا کوہ آدمؑ ہے ۱۲

۸ کوہ بیضا اندلس مین ہی جسکو اہل یورپ داندلس سیرا نیوادا کہتے ہین چونکہ اسکی چوٹی برف سے سفید رہتی تھی اسلیے عرب اسکو قلعۂ بیضا کہتے تھے اور اسکا قدیم نام سیرا ہے ۱۲

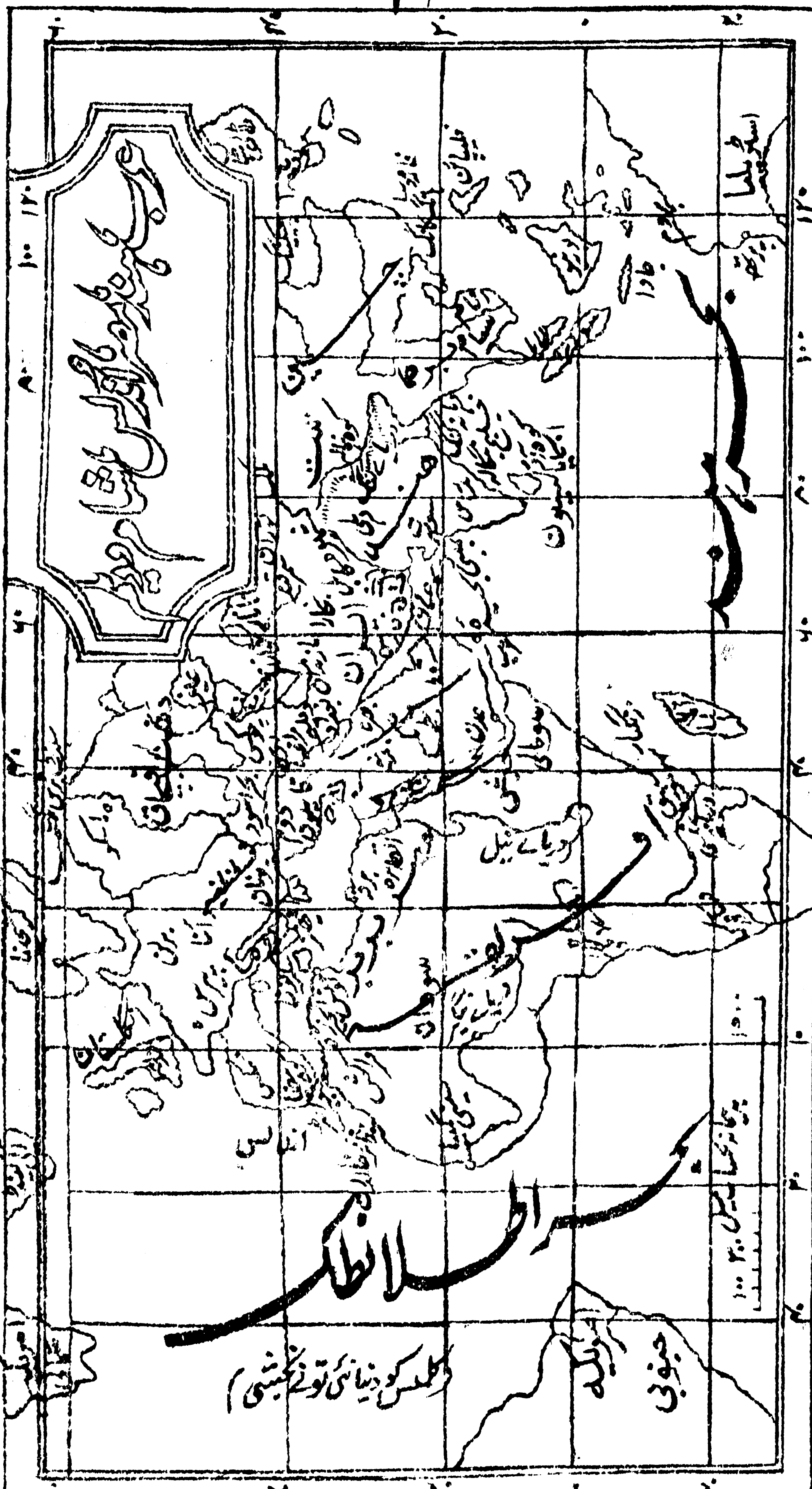

ہوا اندلس[1] اُنسے گلزار یکسر — جہان اُنکے آثار باقی ہین اکثر
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جا کر — یہ ہی بیت حمرا[2] کی گویا زبان پر
کہ تھے آلِ عدنان[3] ہی میرے بانی — عرب کی ہون مین اس زمین پر نشانی
ہویدا ہے غرناطہ[4] سے شوکت انکی — عیان ہی بلنسیہ[5] سے قدرت اُنکی
بطلیوس[6] کو یاد ہے عظمت انکی — ٹپکتی ہے قادس[7] مین اب حسرت اُنکی
نصیب اُنکا اشبیلیہ[8] مین ہے سوتا — شب و روز ہے قرطبہ[9] اُنکو روتا

(1) یہ نام اسپین کا مسلمانون نے رکھا تھا یہان سات سو برس تک عیسائی قوم مسلمانون کی محکوم رہی ۱۲

(2) حمرا نام ہی ایک عمارت کا شہر گرینڈا مین جسکو عرب غرناطہ کہتے تھے اہل اسلام کی ابتک بڑی یادگار ہے اور خلفاے بنی اُمیہ سے دوسرے خلیفہ کے عہد مین طیار ہوئی تھی اور اٹھارھوین خلیفہ کی عہد مین مسلمانونکی ہاتھ سے نکل گئی ۱۲

(3) بنی اُمیہ جو کئی صدیون تک اندلس مین فرمانروا رہے اُنکے جد اعلیٰ کا نام عدنان تھا پس بنی امیہ اور ان کے عم یعنی بنی ہاشم سب عدنان کی اولاد ہین اسی لیے خلفاے اندلس کو جو کہ بنی امیہ تھے آل عدنان کہا گیا ہے ۱۲

(4) غرناطہ (گرینڈا) اندلس مین نہایت خوش سواد اور خوش اسلوب شہر ہے - اندلس کا ایک صوبہ جسمین غرناطہ ہے اسی نام سے مشہور ہے ابو علی عمر بن محمد شلوبینی امام نحو اسی صوبہ کا رہنے والا ہے ۱۲

(5) بلنسیہ (ولنسیہ) اندلس کے شرقی حصے مین ایک نہایت عمدہ شہر ہے جسکا سواد باغون اور نہرون سے مالامال ہے ۱۲

(6) بطلیوس (بڈیجوز) قرطبہ کے شمال مغرب مین چھ دن کے فاصلے پر بہت بڑا شہر ہے اسمین متوکل ابن عمر افطس نے نہایت عالیشان عمارتین بنوائی تھین - ابن قلاس نے اس کی یاد مین بہت حسرتناک شعر لکھے ہین ۱۲

(7) قادس جسکو انگریزی مین کیڈس بولتے ہین اندلس مین ایک چھوٹا سا جزیرہ بارہ[12] میل لنبا خلیج زقاق (بی آف کیڈس) کے متصل واقع ہے ۱۲

(8) اشبیلیہ (سیویل) اندلس کی دار الخلافتون مین سے ہے اور قرطبہ سے چار[4] دن کے فاصلے پر واقع ہے ۱۲

(9) قرطبہ (کارڈوا) اندلس کا نہایت نامی اور بہت بڑا شہر ہے اسکی فصیل پتھر کی ہے جسمین سولہ سو[1600] مسجدین اور نو سو[900] حمام اور پچاس شفا خانے اور اسی مدرسے خلفاے بنی امیہ کے عہد مین تھے ناصر اموی نے اسکے غرب مین ایک شہر بالاے کوہ آباد کیا تھا جسکا نام زہرا تھا اور جسکا ذکر سید یحیی قرطبی نے اپنے مرثیہ مین کیا ہے ۱۲

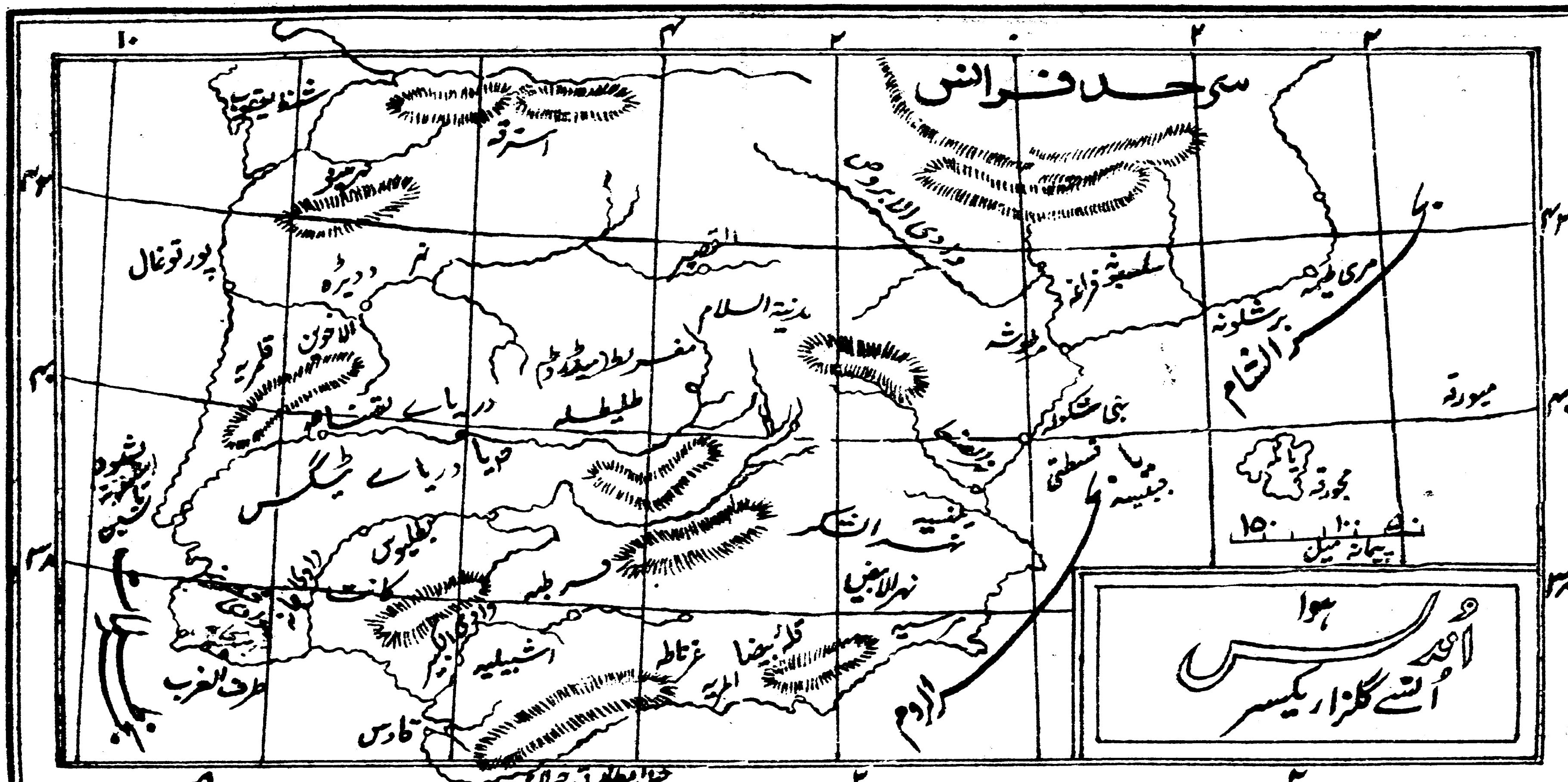
اندلس
سرحد فرانس
بحر الشام
بحر روم
پورتوغال
مدينة السلام
طليطلة
قرطبه
اشبيليه
غرناطه
المريه
مرسيه
بلنسيه
برشلونه
ميورقه
قادس
بطليوس
قلمريه
استرقه
دریائے ٹیگس
نہر الابیض
پیمانہ میل

ذکر بغداد

[illegible]

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے
مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے
حجازی امیرون کے گھر جا کے دیکھے
وہ اُجڑا ہوا کرّ و فر جا کے دیکھے
جلال انکا کھنڈرون مین ہے یون چمکتا
کہ ہو خاک مین جیسے کُندن دمکتا

وہ بلدہ[1] کہ فخر بلادِ جہان تھا
تر و خشک پر جس کا سکّہ روان تھا
گڑا جسمین عباسیون[2] کا نشان تھا
عراقِ عرب[3] جس سے رشکِ جنان تھا
اُڑا لیگئی بادِ پندار[4] جسکو
بہا لیگئی سیلِ تاتار جسکو

سُنے گوشِ عبرت سے گر جا کے انسان
تو وان ذرہ ذرہ یہ کرتا ہے اعلان
کہ تھا جن دنون مہرِ اسلام تابان
ہُوا یان کی تھی زندگی بخشِ دوران
پڑی خاک اتھینز[5] مین جان یہین سے
ہوا زندہ پھر نامِ یونان[6] یہین سے

---

۱ اس سے مراد بغداد ہے جو ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک عباسیون کا دار الخلافہ رہا ۱۲

۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباسؓ کی اولاد جنکی خلافت بغداد مین مدت دراز تک رہی ۱۲

۳ یہ شہر عراقِ عرب مین دجلہ کے دونون کنارون پر آباد ہے غربی کنارے کی آبادی کو کرخ کہتے ہین اور شرقی کو عسکر مہدی اور رصافہ عراق عرب وہ ملک ہے جسکے غرب مین زمین جزیرہ (ما بین دجلہ و فرات) اور شرق مین بلاد کوہستان یعنی عراق عجم ہے اسکے مشہور شہر قادسیہ۔ کوفہ۔ بغداد۔ مدائن۔ ایلہ۔ نہروان۔ واسط بصرہ وغیرہ ہین ۱۲

۴ یعنی جسکو بادۂ غرور نے برباد کردیا معتصم باللہ جسپر خلافت بغداد کا خاتمہ ہوا اُسکے غرور کا یہ حال تھا کہ قصر خلافت کے آستانے پر ایک پتھر بمنزلہ حجر الاسود کے پڑا ہوا تھا جسکو اُمرا و اعیان سلطنت اندر جاتے وقت بوسہ دیتے تھے اس غفلت و پندار کا انجام یہ ہوا کہ تاتاریون نے خلافت کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دیا دوسرے مصرع مین سیل تاتار اسی سے مراد ہے ۱۲

۵ یہ شہر قدیم سے یونان کا دار الخلافہ ہے۔ یونان کے بڑے بڑے حکیم اور محقق اسی شہر کے تھے اسیواسطے عرب اسکو مدینۃ الحکما کہتے ہین ۱۲

۶ خلفاء عباسیہ نے صرف یونان ہی کا نام زندہ نہین کیا بلکہ انکے عہد مین رومی۔ فارسی۔ سنسکرت سریانی وغیرہ کے بیشمار ترجمے عربی زبان مین ہوسے ابو جعفر منصور نے ایلچی بھیجکر قیصر روم سے کتب حکمیہ کی نقلین منگائین اور ترجمے کرائے تحریر اقلیدس مجسطی اور کلیلہ دمنہ کا ترجمہ کرایا رشید نے اکثر علوم کی بڑی بڑی کتابین لکھوائین مامون نے جزیرۂ قبرس (سیپرس) سے یونانی فلسفہ کی بہت سی کتابین بہم پہونچائین اور یورپ مین جہان کہین کتابونکا پتہ لگا وہان سے طلب کین ۱۲

وہ لقمانؑ و سقراطؑ کے دُرِّ مکنون — وہ اسرار بقراط و درسِ فلاطون
ارسطو کی تعلیم سولنؑ کے قانون — پڑے تھے کسی قبرِ کہنہ مین مدفون
یہین آ کے مُہرِ سکوت اُنکی ٹوٹی — اسی باغِ رعنا (زیبا ۱۲) سے بو اُنکی پھوٹی

یہ تھا علم پر وان توجہ کا عالم — کہ ہو جیسے مجروح جویاے مرہم
کسی طرح پیاس اُنکی ہوتی نہ تھی کم — بجھاتا تھا آگ اُنکی باران نہ شبنم
حریمِ خلافت مین اونٹون پہ لدکر — چلے آتے تھے مصر و یونانؑ کے دفتر

وہ تارے جو تھے شرق مین لمعہ افگن (جھلملاہٹ ۱۲) — پہ تھا اُنکی کرنون سے تا غرب روشن
نوشتون سے ہین جنکے اب تک مزین — کتب خانہؑ پیرس و روم و لندن
پڑا غلغلہ (شور ۱۲) جنکا تھا کشورون (ملک ۱۲) مین — وہ سوتے ہین بغداد کے مقبرون مین

ل لقمان ایک نامی فصیح و بلیغ مشہور حکیم ہے جو حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً چھ سو برس پہلے یونان مین ہوا ہے اسکی کہانیان جنکو عرب امثال لقمان کہتے ہین بیسیون زبانون مین ترجمہ ہوئی ہین۔ یورپ کے مورخ کہتے ہین کہ یہی کہانیان ہین جنھون نے وحشیون کو شایستہ اور ظالمون کو رحم دل اور سرکشون کو فرمانبردار بنایا، آخر مقام ڈلفی مین اسیر لامذہبی کا الزام لگایا گیا اور پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مار اگیا۔ ۱۲

ع سقراط ایتھنز کا رہنے والا نہایت مشہور حکیم اور نوع انسان کا رہنما اور خیر خواہ تھا اسکے وعظ اور نصیحت کی ساری یونان مین دھوم تھی۔ لوگون نے اسکے اقوال نہایت سعی و کوشش سے جمع کیے حضرت عیسیٰؑ سے چارسو برس پہلے اسکو زہر دیا گیا اور اُسی مین وفات پائی ۱۲

س سولن بھی ایتھنز کا رہنے والا تھا یہ دلائی گرکس یونان کے مشہور مقنّن مین ۱۲

ک یہ اشارہ اُن ہی کتابون کی طرف ہے جنکا ذکر لفظ یونان کے حاشیے مین بیان ہو چکا ہے ۱۲

ھ یورپ کے کتب خانون مین مسلمانون کی لکھی ہوئی مختلف علوم مین ایسی ایسی کتابین موجود ہین جنکی قدر پورے طور سے یورپ ہی کرتا ہے بیس برس پہلے تو مسلمان اُنکے نامون سے بھی بہت کم واقف ہونگے مگر خوشی کا مقام ہے کہ اب اُنہین کی اکثر کتابین شہر لیڈن بیروت۔ قسطنطنیہ مصر وغیرہ سے چھپ کر شائع ہونے لگی ہین اور بعض بعض ہندوستان مین بھی آجاتی ہین ۱۲

وہ سنجار[1] کا اور کوفے کا میدان
فراہم ہوئے جس مین مسّاح[a] دوران
کرہ کی مساحت[b] کے پھیلائی سامان
ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایان
زمانہ وہان آج تک نوحہ گر ہے
کہ عباسیون کی سبھا وہ کدھر ہے
سمرقند[2] سے اندلس تک سراسر
ان ہی کی رصدگاہین[3] تھین جلوہ گستر
سوادِ مراغہ[4] مین اور قاسیون[5] پر
زمین سے صدا آرہی ہے برابر
کہ جنکی رصد کے یہ باقی نشان ہین
وہ اسلامیون کے منجّم[c] کہان ہین

[a] پیمایش کنندگان ۱۲
[b] پیمایش
[c] ستارہ شناس ۱۲

---

[1] زمین جزیرہ (مابین دجلہ وفرات) مین جو سرزمین دیار ربیعہ کے نام سے مشہور ہے سنجار اسکا ایک قدیم مشہور شہر ہے یہان ایک بہت بڑا لق ودق میدان ہے جسکو عرب بریہ کہتے ہین ایک بار اس میدان مین اور دوسری بار کوفے کے میدان مین مامون بن رشید کے حکم سے مہندس لوگ جمع ہوے اور کرۂ ارض کا ایک درجہ دائرۂ عظیمہ کی پیمایش کی اور محیط کرہ کو جو ۲۴ ہزار میل مشخص کیا موسیٰ ابن شاکر کے چارون بیٹے - ابوجعفر - محمد - احمد حسین جنکی کتاب حیل بن موسیٰ مشہور ہے اسی کام پر بھیجے گئے تھے ۱۲

[2] سمرقند اور اندلس کی رصدگاہون کے کھنڈر ابتک موجود ہین ۱۲

[3] رصدگاہ یعنی رصد کا مقام رصد ایک عمارت کا نام ہے جسکو پہاڑ یا کسی بلند جگہ پر بناتے ہین اور اسمین بیٹھکر ستارہ شناسی اوضاع وحالات کواکب دیکھتے اور معلوم کرتے ہین ۱۲

[4] مراغہ آذربایجان مین مروان بن محمد کا آباد کیا ہوا شہر ہے اس شہر کے باہر ایک بلندی پر ہلاکو خان (ہولاگو خان) نے اپنے عہد مین خواجہ نصیرالدین طوسی وغیرہ سے ایک رصدگاہ بنوائی تھی ۱۲

[5] قاسیون دمشق کے شمال مین ایک پہاڑ ہے مشہور ہے کہ قابیل نے ہابیل کو یہین قتل کیا تھا مامون رشید نے ۲۱۵ھ ہجری مین قاسیون اور بغداد مین خالد بن عبدالملک وغیرہ سے رصدگاہین بنوانی شروع کی تھین ۲۱۸ھ مین جب وہ مرگیا تو وہ رصدین ناتمام چھوڑ دی گئین پھر شرف الدولہ بن عضدالدولہ نے بغداد مین ویجن بن رستم کوہی وغیرہ سے رصد بنوائی ۱۲

مورخ ہین جو آج تحقیق والے ۵۱ | تفحص کے ہین جنکے آئین نرالے
جنھون نے ہین عالم کے دفتر کھنگالے | زمین کے طبق سربسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل انکے جا کر اُبھارے | عرب ہی سے وہ بھی ہین سیکھے ترارے ۵۲
اندھیرا تھا تاریخ ۵۳ پر چھا رہا تھا | ستارہ روایت کا گہنا رہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آ رہا تھا | شہادت کا میدان دھندلا رہا تھا
سرِ رہ چراغ اک عرب نے جلایا | ہر اک قافلے کا نشان جس سے پایا
گروہ ۵۴ ایک جویا تھا علمِ نبی کا | لگایا پتا جسنے ہر مفتری کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا | کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرح ۵۵ و تعدیل کے وضع قانون | نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسون

۵۱ یعنی اہل یورپ جو آج علم تاریخ مین تمام عالم پر فائق ہین اور جنھون نے علم لسان اور علم جیولوجی اور مختلف قومون کی قدیمی مذہبی کتابون سے زمانۂ قدیم کے حالات استخراج کیے ہین اس فن مین اُنکے اقرار کے موافق اُنکے استاد عرب ہی تھے۔ افسوس ہے کہ عرب کی تاریخی کتابین مسلمانون مین نہین پائی جاتین بلکہ انگلستان جرمن فرانس اور روم کے کتب خانون مین دفتر کے دفتر موجود ہین۔ ابو راشد۔ حاجی خلفہ ابن بطوطہ۔ ابن العاشر محریطی مسعودی۔ طبری۔ حمزہ اصفہانی وغیرہ وغیرہ انمین سے ایک کتاب بھی ہمنے کبھی نہین دیکھی مگر سب یورپ کے کتب خانون مین جا بجا موجود ہین۔
۵۲ ترارے بھرنا گھوڑے کا ہرن وغیرہ کا چوکڑیان بھرنا یعنی دوڑنے مین جست کرنا مجازاً فکر و خیال کی بلند پروازی
۵۳ یعنی علم تاریخ جسے انگریزی مین ہسٹری کہتے ہین ۱۲
۵۴ اس گروہ سے مراد محدثین اہل اسلام ہین۔
۵۵ علمائے محدثین کی اصطلاح مین راوی کے عیب ظاہر کرنے کو جرح اور اُسپر سے اعتراض رفع کرنے کو تعدیل کہتے ہین ۱۲

اسی دُھن مین آسان کیا ہر سفر کو — اسی شوق مین طے کیا بحر و بر کو
سُنا خازنِ علمِ دین جس بشر کو — لیا اُس سے جا کر خبر[1] اور اثر کو
پھر آپ اُسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھکر — دیا اور کو خود مزہ اُسکا چکھ کر
کیا فاش[2] راوی مین جو عیب پایا — مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ مین جو قدح نکلا جتایا — ائمہ مین جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا — نہ مُلّا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا
رجال[3] اور اسانید کے جو ہین دفتر — گواہ اُنکی آزادگی کے ہین یکسر
نہ تھا اُنکا احسان یہ اک اہلِ دین پر — وہ تھے اُسمین ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی[4] مین جو آج فائق ہین سب سے — بتائین کہ لبرل بنے ہین وہ کب سے

---

[1] خبر اور اثر حدیث کی قسمین ہین ۱۲

[2] یعنی محدثین اسلام نے راویون کے حالات کی تنقیح نہایت آزادی اور انصاف سے کی ہے مقدس یعنے بزرگ لوگ جنکے بشری عیوب تقویٰ اور ورع کے پردے مین چھپے ہوئے تھے اُنکو خوب ظاہر کر دیا تاکہ طالبانِ علمِ حدیث دھوکا نہ کھاوین اور اُنکی روایتون کو خوب جانچ لین ۱۲

[3] رجال سے مراد علم رجال ہے جسمین عالمون اور حدیث کے راویون کا حال نہایت صحت سے لکھا گیا ہے اور اسانید حدیث کی وہ وہ کتابین ہین جنمین ہر ایک حدیث مع اُسکے کل راویون کے نام بنام لکھی گئی ہو جیسے بخاری و مسلم وغیرہ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکھا ہے "علم رجال پر مسلمان جتنا فخر کرین بجا ہے نہ ایسی کوئی قوم گذری اور نہ اب ہے جسنے مسلمانون کی طرح بارہ سو برس تک علما کے حالاتِ زندگی لکھے ہون ہمکو پانچ لاکھ مشہور عالمون کا تذکرہ اُنکی کتابون سے مل سکتا ہے" ۱۲

[4] برٹی انگریزی مین آزادی کو اور لبرل آزاد کو کہتے ہین ۱۲

فصاحت عرب

فصاحت کی دفتر تھے سب گاؤ خوردہ ۔۔۔ بلاغت کے رستے تھے سب ناسپردہ
ادھر روم کی شمع انشا تھی مردہ ۔۔۔ ادھر آتش پارسی تھی فسردہ
یکایک جو برق آکے چمکی عرب کی ۔۔۔ کھلی کی کھلی رہگئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی ۔۔۔ سُنی برمحل اُنکی شیوہ بیانی
وہ اشعار کی دل مین ریشہ دوانی ۔۔۔ وہ خطبون کی مانند دریا روانی
وہ جادو کی جملے وہ فقرے فسون کے ۔۔۔ تو سمجھے کہ گویا ہم ابتک تھے گونگے

سلیقہ کسیکو نہ تھا مدح و ذم کا ۔۔۔ نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین وعظ و حکم کا ۔۔۔ خزانہ تھا مدفون زبان اور قلم کا
نواسنجیان اُنسے سیکھی ہین سب نے ۔۔۔ زبان کھولدی سب کی نُطقِ عرب نے

زمانے مین پھیلی طب انکی بدولت ۔۔۔ ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت
نہ صرف ایک مشرق مین تھی اُنکی شہرت ۔۔۔ مُسلّم تھی مغرب تک اُنکی حذاقت
(مانی گئی ۱۲) (عقلمندی ۱۲)
سِلرنو مین جو ایک نامی مطب تھا ۔۔۔ وہ مغرب مین عطارِ شکِ عرب تھا

---

۵۱ فصاحت و بلاغت عربکا ذاتی جوہر تھا۔ معرکۂ جنگ مین اُنکی تقریرون سے مبارزون کے دل بڑھتے تھے اور مخالفون کے جی چھوٹ جاتی تھے۔ ان ہی کی زبانین تھین جو لڑائیون مین تیر و سنان کا کام دیتی تھین۔ جان ڈیون پورٹ نے لکھا ہی کہ "عرب کے علم ادب نے روم اور یونان کے علم ادب مین از سر نو جان ڈالی تھی" اور نیٹو ٹرانسلیشن کمیٹی کی پہلی تجویز مین اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ "فن ادب اور خصوصاً قصص و حکایات مین کوئی عرب سے بڑھکر نہین ہوا اہل یورپ کے ہان جو اسپیچ کا دستور ہے، جو کہ عام جلسون، قومی مجمعون اور لڑائی وغیرہ کے موقعون پر کیجاتی ہے وہ اندلس کے مسلمانون سے اُنکے ہان پہونچی ہے" ۱۲

۵۲ سلرنو نیپلس صوبۂ اٹلی کا مشہور شہر ہے۔ وہان مسلمانون کا ایک نامی گرامی مدرسہ تھا جسمین طب کی علمی و عملی تعلیم ہوتی تھی اور تمام یورپ کے لوگ طب سیکھنے کو یہان آتی تھے (از رسالہ کوس مُوس مصنفہ ہمبولٹ جلد ۲)

عربون کے علوم

ابو بکر رازی[۱]۔ علی ابن[۲] عیسیٰ — حکیم گرامی حسین ابن سینا[۳]
حنین[۴] ابن اسحٰق قیسی دانا — ضیاء[۵] ابن بیطار راس الاطبا
ان ہی کے ہین مشرق مین سب نام لیوا — ان ہی سے ہوا پار مغرب کا کھیوا

غرض فن ہین جو مایۂ دین و دولت — طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیئت — سیاحت تجارت عمارت فلاحت
لگاؤ گے کھوج انکا جا کر جہان تم — نشان انکے قدمونکے پاؤگے وان تم

عربون کا فیض عام

ہوا گو کہ پامال بستان عرب کا — مگر اک[۶] جہان ہے غزلخوان عرب کا
ہر اک گیا سب کو باران عرب کا — سپید و سیہ پر ہے احسان عرب کا
وہ قومین جو ہین آج سرتاج سب کی — کنوندی رہینگی ہمیشہ عرب کی

[۱] اسکی تصنیفات ۲۱۲ ضبط کی گئی ہین جنمین سے اکثر طب مین ہین۔ اول رے مین اور پھر بغداد مین مدتون علاج کرتا رہا اور آخر مین اندھا ہوگیا سنہ ۳۲۰ ہجری مین وفات پائی ۱۲

[۲] علی بن عیسیٰ کو چیمبرز ان سائکلو پیڈیا مین نہایت نامی اطباے اسلام مین شمار کیا ہے ۱۲

[۳] یعنی بو علی شیخ الرئیس اسکا قانون صدہا برس تک یورپ کے مدرسو نمین پڑھا گیا ہے اسکی تصنیفات مختلف علوم مین چالیس کے قریب شمار کی گئی ہین جنمین سے کتاب حاصل و محصول کی ۲۰ شفا کی ۱۸ قانون کی ۵ کتاب الانصاف کی ۲۰ لسان عرب کی ۱۰ جلدین نہایت ضخیم ہین سنہ ۴۲۸ھ مین اٹھاون برس کی عمر مین مرا اور ہمدان مین مدفون ہوا ۱۲

[۴] حنین عباد ان کا رہنے والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی طبیب ہے چونکہ اسنے خلفاء عباسیہ کے یہان نشو و نما پائی تھی اور متوکل کے عہد مین سررشتہ ترجمہ کا افسر تھا اور اسکا وطن بھی عراق عرب تھا اسلیے حکماء اسلام مین شمار کیا گیا ہے ۱۲

[۵] ضیاء الدین ابن بیطار اندلسی علم نباتات مین بےمثل و یکتا تھا۔ نباتات کی تحقیقات مین دور دور کے سفر کیے ادویہ مفردہ کے بیان مین اکثر کتابوں کا ماخذ اسکی تصنیفات ہین۔ مصر کے تمام حکیم اسکو اپنا پیشوا جانتے تھے سنہ ۶۰۶ ہجری مین دمشق مین وفات پائی ۱۲

[۶] یورپ کے نامی مورخ مثل اڈورڈ گبن۔ ہنری لوئیس۔ ڈاکٹر ہیلی۔ سڈلیو فرانسس الگزنڈر ہملیٹ وغیرہ وغیرہ اس بات کے معترف ہین کہ ہمارے فضل و کمال کا سرچشمہ عرب تھا ۱۲

رہے جب تک ارکانِ اسلام برپا
چلن اہلِ دین کا رہا سیدھا سادا
رہا میل سے شہدِ صافی مصفّا
رہی کھوٹ سے سیمِ خالص مبرّا
نہ تھا کوئی اسلام کا مردِ میدان
عَلَم ایک تھا شش جہت مین زرفشان

پہ گدلا ہوا جبکہ چشمہ صفا کا
گیا چھوٹ سر رشتہ دینِ ہُدا کا
رہا سر پہ باقی نہ سایا ہُما کا
تو پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا
کہ ہمنے بگاڑا نہین کوئی ابتک[له]
وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جبتک"

برے اُنپہ وقت آکے پڑنے لگے اب
وہ دُنیا مین بسکر اُجڑنے لگے اب
بھرے اُنکے میلے بچھڑنے لگے اب
بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر
گھٹا کھل گئی ساری عالم مین چھا کر

نہ ثروت رہی اُنکی قائم نہ عزت
گئے چھوڑ ساتھ اُنکا اقبال و دولت
ہوے علم و فن اُنسے اِک اِک رخصت
مٹین خوبیان ساری نوبت بنوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی

ملے کوئی ٹیلہ اگر ایسا اونچا
کہ آتی ہو وان سے نظر ساری دنیا
چڑھے اُسپہ پھر اِک خردمند دانا
کہ قدرت کے میدان کا دیکھے تماشا
تو قومون مین فرق اسقدر پائیگا وہ
کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ

وہ دیکھیگا ہر سو ہزارون چمن وان
بہت تازہ تر صورتِ باغِ رضوان
بہت اُنسے کمتر پہ سرسبز و خندان
بہت خشک اور بے طراوت مگر ہان
نہین لائی گو برگ و بار اُنکی بوٹے
نظر آتے ہین ہونہار اُنکی پودے

له جیسا سورہ رعد مین وارد ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ یعنی خد

پھر اک باغ دیکھے گا اجڑا سراسر		جہاں خاک اڑتی ہے ہر سو برابر
نہیں تازگی کا کہیں نام جس پر		ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جسکی جلکر
نہیں پھول پھل جسمیں آنیکے قابل		ہوئے روکھ جسکے جلانے کے قابل

جہاں اگنے کا کام کرتا ہے باران		جہاں آکے دیتا ہے رو ابر نیسان
تردد سے جو اور ہوتا ہے ویران		نہیں راس جسکو خزان اور بہاران
یہ آواز پیہم وہان آرہی ہے		کہ اسلام کا باغ ویران یہی ہے

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا		نشان جسکا اقصائے عالم مین پہونچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ نہ جسکا		نہ عمان مین ٹھٹھکا نہ قلزم مین جھجکا
کیے پے سپر جسنے ساتون سمندر		وہ ڈوبا دہانے مین گنگا کے آکر

اگر کان دھرکے سنین اہل عبرت		تو سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت
زمین کھیت پھول پھل ریت پربت		یہ فریاد سب کر رہے ہین بہ حسرت
کہ کل فخر تھا جنسے اہل جہان کو		لگا انسے عیب آج ہندوستان کو

حکومت نے تم سے کیا گر کنارا		تو اسمین نہ تھا کچھ تمہارا اجارا
زمانے کی گردش سے ہے کسکو چارا		کبھی یان سکندر کبھی یان ہے دارا
نہیں بادشاہی کچھ آخر خدائی		جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

۵۱ خلیج عمان عرب اور بلوچستان کے درمیان ہے ۱۲ ۵۲ بحر قلزم جسکو بحر احمر بھی کہتے ہین سمندر عرب اور افریقہ کے درمیان ہے

۵۳ اس لفظ سے ازروی محاورہ اکثر کل سمندر مراد ہین اسکا ماخذ ظاہرا سبعۃ ابحر کا لفظ ہے جو قرآن مجید مین آیا ہے اور یہان اصل مین وہ ساتون سمندر مراد ہین جو ملک عرب کے ارد گرد دریا نزدیک واقع ہین جیسے بحیرۂ شام - بحر قلزم - بحر عرب - بحر ہند - بحر عمان - بحر فارس - بحر اسود ۱۲

۵۴ دریا جس جگہ سے نکلتا ہے اُسے منبع اور جہان گرتا ہے اُسے دہانہ کہتے ہین ۱۲

۵۵ سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت ہندوستان کی شمالی اور جنوبی حد ہے اور یہ سب ہین کسی وقت مسلمانون کی زیر حکومت تھی ۱۲

ہوئی مقتضی جب کہ حکمت خدا کی
کہ تعلیم جاری ہو خیر الوریٰ کی
بڑی دھوم عالم میں دینِ ہدا کی
تو عالم کی تمسکو حکومت عطا کی
کہ پھیلاؤ دنیا میں حکمِ شریعت
کرو ختم بندوں پہ مالک کی حجت
ادا کر چکی جب حق اپنا حکومت
رہی اب نہ اسلام کو اسکی حاجت
مگر حیف اے فخرِ آدمؑ کی اُمت
ہوئی آدمیت بھی ساتھ اسکے رخصت
حکومت تھی گویا کہ اک جھول[1] تم پر
کہ اُڑتے ہی اُسکے نکل آئے جوہر
زمانے میں ہیں ایسی قومیں[2] بہت سی
نہیں جنمیں تخصیص فرماندہی کی
پر آفت کہیں ایسی آئی نہ ہوگی
کہ گھر گھر یہاں چھا گئی آکے پستی
چکور[3] اور شہباز سب اوج پر ہیں
مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں
وہ ملت کہ گردوں پہ جسکا قدم تھا
ہر اک کھونٹ میں جسکا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا
وہ اُمت لقب جسکا خیر الامم[4] تھا
نشاں اُسکا باقی ہے صرف اسقدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں
وگرنہ ہماری رگوں میں لہو میں
ہمارے ارادوں میں اور جستجو میں
دلوں میں زبانوں میں اور گفتگو میں
طبیعت میں فطرت میں عادت میں خو میں
نہیں کوئی ذرہ نجابت کا باقی
اگر ہو کسی میں تو ہے اتفاقی

---

[1] جھول بالائی پوشش یا ملمع کو کہتے ہیں جسکے اُڑ جانے سے کسی شے کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے بعینہ حکومت کے جاتے رہنے سے تمھارے جوہر یعنی عیوب ظاہر ہوگئے عیبوں کو بطریق استہزا جوہر بولتے ہیں جیسے بعض اوقات حماقت کو عقلمندی کہتے ہیں ۱۲

[2] جیسے پارسی یہودی۔ ہندو وغیرہ ۱۲

[3] چکور سے محکوم اور شہباز سے حاکم قومیں مراد ہیں ۱۲

[4] خیر الامم سب امتوں سے بہتر امت جیسے آیۂ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاس یعنی ہو تم بہترین اُمت چھانٹ لیے گئے لوگوں میں سے ۱۲

مسلمانان ہندوستان

ہماری ہر اک بات مین سفلہ پن ہے
کمینون سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے
ہمارا قدم ننگِ اہلِ وطن ہے
بزرگونکی توقیر کھوئی ہے ہمنے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہمنے

نہ قومون مین عزت نہ جلسون مین وقعت
نہ اپنون سے الفت نہ غیرون سے ملت
مزاجون مین سستی دماغون مین نخوت (غرور ۱۲)
خیالون مین پستی کمالون سے نفرت
عداوت نہان دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا (آشتی میل جول ۱۲)

نہ اہلِ حکومت کے ہمراز ہین ہم
نہ درباریون مین سرافراز ہین ہم
نہ علمون مین شایانِ اعزاز ہین ہم
نہ صنعت مین حرفت مین ممتاز ہین ہم
نہ رکھتے ہین کچھہ منزلت نوکری مین
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری مین

تنزل نے کی ہے بری گت ہماری
بہت دور پہونچی ہے نکبت ہماری (ذلت ۱۲)
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری
نہین کچھہ ابھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہین اک امید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کی جیتے ہین سارے

سیاحت کی گون ہین یہ مردِ سفر ہین
خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہین
یہ دیوارین گھر کی جو پیش نظر ہین
یہی اپنے نزدیک حدِ بشر ہین
ہین تالاب مین مچھلیان کچھہ فراہم
وہی انکی دنیا وہی انکا عالم

بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر (نام چشمہ بہشت ۱۲)
پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر (ٹاپو ۱۲)
اسی طرح کے اور بھی نام اکثر
کتابون مین پڑھتے رہی ہین برابر
یہ جبتک نہ دیکھین کہین کس یقین ہو
کہ یہ آسمان پر ہین یا ہین زمین پر

ع بشر یعنی انسانون کی آبادی کی انتہائی حد ۱۲

ﻪ نقل مشہور ہے کہ بادشاہ شداد نے سرزمین یمن مین صنعا اور حضرموت کے مابین ایک باغ بنوایا تھا جسکا عرض وطول بارہ بارہ فرسنگ تھا اُسی کا نام ارم ہے اور اکثر مقام پر شعرانے اسکو بجنسہ بہشت بھی استعمال کیا ہے ۱۲

ﻁ جزیرہ وہ قطعہ زمین جسکے چارون طرف پانی ہو ۱۲

تضییع اوقات

وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت — وہ شائستہ ملکوں کا گنج سعادت
وہ آسودہ قوموں کا راس البضاعت[سرمایہ پونجی ۱۲] — وہ دولت کہ ہے وقت جس سے عبارت
نہیں اسکی وقعت نظر میں ہماری — یوں ہی مفت جاتی ہے برباد ساری

اگر ہم سے مانگے کوئی ایک پیسا — تو ہوگا کم و بیش بار اسکا دینا
مگر ہاں وہ سرمایہ دین و دنیا — کہ اک ایک لمحہ ہے انمول جسکا
نہیں کرتے خسّت اڑانے میں اسکے — بہت ہم سخی ہیں لٹانے میں اسکے

اگر سانس دن رات کی سب گنیں ہم — تو نکلینگے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جنمیں کل کے لیے کچھ فراہم — یوں ہی گذری جاتی ہیں دن رات پیہم
نہیں کوئی گویا خبردار ہم میں — کہ یہ سانس آخر ہے اب کوئی دم میں

اہل یورپ کی قدر اوقات

گڈریے کا وہ حکم بردار کتا — کہ بھیڑوں کی ہر دم ہے رکھوال کرتا
جو ریوڑ میں ہوتا ہے پتے کا کھڑکا — تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے بپھرا
گر انصاف کیجے تو ہے ہم سے بہتر — کہ غافل نہیں فرض سے اپنے دم بھر

وہ قومیں جو سب راہیں طے کر چکی ہیں — ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہیں — ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں
اسی طرح راہ طلب میں ہیں پویا — بہت دور ابھی انکو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بھر کے سوتی نہیں وہ[دوڑتا ۱۲] — کبھی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ
بضاعت[پونجی ۱۲] کو اپنی ڈبوتے نہیں وہ — کوئی لمحہ بیکار کھوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اکتاتے ہیں وہ — بہت بڑھ گئی اور بڑھے جاتے ہیں وہ

مگر ہم کہ ابتک جہان تھے وہین ہین — جمادات کی طرح بارِ زمین ہین
جہان مین ہین ایسے کہ گویا نہین ہین — زمانے سے کچھ ایسے فارغ نشین ہین
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا — وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا

یہان اور ہین جتنی قومین گرامی — خود اقبال ہے آج اُنکا سلامی
تجارت مین ممتاز دولت مین نامی — زمانے کے ساتھی ترقی کے حامی
نہ فارغ ہین اولاد کی تربیت سے — نہ بیفکر ہین قوم کی تقویت سے

دُکان اُنکی ہے اور بازار اُنکا — بَنج اُنکا ہے اور بیوپار اُن کا
زمانے مین پھیلا ہے بیوپار اُنکا — ہے پیر و جوان بر سرِکار اُنکا
مدار اہلکاری کا ہے اب اُن ہی پر — اُن ہی کی ہین آفس اُن ہی کے ہین دفتر

معزز ہین ہر ایک دربار مین وہ — گرامی ہین ہر ایک سرکار مین وہ
نہ رُسوا ہین عادات و اطوار مین وہ — نہ بدنام گفتار و کردار مین وہ
نہ پیشے سے حرفے سے انکار اُنکو — نہ محنت مشقت سے کچھ عار اُنکو

طبیعت مین اِک اِک کی ہے خاکساری — بُرا سُنکے کرتے ہین وہ بُردباری
تواضع ہے سب کی رگ و پے مین ساری — دماغ اُنکے ہین کبر و نخوت سے عاری
نہ باتون مین اُنکی حقارت کسی کی — نہ جلسون مین اُنکے مذمت کسی کی

جو گرتے ہین گر کر سنبھل جاتے ہین وہ — پڑے زد تو بچ کر نکل جاتے ہین وہ
ہر اک سانچے مین جا کے ڈھل جاتے ہین وہ — جہان رنگ بدلا بدل جاتے ہین وہ
ہر اک وقت کا مقتضی جانتے ہین — زمانے کے تیور وہ پہچانتے ہین

یعنی ... ہین

برداشت

ان کا

یعنی خالی

یعنی گویا زبان حال سے

م

مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی | کہ یکساں ہیں یاں سب بلندی و پستی
نہیں اب تک اصلا خبر ہمکو یہ بھی | کہ ہے کون مُردار کُستیا ترقی
جدھر کھولکر آنکھ ہم دیکھتے ہیں | زمانے کو اپنے سے کم دیکھتے ہیں

زمانے کا دن رات ہے یہ اشارا | کہ ہے آشتی میں مری یاں گزارا
نہیں پیروی جنکو میری گوارا | مجھے اُن سے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی | چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

چمن میں ہوا آچکی ہے خزاں کی | پھری ہے نظر دیر سے باغباں کی
صدا اور ہے بلبلِ نغمہ خواں کی | کوئی دم میں رحلت ہے اب گلستاں کی
تباہی کے خواب آرہے ہیں نظر سب | مصیبت کی ہے آنیوالی سحر اب

فلاکت جسے کہیے اُمّ الجرائم | نہیں رہتا ایمان پہ دل جس سے قائم
بناتی ہے انسان کو جو بہائم | مُصلّی ہیں دل جمع جس سے نہ صائم
وہ یوں اہلِ اسلام پر چھا رہی ہے | کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے

کہیں مکر کے گر سکھاتی ہے ہمکو | کہیں جھوٹ کی لَو لگاتی ہے ہمکو
خیانت کی چالیں سُجھاتی ہے ہمکو | خوشامد کی گھاتیں بتاتی ہے ہمکو
فسوں جب یہ باقی نہیں کارگر وہ | تو کرتی ہے آخر کو دریوزہ گر وہ

یہاں جتنی قومیں ہمارے سوا ہیں | ہزار اُنمیں خوش ہیں تو دو بینوا ہیں
یہاں لاکھ میں دو اگر اغنیا ہیں | تو سو نیم بسمل ہیں باقی گدا ہیں
ذرہ کام غیرت کو فرمائیں گر ہم | تو سمجھیں کہ ہیں مبتذل کسقدر ہم

بگاڑے ہین گردش نے جو خاندانی — نہین جانتے بسکہ روٹی کمائی
دلون مین ہے یہ یکقلم سب نے ٹھانی — کہ کیجے بسر مانگ کر زندگانی
جہان قدر انونکی ہین کچھ پاتے — پہونچتے ہین وان مانگتے اور کھاتے

کہین باپ دادا کا ہین نام لیتے — کہین روشناسی سے ہین کام لیتے
کہین جھوٹے وعدونپہ ہین وام لیتے — یونہی ہین وہ دیدیکے دم دام لیتے
بزرگون کو نازان ہین جس نام پر وہ — اُسے بیچتے پھرتے ہین دربدر وہ

یہ ہین ڈھنگ اُن تازہ آفت زدونکے — بہت کم زمانہ ہوا جنکو بگڑے
ابھی ایک عالم ہے آگاہ جن سے — کہ ہین کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنھین پیش و پس سب جانتے ہین — حسب اور نسب جنکا پہچانتے ہین

اگر مٹ چکا جنکا نام و نشان ہے — پُرانی ہوئی جنکی اب داستان ہے
فسانو نمین قصو نمین جنکا بیان ہے — بہت نسل پر تنگ اُنکی جہان ہے
نہین اُنکی قدر اور پرسش کہین اب — اُنھین بھیک تک کوئی دیتا نہین اب

بہت آگ چلمون کی سُلگانے والے — بہت گھانس کی گٹھریان لانے والے
بہت دربدر مانگ کر کھانے والے — بہت فاقہ کر کر کے مرجانے والے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہین وہ جوہر — تو نکلین گے نسلِ ملوک اُنمین اکثر

ان ہی کے بزرگ ایکدن حکمران تھے — اِن ہی کے پرستار پیر و جوان تھے
یہی ماس [illegible] عاجز و ناتوان تھے — یہی مرجع دیلم و اصفہان تھے
یہی کرتے تھے مُلک کی گلّہ بانی — اِن ہی کے گھر و نمین تھی ہماجبرانی

زہرہ و مشتری ایک برج مین ہون یہ قبالمندی کی بات سمجھی جاتی ہے مجازاً اہرا قبالمند اور ہما ان بادشاہ کو کہتے ہین ۱۲

یہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہے
کہ شاہون کی اولاد در در گدا ہے

جسے سنیئے افلاس مین مبتلا ہے
جسے دیکھیے مفلس و بینوا ہے

نہین کوئی انمین کمانے کی قابل
اگر ہین تو ہین مانگ کھانیکی قابل

نہین مانگنے کا طریق ایک ہی یان
گدائی کی ہین صورتین نت نئی یان

نہین حصر کنگلو نپہ گدیہ گری یان
کوئی دی تو منگتو نکی ہی کیا کمی یان

بہت ہاتھ پھیلائی زیر ردا (چادر ۱۲) ہین
چھپے اجلے کپڑونمین اکثر گدا ہین

بہت آپ کو کہہ کے مسجد کے بانی
بہت بنکے خود سیّد خاندانی

بہت سیکھ کر نوحہ و سوز خوانی
بہت مدح مین کر کے رنگین بیانی

بہت آستانون کے خدّام بنکر
پڑی مانگتی کھاتی پھرتے ہین در در

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھین
ہنر اور پیشے کو جو خوار سمجھین

تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھین
فرنگی کے پیسے کو مردار سمجھین

تن آسانیان چاہین اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبیگی گر کل نہ ڈوبی

کرین نوکری بھی تو بے عزّتی کی
جو ڈھونڈی کمائین تو بے حرمتی کی

نہین پائین خدمت تو بے غیرتی کی
قسم کھائیے انکی خوش قسمتی کی

امیرونکی بنتے ہین جب یہ مصاحب
تو جاتی ہین ہو کر حمیّت سے تائب

کہین انکی صحبت مین گانا بجانا
کہین مسخرہ بنکے ہنسنا ہنسانا

کہین پھبتیان کر کے انعام پانا
کہین چھیڑ کر گالیان سب سے کھانا

یہ کام اور بھی کرتے ہین پر نہ ایسے
مسلمان بھائی سی بنتے ہین جیسے

امیروں کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے — خمیر انکا اور انکی طینت جدا ہے
سزاوار ہے انکو جو ناسزا ہے — روا ہے انھیں سب کو جو ناروا ہے
شریعت ہوئی ہے نکو نام انسے — بہت فخر کرتا ہے اسلام انسے

ہراک بول پر انکے مجلس فدا ہے — ہراک بات پر واں درست اور بجا ہے
نہ گفتار میں انکے کوئی خطا ہے — نہ کردار انکا کوئی ناسزا ہے
وہ جو کچھ کہ ہیں کہہ سکے کون انکو — بنایا ندیموں نے فرعون انکو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دنیا — وہ دولت کہ ہے توشۂ راہِ عقبی
سلیمان[1] نے کی جسکی حق سے تمنا — بڑھا جس سے آفاق میں نام کسری
کیا جسنے حاتم کو مشہورِ دوران — کیا جسنے یوسف کو مسجودِ اخوان

ملا ہے یہ فخر اسکو اس کی بدولت — کہ سمجھی گئی ہے وہ اصلِ شقاوت
کہیں ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت — کہیں نشۂ بادۂ کبر و نخوت
جہاں کے لیے جو کہ آبِ بقا ہے — وہ اس قوم کے حق میں سمی ہوا ہے

ادھر مال و دولت نے یاں منہ دکھایا — ادھر ساتھ ساتھ اسکے ادبار آیا
پڑا آکے جس گھر پہ ثروت کا سایا — عمل ان سے برکت نے اپنا اٹھایا
نہیں راس یاں جاہ پیسے کسی کو — مبارک نہیں جیسے پر چیونٹی کو

سمجھتے ہیں سب عیب جن عادتوں کو — بہائم سے نسبت ہے جن سیرتوں کو
چھپاتے ہیں اوباش جن خصلتوں کو — نہیں کرتے اجلاف جن حرکتوں کو
وہ یاں اہلِ دولت کو ہیں شیر مادر — نہ خوفِ خدا ہے نہ شرم پیمبر

حواشی: امیروں: ذی مقدور مسلمان — طینت: سرشت ۱۲ — توشۂ راہ: زاد راہ ۱۲ — عقبی: آخرت — کسری: نوشیروان ۱۲ — اخوان: برادران ۱۲ — شقاوت: بدبختی ۱۲ — سمی: زہر آمیز ۱۲ — ادبار: نحوست ۱۲

[1] اشارہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اُس دعا کی طرف جو قرآن پاک میں وارد ہے وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي یعنی اور عطا فرما مجکو ایسی بادشاہت کہ نہ ملے میرے بعد کسی کو ۱۲

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی	تو دولت بہت سی اسی مین لُٹائی
جو کی حضرتِ عشق نے رہنمائی	تو کر دی بھری گھر کی دم مین صفائی
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے	یون ہی مٹ گئے یان ہزارون گھرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اُن کو اصلا	نہ انجام کا اپنے کچھ اُنکو کھٹکا
نہ فکر اُنکو اولاد کی تربیت کا	نہ کچھ ذلتِ قوم کی اُنکو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ اُنکا نہ دین پر	خدا کو وہ کیا منھ دکھائینگے جاکر

کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر	تو ہوتے ہین مسخ[له] اُنمین پہلے تونگر
کمال اُنمین رہتے ہین باقی نہ جوہر	نہ عقل اُنکی ہادی نہ دین اُنکا رہبر
نہ دنیا مین ذلت نہ عزت کی پروا	نہ عقبیٰ مین دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا	نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس مین خودی سے گذرنا	تعیش مین جینا نمایش پہ مرنا
سدا خوابِ غفلت مین بیہوش رہنا	دمِ نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے اِک جہان ہے	تو بیفکر ہین کیونکہ گھر مین سمان ہے
اگر باغِ اُمت مین فصلِ خزان ہے	تو خوش ہین کہ اپنا چمن گلفشان ہے
بنی نوعِ انسان کا حق اُنپہ کیا ہے	وہ اِک نوع نوعِ بشر سے جُدا ہے

کہان بندگانِ ذلیل اور کہان وہ	بسر کرتے ہین بےغمِ قوتِ نان وہ
پہنتے نہین جز سمور[۲] و کتان وہ	مکان رکھتے ہین رشکِ خلدِ جنان وہ
نہین چلتے وہ بےسواری قدم بھر	نہین رہتے بےنغمہ و ساز دم بھر

له ایک صورت سے دوسری بُری صورت بدل جانا ۱۲ ؏ سمور نام ہے ایک جانور کے پوستین کا جسکا لباس اُمرا استعمال کرتے ہین اور کتان باریک کپڑا ہے قیمتی ۱۲

کمربستہ ہین لوگ خدمت مین اُنکی
گل و لالہ رہتے ہین صحبت مین اُنکی
نفاست بھری ہی طبیعت مین اُنکی
نزاکت سُو داخل ہی عادت مین اُنکی
دواؤنمین مشک اُنکی اُٹھتا ہی ڈھیرون
وہ پوشاک مین عطر ملتی ہین سیرون

یہ ہو سکتے ہین اُنکے ہم جنس کیونکر
نہین جین جنکو زمانے سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر
نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی
جو تدبیر اُلٹی تو تقدیر کھوٹی

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہُدا[1] کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ[2] خدا کا
وہی دوست ہی خالقِ دوسرا کا
خلائق سے ہے جسکو رشتہ ولا کا
یہی ہی عبادت یہی دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا مین انسان کے انسان

عمل جنکا تھا اس کلامِ متین پر
وہ سرسبز ہین آج روے زمین پر
تفوّق ہے اُنکو کہین وہ کہین پر
مدار آدمیت کا ہی اب اُنھین پر
شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے
وہ لیجا کے سب اہلِ مغرب[3] نے جوڑے

سمجھتے ہین گمراہ جسکو مسلمان
نہین جنکو عقبیٰ مین اُمیدِ غفران
نہ حصّے مین فردوس جنکے نہ رضوان
نہ تقدیر مین حور جنکی نہ غلمان
لبِ زمرِ دوزخ ٹھکانا ہی جنکا
حمیم آب و زقوم کھانا ہی جنکا ۴۵

[1] کتاب ہدی قرآن مجید اور شریعت اسلامیہ ۱۲ [2] یہ اشارہ ہے طرف اُس حدیث کے اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور سب مین محبوب تر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اُس کی مخلوق کے ساتھ سب سے زیادہ بھلائی کرے ۱۲ [3] اس جگہ اہل مغرب سے یورپ کی مہذب قوم مراد ہی مطلب یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو ہدایتین ہماری لیے آئی تھین اُنکو ہمنے چھوڑ دیا مگر دوسرون نے اُن ہی کی بدولت ترقیات حاصل کین ۱۲ [4] اس بند مین مسلمانون کو غیرت دلائی گئی ہی کہ جن قومون کو وہ مذہب کی رو سے گمراہ اور اہل باطل سمجھتے ہین اُنکے یہان ہمدردی انسانی اور خیر خواہی قوم و ملک جو کہ اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے ایسی اور ایسی ہے ۱۲

وہ ملک اور ملت یہ اپنی فدا ہین — سب آپس مین اک اک کی حاجت روا ہین
اولوالعلم[1] ہین انمین یا اغنیا ہین — طلبگار بہبود خلق خدا ہین
یہ تمغہ تھا گویا کہ حصہ انھین کا — کہ حب الوطن[2] ہے نشان مومنین کا

امیرونکی دولت غریبون کی ہمت — ادیبون کی انشا حکیمون کی حکمت
فصیحونکے خطبے شجاعون کی جرأت — سپاہی کے ہتھیار شاہونکی طاقت
دلونکی امیدین امنگونکی خوشیان — سب اہل وطن اور وطن پہ ہین قربان

عروج انکا جو تم عیان دیکھتے ہو — جہان مین انھین کامران دیکھتے ہو
مطیع انکا سارا جہان دیکھتے ہو — انھین برتر از آسمان دیکھتے ہو
یہ ثمرے ہین انکی جوانمردیونکے — نتیجے ہین آپس کی ہمدردیونکے

غنی ہم مین ہین جو کہ ارباب ہمت — مسلّم[3] ہے عالم مین جنکی سخاوت
اگر ہے مشائخ سے انکو عقیدت — تو ہے پیرزادونپہ وقف انکی دولت
نکمے ہین دن رات وان عیش کرتے[4] — یہ نوکر ہین جنکے وہ بھوکے ہین مرتے

عمل واعظون کے اگر قول پر ہے — تو بخشش کی امید بے صرف زر ہے
نماز اور روزے کی عادت اگر ہے — تو روز حساب انکو پھر کسکا ڈر ہے
اگر شہر مین کوئی مسجد بنادی — تو فردوس مین نیو اپنی جما دی

عمارت کی بنیاد ایسی اٹھائی — نہ نکلے کہین ملک مین جسکا ثانی
تماشون مین ثروت بڑونکی اڑائی — نمایش مین دولت خدا کی لٹائی
چھٹی بیاہ مین کرنی لاکھونکے سامان — یہ ہین انکے ارمان یہ ہین انکی خوشیان

[1] صاحب علم ۱۲
[2] جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حب الوطن من الایمان وطن کی محبت ایمان کا علامت مومنون مین سے ہے ۱۲
[3] مانی گئی ۱۲
[4] بزرگان دین ۱۲

نتیجۂ اتفاق ہے

عزت و آبروے امیران دولت مند

دین اسلام کی حالت

مگر دینِ برحق کا بوسیدہ ایوان
تزلزل مین مدت سے ہین جسکے ارکان
زمانے مین ہے جو کوئی دن کا مہمان
نہ پائینگے ڈھونڈے جسے پھر مسلمان
عزیزون نے اُس سے توجہ اُٹھائی
عمارت کا ہے اُسکی اللہ والی

(بھونچال، ستون)

خانقاہوں کا اجڑنا

پڑی ہین سب اُجڑی ہوئی خانقاہین
وہ درویش و سلطان کی اُمیدگاہین
کھلی تھین جہان علمِ باطن کی راہین
فرشتون کی پڑتی تھین جنپر نگاہین
کہان ہین وہ جذبِ الٰہی کے بھیدی
کہان ہین وہ اللہ کے پاک بندے

علمائے دین

وہ علمِ شریعت کے ماہر کدھر ہین
وہ اخبارِ دین کے مبصر کدھر ہین
اصولی کدھر ہین مناظر کدھر ہین
محدث کہان ہین مفسر کدھر ہین
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغان
چراغ اب کہین ٹمٹماتا نہین وان

مدارس وہ تعلیمِ دین کے کہان ہین
مراحل وہ علم و یقین کے کہان ہین (منازل)
وہ ارکانِ شرعِ متین کے کہان ہین
وہ وارث رسولِ امین کے کہان ہین
رہا کوئی اُمت کا ملجا نہ ماوا
نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ مُلا

کتب دینیہ

کہان ہین وہ دینی کتابون کے دفتر
کہان ہین وہ علمِ الٰہی[1] کے منظر
چلی ایسی اس بزم مین بادِ صرصر
بجھین مشعلین نورِ حق کی سراسر
رہا کوئی سامان نہ مجلس مین باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

مدعیان علم

بہت لوگ بنکر ہوا خواہِ اُمت
سفیہون سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گانون در گانون نوبت بنوبت
پڑے پھرتے ہین کرتے تحصیلِ دولت
یہ ٹھہرے ہین اسلام کے رہنما اب
لقب انکا ہے وارثِ انبیا اب

[illegible] ۱۲

۱؎ علم الٰہی وہ علم ہے جسمین ذات باری تعالیٰ اور ارواح و مجردات سے بحث کیجاتی ہے یونانی اسکو تھیولوجی کہتا ہے جسکو عربی مین اثولوجیا [illegible]

مدعیان بزرگی

بہت لوگ پیرون کی اولاد بنکر / نہین ذاتِ والا مین کچھ جنکی جوہر
بڑا فخر ہے جنکو لے دے کے اسپر / کہ تھے اُنکے اسلاف مقبولِ داور
کرشمے ہین جا جا کے جھوٹے دکھاتے / مریدون کو ہین لوٹتے اور کھاتے

یہ ہین جادہ پیمائے راہِ طریقت / مقام انکا ہے ماورائے[1] شریعت
ان ہی پر ہے ختم آج کشف[2] و کرامت / اِن ہی کے ہے قبضے مین بندونکی قسمت
یہی ہین مراد اور یہی ہین مرید اب / یہی ہین جنید[3] اور یہی بایزید اب

علمائے زمان

بڑھی جس سے نفرت وہ تحریر کرنی / جگر جس سے شق ہون وہ تقریر کرنی
گنہگار بندون کی تحقیر کرنی / مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالمون کا ہمارے طریقہ / یہ ہے ہادیون کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اُنسے جائے / تو گردن پہ بارِ گران لیکے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اسمین لائے / تو قطعی خطاب اہلِ دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اُسکی نکلا زبان سے / تو آنا سلامت ہے دشوار وان سے

کبھی وہ گلے کی رگین ہین پھلاتے / کبھی جھاگ[4] پر جھاگ ہین مُنہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہین اُسکو بناتے / کبھی مارنے کو عصا ہین اُٹھاتے
ستون چشمِ بد دور ہین آپ دین کے / نمونہ ہین خُلقِ[5] رسولِ امین کے

---

۱ یعنی شریعت سے جدا جیسے کہ جاہل صوفی سمجھتے ہین کہ طریقت شریعت سے علیحدہ ہے ۱۲ ۲ صوفیہ کی اصطلاح مین مراد وہ شخص ہے جسنے جاذبۂ الٰہی کے بعد سلوک اختیار کیا ہو اور مرید وہ ہے جو سلوک کے بعد جذب کے مرتبے کو پہونچا ہو ۱۲

۳ جنید بغدادی اور بایزید بسطامی رحمہما اللہ غالباً تیسری صدی ہجری کے مشہور عرفا کاملین سے ہین ۱۲

۴ جھاگ یعنی کف یہان اُس کف سے مراد ہے جو غصہ کے وقت انسان کے مُنہ سے نکلتا ہے ۱۲ ۵ قرآن مجید مین خدای تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک مین خلق عظیم فرمایا ہے یہان طنزاً بداخلاق مولویون کو اُسکا مصداق ٹھہرایا ہے ۱۲

جو چاہے کہ خوش اُنسے ملکر ہو انسان ۱ — تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلمان
نشان سجدہ کا ہو جبین پر نمایان — تشرع مین اُسکے نہو کوئی نقصان
لبین بڑھ رہی ہون نہ داڑھی چڑھی ہو ۲ — ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو
عقائد مین حضرت ۳ کا ہمداستان ہو — ہر اک اصل مین فرع مین ہمزبان ہو
حریفون سے اُنکے بہت بدگمان ہو — مریدون کا اُنکے بڑا مدح خوان ہو
گر ایسا نہین ہے تو مردود دین ہے — بزرگون سے ملنے کی قابل نہین ہے

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا — کہ شیدا تھے اُنپر یہود اور نصارا
گواہ اُنکی نرمی ۴ کا قرآن ہے سارا — خود اللّٰہ نے یُسِّرُوا نبی نے پکارا
مگر یان کیا ایسا دشوار اُنکو — کہ مومن سمجھنے لگے بار اُنکو
نہ کی اُنکی اخلاق مین رہنمائی — نہ باطن مین کی اُنکے پیدا صفائی
یہ احکام ظاہر کی نے یہ بڑھائی — کہ ہوتی نہین اُنسے دم بھر رہائی
وہ دین جو کہ چشمہ تھا خلقِ نکو کا — کیا اُسکو بالوعہ ۵ غسل و وضو کا

---

۱ یعنی اگر اُنسے کوئی غیر مسلم ملنا چاہے تو وہ خوش اخلاقی سے نہ پیش آوینگے ۱۲ ۲ لبین مونچھون کے بال جو ہونٹھون پر سے کتر لیے جاتے ہین ۱۲ ۳ یعنی اُن ہی قبلہ و کعبہ کا ۱۲ ۴ قرآن مین بہت سی آیتین دین اسلام کی آسانی پر دلالت کرتی ہین جیسے یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ چاہتا ہے اللّٰہ تمہارے ساتھ آسانی اور نہین چاہتا ہے تمہارے لیے تنگی اور لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا نہین تکلیف دیتا ہے اللّٰہ کسی نفس کو مگر اُسکی وسعت بھر اور مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ نہین ڈالا تمپر دین مین مشکل وغیرہ ۱۲ ۵ یعنی دین آسان ہے اسی طرح کی بیشمار حدیثین اسی باب مین مروی ہین جیسے لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ وَلَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِی الْاِسْلَامِ نہین ہے رہبانیت اسلام مین اور نہین ہے مصیبت اور نہ مصیبت پہونچانا اسلام مین اور اسی طرح اِذَا اَمَّ اَحَدُکُمْ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْہِمُ الصَّغِیْرُ وَالْکَبِیْرُ وَالضَّعِیْفُ وَالْمَرِیْضُ جب پیشوا بنایا جاوے کوئی تم مین پس چاہیے کہ تخفیف کا خیال رکھے اسواسطے کہ انمین صغیر و کبیر ضعیف و مریض سب طرح کے لوگ ہین عبداللّٰہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ موسم حج مین ایک شخص نے آکر آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین نے قربانی سے پہلے سر منڈوا لیا آپ نے فرمایا کچھ حرج نہین ہے اب قربانی کرلے پھر ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نے کنکریان پھینکنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کچھ حرج نہین ہے اب کنکریان پھینک لے صاحب میزان شعرانی کا قول ہے کہ دین مین جسقدر آسانیان ہین وہ خدا اور رسول کی طرف سے ہین اور جتنی مشکلین ہین وہ علما کی طرف سے ہین ۱۲ ۶ جائے نشست و شو ۱۲

صدا اہلِ تحقیق سے دل مین بل ہے — حدیثون پہ چلنے مین دین کا خلل ہے
فتاوون پہ بالکل مدارِ عمل ہے — ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی — خدا اور نبی سے نہین کام باقی

جہان مختلف ہون روایات باہم — کبھی ہون نہ سیدھی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلّم — اسے ہر روایت سے سمجھین مقدم
سب اس مین گرفتار چھوٹے بڑے ہین — سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہین

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر — کواکب مین مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنون پر کشادہ ہین راہین — پرستش کرین شوق سے جسکی چاہین

نبی کو جو چاہین خدا کر دکھائین — امامون کا رتبہ نبی سے بڑھائین
مزارون پہ دن رات نذرین چڑھائین — شہیدون سے جا جا کے مانگین دعائین
نہ توحید مین کچھ خلل اس سے آئے — نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہان مین — ہوا جلوہ گر حق زمین و زمان مین
رہا شرک باقی نہ وہم و گمان مین — وہ بدلا گیا آکے ہندوستان مین
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازان — وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلمان

لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی مین اسلیے بھیجا گیا ہون کہ اخلاق کی خوبیون کو کمال کے درجے تک پہونچا دون اور یہ بھی فرمایا کہ اچھا چلن اور نیک خصلت نبوت کا چھبیسوان حصہ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص مومن نہین ہے جسنے اپنا پیٹ بھر لیا اور ہمسایہ کو بھوکا چھوڑ دیا قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا بڑا مقصد اخلاق کی تہذیب تھی ۱۲

تعصب

تعصب کہ ہے دشمن نوع انسان — بھرے گھر کیے سیکڑون جسنے ویران
ہوئی بزم نمرود جس سے پریشان — کیا جسنے فرعون کو نذر طوفان
گیا جوش مین بولہب جسکے کھویا — ابوجہل کا جسنے بیڑا ڈبویا
وہ یان اک عجب بھیس مین جلوہ گر ہے — چھپا جسکے پردے مین اسکا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام مین سر بسر ہے — وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہے
تعصب کو اک جزو دین سمجھے ہین ہم — جہنم کو خلد برین سمجھے ہین ہم

ہمین واعظون نے یہ تعلیم دی ہے — کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اسمین کرنی بری ہے — نشان غیرت دین حق کا یہی ہے
نہ ٹھیک اسکی ہرگز کوئی بات سمجھو — وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو
قدم گر رہ راست پر اسکا پاؤ — تو تم سیدھے رستے سے کترا کے جاؤ
پڑین اسمین جو دقتین وہ اٹھاؤ — لگین جسقدر ٹھوکرین اسمین کھاؤ
جو نکلے جہاز اسکا بچکر بھنور سے — تو تم ڈالدو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ ہو جائے صورت تمھاری — بہائم مین ملجائے سیرت تمھاری
بدل جائے بالکل طبیعت تمھاری — سراسر بگڑ جائے حالت تمھاری
تو سمجھو کہ ہے حق کی اک شان یہ بھی — ہے اک جلوہ نور ایمان یہ بھی
نہ اوضاع مین تم سے نسبت کسیکو — نہ اخلاق مین تم پہ سبقت کسیکو
نہ حاصل یہ کھانون مین لذت کسیکو — نہ پیدا یہ پوشش نہ زینت کسیکو
تمھین فضل ہر علم مین برملا ہے — تمھاری جہالت مین بھی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو نہ اپنی بری تم
رہبانیت کو اپنی کرتے بڑی تم
حمایت میں ہو جبکہ اسلام کی تم
تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم
بدی سے نہیں مومنوں کو مضرت
تمھارے گنہ اور نہ اوروں کی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے
تو ذکر اسکا ذلت سے خواری سے کیجے
کبھی بھول کر طرح اسمیں نہ دیجے
قیامت کو دیکھو گے اسکے نتیجے
گناہوں سے ہوتے ہو گویا مبرا
مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرا

نہ سنی میں اور جعفری میں ہو الفت
نہ نعمانی و شافعی میں ہو ملت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت
مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت
رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کرے کوئی اصلاح کا گر ارادہ
تو شیطان سے اسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مفسد سے ہو استفادہ
رہ حق سے ہے برطرف اسکا جادہ
شریعت کو کرتے ہیں برباد دونوں
ہیں مردود شاگرد و استاد دونوں

وہ دین جسنے الفت کی بنیاد ڈالی
کیا طبع دوران کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جسنے موالی
ہر اک قوم کے دل سے وحشت نکالی
عرب اور حبش ترک و تاجیک و دیلم
ہوئے سارے شیر و شکر ملکے باہم

تعصب نے اس صاف چشمے کو آکر
کیا بغض کے خار و خس سے مکدر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر
نفاق اہل قبلہ میں پھیلا سراسر
نہیں دستیاب ایسے اب دو مسلماں
کہ ہو ایک کو دیکھکر ایک شاداں

فرض اسلام

ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے
سب اک اک کے باہم مددگار ہوتے
مصیبت مین یارونکے غمخوار ہوتے
عزیزون کے غم مین دل افگار ہوتے
جب الفت مین ہوتی ثابت قدم ہم
تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

اگر بھولتے ہم نہ قول پیمبر
کہ ہین سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جبتک برادر کا یاور
معین اُسکا خود ہے خداوند داور
تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری مین بھی کرتے ہم بادشاہی

ثمرۂ اتفاق

وہ گھر جسمین ہون دل ملے سب کے باہم
خوشی ناخوشی مین ہون سب یار و ہمدم
اگر ایک خوشدل تو گھر سارا خرم
اگر ایک غمگین تو دل سب کے پرغم
مبارک ہو اُس قصر شاہنشہی سے
جہان ایک دل ہو مکدر کسی سے

اخلاق اہل اسلام

اگر ہو مدار اسپہ تحقیق دین کا
کہ ہے دین والون کا برتاؤ کیسا
ہے بازار انکا کھرا یا کہ کھوٹا
ہے قول و قرار انکا جھوٹا کہ سچا
تو ایسے ملینگے بہت شاذ ہین یان
کہ اسلام پر جنسے قائم ہو برہان

غیبت

مجالس مین غیبت[۱] کا زور اسقدر ہے
کہ آلودہ اس خون مین ہر بشر ہے
نہ بھائی کو بھائی سے یان درگذر ہے
نہ ملا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے
اگر نشہ[۲] ہے ہو غیبت مین پنہان
تو ہشیار پائے نہ کوئی مسلمان

[۱] غیبت کی یہ معنی ہین کہ کسی کی پیٹھ پیچھے یعنی عدم موجودگی مین وہ بات کہنا جو اگر اُسکے روبرو کہتے تو وہ خجل و شرمندہ ہوتا ہین اگر وہ عیب درحقیقت اُسمین موجود ہو جو بیان کیا جاوے تو غیبت ہے اور اگر اُسمین وہ عیب نہین ہے جو بیان کیا جاوے تو وہ غیبت نہین بلکہ تہمت و بہتان ہے غیبت شرعاً و خلاقاً بدترین عیوب انسانی ہے ۱۲

[۲] یعنی اگر غیبت مین بھی شراب کا سا نشہ ہوتا تو تمام مسلمان بدمست و مدہوش پائے جاتے کیونکہ غیبت سے کوئی مسلمان بچا ہوا نہین اگر ہے تو الا ماشاء اللہ ۱۲

حسد و تکبر

جنھین چار پیسے کا مقدور ہے یان — سمجھتے نہین ہین وہ انسان کو انسان
موافق نہین جنسے ایام دوران — نہین دیکھ سکتے کسیکو وہ شادان
نشے مین تکبر کے ہے چور کوئی — حسد کے مرض مین ہے رنجور کوئی

اگر مرجعِ خلق ہے ایک بھائی — نہین ظاہر اُسمین کوئی بُرائی
بھلا جسکو کہتی ہے ساری خدائی — ہر اک دل مین عظمت ہے جسکی سمائی
تو پڑتی ہین اُسپر نگاہین غضب کی — کھٹکتا ہے کانٹا سا آنکھون مین سب کی

بگڑتا ہے جب قوم مین کوئی بنکر — ابھی بخت و اقبال تھے جسکے یاور
ابھی گردنین جھکتی تھین جسکے در پر — مگر کر دیا اب زمانے نے بے پر
تو ظاہر مین کڑھتے ہین پر خوش ہین جی مین — کہ ہمدرد ہاتھ آیا اک مفلسی مین

سوءِ ظنی

اگر اک جوان مرد ہمدردِ انسان — کرے قوم پر دل سے جان اپنی قربان
تو خود قوم اُسپر لگادے یہ بہتان — کہ ہے اسکی کوئی غرض اسمین پنہان
وگرنہ پڑی کیا کسیکو کسی کی — یہ چالین سراسر ہین خود مطلبی کی

حبِّ نفس

بنائے گر انکی بھلائی کی صورت — تو ڈالین جہانتک بنے اسمین کھنڈت
سنین کامیابی مین جب اسکی شہرت گر — تو دل سے تراشین کوئی تازہ تہمت
مُنھ اپنا ہو گو دین و دُنیا مین کالا — نہو ایک بھائی کا پر بول بالا

فتنہ انگیزی

اگر پاتے ہین دو دلون مین صفائی — تو ہین ڈالتے اُن مین طرحِ جدائی
ٹھنی دو گروہون مین جسدم لڑائی — تو گویا تمنّا ہماری بر آئی
بس اس سے نہین مشغلہ خوب کوئی — تماشا نہین ایسا مرغوب کوئی

بدذاتی و بدزبانی

تغلب مین بدنیتی مین دغا مین
نمود اور بناوٹ فریب اور ریا مین
سعایت مین بہتان مین افترا مین
کسی بزم بیگانہ و آشنا مین
(چغلخوری و بدگوئی ۱۲ — تہمت لگانا ۱۲)
نہ پاؤگے رسوا و بدنام ہمسے
بڑھے پھر نہ کیون شان اسلام ہمسے
(یعنی ہم ایسے ۱۲)

خوشامد

خوشامد مین ہمکو وہ قدرت ہے حاصل
کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہین مائل
کہین احمقون کو بناتے ہین عاقل
کہین ہوشیارونکو کرتے ہین غافل
کسیکو اتارا کسیکو چڑھایا
یون ہی سیکڑون کو اسامی بنایا

[illegible]

روایات پر حاشیہ اک چڑھانا
قسم جھوٹے وعدہ نپہ سو بار کھانا
اگر مدح کرنا تو حد سے بڑھانا
مذمت پہ آنا تو طوفان اٹھانا

[illegible]

یہ ہر روزمرہ کا یان انکے عنوان
فصاحت مین بیمثل ہین جو مسلمان
اسے جانتے ہین بڑا اپنا دشمن
ہمارے کرے عیب جو ہمپہ روشن
نصیحت سے نفرت ہے ناصح سے انبن
سمجھتے ہین ہم رہنماؤن کو رہزن
یہی عیب ہے سب کو کھویا ہے جسنے
ہمین ناؤ بھر کر ڈبویا ہے جسنے

وہ عہد ہمایون کہ جو خیر القرون[1] تھا
خلافت کا جب تک کہ قائم ستون تھا
نبوت کا سایہ ابھی رہنمون تھا
سمان خیر و برکت کا ہر دم فزون تھا
عدالت کے زیور سے تھے سب مزین
(انصاف پسندی ۱۲)
پھلا اور پھولا تھا احمد کا گلشن

---

[1] یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ بہتر زمانون مین میرا زمانہ ہے (یعنی صحابہ کا) پھر انکا جو اس زمانے سے ملے ہوئے ہین (یعنی تابعین کا) پھر انکا جو انسے ملے ہوئے اور قریب ہین (یعنی تبع تابعین کا)

سعادت بڑی اُس زمانہ کی یہ تھی | کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پہ سب کی
نہ کرتے تھے خود قولِ حق سے خموشی | نہ لگتی تھی حق کی اُنھیں بات کڑوی
غلامون سے ہو جاتے تھے بند آقا | خلیفہ سے لڑتی تھی اک ایک بڑھیا

نبیؐ نے کہا تھا جنھیں فخرِ اُمت | جنھیں خلد کی مل چکی تھی بشارت
مسلّم تھی عالم مین جنکی عدالت | رہا مفتخر جنسے تختِ خلافت
وہ پھرتے تھے راتونکو چھپ چھپ کے در در | کہ شرمائیں اپنا کہیں عیب سنکر

۵۱ ایک مجلس مین مہاجر و انصار جمع تھے حضرت عمرؓ نے کہ اُسوقت خلیفہ تھی تین بار سب سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ مین حقوق خلافت مین سستی کرون تو تم کسطرح پیش آؤ؟ بشر بن سعد نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا کرے تو ہم تکلے کی طرح تیرے بل نکالدین حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر تم ایسے ہو تو تمھارا کیا کہنا ۱۲

۵۲ ایک بار حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے بڑے بڑے مہر باندھنے کی ممانعت کر رہے تھے کہ ایک بڑھیا نے کھڑے ہوکر قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی کہ اِنْ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا اگر دے چکے ہو تم اُنمین سے ایک کو بہت کچھ مال تو اُس دیے ہوے مال مین سے کچھ واپس نہ لو۔ اور کہا کہ خلیفہ ہوکر قرآن نہین سمجھتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا دو عمر سے سب کا علم زیادہ ہے یہان تک کہ بڑھیون کا بھی" اور پھر ممانعت نہ کی ۱۲

۵۳ حضرت عمرؓ کے عہد مین ایک بار کچھ سوداگر آکر شہر سے باہر اُترے رات کو آپ اور عبدالرحمن ابن عوفؓ حسب عادت گشت کرنے کے لیے وہان گئے۔ اُنکو رات بھر مین تین بار ایک بچے کے رونے کی آواز آئی عمر فاروقؓ ہر دفعہ اُس خیمے پر جاتے تھے اور اُسکی مان کو ملامت کر آتے تھے کہ تو کیسی بری مان ہی کہ تیرا بچہ اول شب سے بیچین ہے آخر اُس عورت نے کہا کہ ای خدا کے بندے تو نے مجھے ساری رات دق کیا مین اس سے دودھ پینے کی عادت چھڑاتی ہون اور وہ ضد کرتا ہی کہا کیون؟ کہا عمرؓ دودھ چھٹے بغیر بچون کا وظیفہ مقرر نہین کرتا یہ سنکر آپ بہت روئے اور کہا کہ خدا جانے مسلمانون کے کتنے بچے میرے سبب سے ہلاک ہوے ہو نگے اُسیوقت منادی کرائی کہ کوئی عورت اپنے بچے کا دودھ جلدی نہ چھڑائے اور تمام ملک مین حکم دیا کہ ہر مسلمان کے یہان بچہ ہوتے ہی اُسکا وظیفہ مقرر کیا جاوے ۱۲

فقدانِ علم و ہنر

مگر ہم کہ ہین دام (چوپایہ ۱۲) و دد (درندہ ۱۲) ہم سے بہتر | نہ ظاہر کہین ہم مین خوبی نہ مضمر (باطن ۱۲)
نہ اقران و امثال مین ہم موقر (باوقار ۱۲) | نہ اجداد و اسلاف کے ہم ہین جوہر
نصیحت سے ایسا برا مانتے ہین | کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہین

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر | کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر | ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یون ہی جو کتاب اُس پیمبر پہ آتی | وہ گمراہیان سب ہماری جتاتی

ہنر ہم مین جو ہین وہ معلوم ہین سب | علوم اور کمالات معدوم ہین سب
چلن اور اطوار مذموم ہین سب | فراغت سے دولت سے محروم ہین سب
جہالت نہین چھوڑتی ساتھ دم بھر | تعصب نہین بڑھنے دیتا قدم بھر

حکمت و فلسفہ

وہ تقویم پارینہ[۱] یونانیون کی | وہ حکمت کہ ہے ایک دھوکے کی ٹٹی
یقین جسکو ٹھہرا چکا ہے نکمّی | عمل نے جسے کر دیا آکے ردّی
اُسے وحی سے سمجھے ہین ہم زیادہ | کوئی بات اُسمین نہین کم زیادہ

زبور اور توریت و انجیل و قرآن | بالاجماع ہین قابلِ نسخ و نسیان
مگر لکھ گئے جو اصول اہلِ یونان | نہین نسخ و تبدیل کا اُنمین امکان
نہین مٹتے جب تک کہ آثارِ دنیا | مٹے گا کبھی کوئی شوشہ[۲] نہ اُنکا

۱ تقویم پارینہ پُرانی جنتری جو سال گذرنے پر کسی کام کی نہین رہتی ۱۲

۲ شوشہ ریزہ حرف کا سِرا۔ مگر یہان اس لفظ سے انجیل کی اُس عبارت کی طرف تلمیح کی گئی ہے جسمین حضرت عیسیٰ فرماتے ہین جب تک آسمان و زمین نہ ٹلینگے توریت کا ایک لفظ یا ایک شوشہ نہ مٹیگا یعنی حکمای یونان کی کتابون کو مسلمان بھی گویا ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا حضرت عیسیٰ نے توریت کی نسبت فرمایا ہے ۱۲

نتائج ہین جو مغربی علم و فن کے
وہ ہین ہند مین جلوہ گر سو برس سے
تعصب نے لیکن وہ ڈالے ہین پردے
کہ ہم حق کا جلوہ نہین دیکھ سکتے
جمی ہین نگاہون مین ارسطو[۵۱] کی رائین
جو اب وحی اترے تو ایمان نہ لائین

اب اس فلسفہ پر جو ہین مرنے والے
شفا[۵۲] اور مجسطی[۵۳] کے دم بھرنے والے
ارسطو کی چوکھٹ پہ سر دھرنے والے
فلاطون کی اقتدا کرنے والے
وہ تیلی کے بیل سے کچھ کم نہین ہین
پھرے عمر بھر اور جہان تھے وہین ہین

وہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت
بندھی سر پہ دستار علم و فضیلت
اگر رکھتے ہین کچھ طبیعت مین جودت
تو ہے انکی سب سے بڑی یہ لیاقت
کہ گردن کو وہ بات کہدین زبان سے
تو منوا کے چھوڑین اسے اک جہان سے

سوا اسکے جو آئے اسکو پڑھا دین
انھین جو کچھ آتا ہے اسکو بتا دین
وہ سیکھے ہین جو بولیان سب سکھا دین
میان مٹھو[۵۴] اپنا سا اسکو بنا دین
یہ لے دیکے ہے علم کا انکے حاصل
اسی پر ہے فخر انکو ہین اتنا ماثل

اماثل: ہمسران ۱۲

[illegible]

۵۱ ارسطو (ارسطاطالیس) نامی مشہور حکیم ہے افلاطون کا شاگرد اور سکندر کا استاد اور وزیر بھی اور معلم اول کے لقب سے ملقب تھا علم حکمت و فلسفہ و منطق وغیرہ مین کامل دستگاہ رکھتا تھا بلکہ موجد مانا جاتا ہے ۱۲

۵۲ شفا بوعلی سینا کی کتاب کا نام ہے جو تمام فنون حکمت کو جامع ہے اور جسکی اٹھارہ جلدین ہین ۱۲

۵۳ مجسطی حکیم بطلیموس کی کتاب علم ریاضی مین ہے جسکو خواجہ نصیر الدین محقق طوسی نے عربی مین ترجمہ کیا ہے ۱۲

۵۴ میان مٹھو طوطے کو کہتے ہین اور میان مٹھو بنانے سے ایسا پڑھانا مراد ہے جیسا طوطے کو پڑھاتے ہین کہ صرف الفاظ یاد کر لیتا ہے مگر سمجھتا بالکل نہین ہے ۱۲

نہ سرکار مین کام پانے کے قابل ۔ نہ دربار مین لب ہلانے کے قابل
نہ جنگل مین ریوڑ چرانے کے قابل ۔ نہ بازار مین بوجھ اُٹھانے کے قابل
نہ پڑھتے تو سَو طرح کھاتے کما کر ۔ وہ کھوئے گئے اور تعلیم پاکر

جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھ پڑھا ہے ۔ مراد آپ کی اسکے پڑھنے سے کیا ہے
مفاد اسمین دنیا کا یا دین کا ہے ۔ نتیجہ کوئی یا کہ اسکے سوا ہے
تو مجذوب کی طرح سب کچھ بکین گے ۔ جواب اسکا لیکن نہ کچھ دے سکین گے

نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہین وہ ۔ نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہین وہ
نہ قرآن کی عظمت دکھا سکتے ہین وہ ۔ نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہین وہ
دلیلین ہین سب آج بیکار اُنکی ۔ نہین چلتی توپو مین تلوار اُنکی

پڑے اُس مشقت مین ہین وہ سراپا ۔ نتیجہ نہین اُنکو معلوم جسکا
گئین بھول آگے کی بھیڑین جو میٹا ۔ اُسی راہ پر پڑ لیا گلہ سارا
نہین جانتی یہ کہ جاتی کدھر ہین ۔ گئے بھول رستہ دیا راہ پر ہین

مثال اُنکی کوشش کی ہے صاف ایسی ۔ کہ کھائی کہین بندرون نے جو سردی
اِدھر اور اُدھر دیر تک آگ ڈھونڈی ۔ نظر روشنی اُنکو آئی نہ اُسکی
مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا ۔ تپنگا اُسے آگ کا سب نے سمجھا

لیا جاکے تھام اور سب نے اُسے دم ۔ کیا گھانس پھونس اُسپہ لاکر فراہم
لگے اُسکو سُلگانے سب ملکے پیہم ۔ نہ کچھ آگ سُلگی نہ سردی ہوئی کم
یون ہی رات ساری اُنھون نے گنوائی ۔ مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی

گذرتے تھے جو جانور اُس طرف سے
جب اِس کشمکش مین اُنھین دیکھتے تھے
ملامت بہت سخت تھے اُنکو کرتے
کہ شرمائین وہ زعمِ باطل سے اپنے
مگر اپنی کد سے نہ باز آتے تھے وہ
ملامت پہ اور اُلٹے غراتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جب تک ہوا دن نہ روشن
اسی طرح جو ہین حقیقت کے دشمن
نہ جھاڑینگے گرد تو ہم سے دامن
یہ جب ہوگا نورِ سحر لمعہ افگن
بہت جلد ہو جائیگا آشکارا
کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ اِک شرارا

وہ طب جسپہ غش ہین ہمارے اطبا
سمجھتے ہین جسکو بیاضِ مسیحا
بتانے مین ہی بخل جسکے بہت سا
جسے عیب کی طرح کرتے ہین اخفا
فقط چند نسخون کا ہی وہ سفینہ
چلے آئے ہین جو کہ سینہ بسینہ

نہ اُنکو نباتات سے آگہی ہے
نہ اصلا خبر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی اُنکی کسی پر کھلی ہے
نہ علمِ طبیعی نہ کیمسٹری ہے
نہ بانی کا علم اور نہ علم ہوا ہے
مریضون کا اُنکے نگہبان خدا ہی

نہ قانون مین اُنکے کوئی خطا ہی
نہ مخزن مین انگشت رکھنے کی جا ہی
سدیدی مین لکھا ہی جو کچھ بجا ہے
نفیسی کے ہر قول پر جان فدا ہے
سلف لکھ گئی جو قیاس اور گمان سے
صحیفے ہین اُترے ہوی آسمان سے

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر
عفونت مین سنڈاس سے جو ہی بدتر
زمین جس سے ہے زلزلے مین برابر
ملک جس سے شرماتے ہین آسمان پر
ہوا علم و دین جس سے تاراج سارا
وہ علمون مین علمِ ادب ہے ہمارا

[illegible]

بُرا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے ‏ عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جسکا قاضی خدا ہے ‏ مقرر جہان نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار وان چھوٹ جائینگے سارے ‏ جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے

سخن جو ہے یان آج حصہ ہمارا ‏ نہین قوم کو ظاہرا جس سے چارا
ہر اک کذب و بہتان ہے جسمین گوارا ‏ مجسم ہو اُسکا اگر جھوٹ سارا
بنے ہند مین اُس سے اور اک ہمالہ ‏ ہمالہ سے ہو جسکی چوٹی دوبالا

زمانے مین جتنے قلی اور نفر ہین ‏ کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہین
گوئیے امیرون کے نور نظر ہین ‏ ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہین
مگر اس تپ دق مین جو مبتلا ہین ‏ خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہین

جو سقے ہون جی سے جائین گذر سب ‏ ہو میلا جہان گم ہون دھوبی اگر سب
بنے دم پہ گر شہر چھوڑین نفر سب ‏ جو ٹھہر جائین مہتر تو گندے ہون گھر سب
پہ کر جائین ہجرت جو شاعر ہمارے ‏ کہین ملکے حس کم جہان پاک سارے

عرب جو تھے دنیا مین اس فن کے بانی ‏ نہ تھا کوئی آفاق مین جنکا ثانی
زمانے نے جنکی فصاحت تھی مانی ‏ مٹا دی عزیزون نے اُنکی نشانی
سب اُنکے ہنر اور کمالات کھو کر ‏ رہی شاعری کو بھی آخر ڈبو کر

ادب مین بڑی جان اُنکی زبان سے ‏ رجلادین نے بالی اُنکے بیان سے
سنان کا لیے کام اُنھون نے لسان سے ‏ زبانون کی کونچے تھے بڑھکر سنان سے
ہوئی اُنکے شعرون سے اخلاق صیقل ‏ پڑی اُنکے خطبون سے عالم مین ہلچل

خلف اُنکے یان جو کہ جادو بیان ہین | فصاحت مین مقبول ہر پیر و جوان ہین
بلاغت مین مشہورِ ہندوستان ہین | وہ کچھ ہین تو لے دیکے اس گون یہان ہین
کہ جب شعر مین عمر ساری گنوا ہین | تو بھانڈ اُنکی غزلین مجالس مین گائین

طوائف کو ازبر ہین دیوان اُنکے | گو تونپہ بے حد ہین احسان اُنکے
نکلتے ہین تکیون مین ارمان اُنکے | ثنا خوان ہین ابلیس و شیطان اُنکے
کہ عقلونپہ پردے دیے ڈال اُنھون نے | ہمین کردیا فارغ البال اُنھون نے

شریفون کی اولاد بے تربیت ہے | تباہ اُنکی حالت بُری اُنکی گت ہے
کسیکو کبوتر اُڑانے کی لت ہے | کسیکو بٹیرین لڑانے کی دھت ہے
چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی | مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

سدا گرم اَنفاس سے اُنکی صحبت | ہر اک رند و اوباش سے اُنکی ملت
پڑھے لکھون کے سایہ سے اُنکو وحشت | مدارس کی تعلیم سے اُنکو نفرت
کمینونکی صحبت مین عمرین گنوانی | اُنھین گالیان دینی اور آپ کھانی

نہ علمی مدارس مین ہین اُنکو پاتے | نہ شائستہ جلسونمین ہین آتے جاتے
پہ میلونکی رونق ہین جا کر بڑھاتے | پڑے پھرتے ہین دیکھتے اور دکھاتے
کتاب اور معلم سے پھرتے ہین بھاگے | مگر ناچ گانے مین ہین سب سے آگے

اگر کیجیے اُن پاک اشخاص کی گنتی | ہوا جنکے پہلو سے بچکر ہے چلتی
ملی خاک مین جن سے عزت بڑونکی | مٹی خاندانونکی جن سے بزرگی
تو یہ جسقدر خانہ برباد ہونگے | وہ سب ان شریفونکی اولاد ہونگے

ہوئی اُنکی بچپن مین یون پاسبانی | کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی
لگی ہونے جب کچھ سمجھ بوجھ سیانی[1] | چڑھی بھوت کی طرح سر پہ جوانی
بس اب گھر مین دشوار تھمنا ہے اُنکا | اکھاڑونمین تکیونمین منا ہے اُنکا
نشہ مین مے عشق کے چور رہین وہ | صف فوج مژگان مین گھسو رہین وہ [سیرگاہ ۱۲]
غم چشم و ابرو مین رنجور رہین وہ | بہت ہاتھ سے دل کے مجبور رہین وہ
کرین کیا کہ ہے عشق طینت مین اُنکی | حرارت بھری ہے طبیعت مین اُنکی
اگر شش جہت[2] مین کوئی دلربا ہے | تو دل اُنکا نادیدہ اُسپر فدا ہے
اگر خواب مین کچھ نظر آگیا ہے | تو یاد اُسکی دن رات نام خدا ہے
بھری سب کی وحشت سے روداد ہے یان | جسے دیکھیے قیس و فرہاد ہے یان
اگر مان ہے دکھیا تو اُنکی بلا سے | اپاہج ہے باوا تو اُنکی بلا سے
جو ہے گھر مین فاقہ تو اُنکی بلا سے | جو مرتا ہے کنبہ تو اُنکی بلا سے
جنھون نے لگائی ہو لو دلربا سے | غرض پھر اُنھین کیا ہے ماسوا[3] سے
نہ گالی سے دشنام سے جی چرائین | نہ جوتی سے بیزار سے ہچکچائین
جو میلونمین جائین تو بچنین دم کھائین | جو محفل مین بیٹھین تو فتنے اٹھائین
لرزتی ہین اوباش اُنکی ہنسی سے | گریزان ہین رند اُنکی ہمسائگی سے

---

[1] سیانی بیائی مخلوط بروزن میانی صفت مؤنث جسکے معنے ہوشیار صاحب تمیز اور سمجھدار کے ہین ۱۲

[2] دائین بائین آگے پیچھے اوپر نیچے چھہ سمتین ہین مگر اس سے اکثر تمام دنیا مراد لیتے ہین ۱۲

[3] صوفیہ کی اصطلاح مین ذات باری تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ ماسوا ہے مگر اس جگہ طنزاً ماسوی سے معشوق مجازی مراد لی گئی ہے ۱۲

سپوتون کو اپنے اگر بیاہ دیجے | تو بہوون کا بوجھ اپنی گردن پہ لیجے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجے | تو بدراہ ہین بھانجے اور بھتیجے
یہی جھیکنا کو بکو گھر بگھر ہے | بہو کا ٹھکانا نہ بیٹی کو بر ہے
نہ مطلب نگاری کا اُنکو سلیقہ | نہ دربارداری کا اُنکو سلیقہ
نہ اُمیدواری کا اُنکو سلیقہ | نہ خدمت گزاری کا اُنکو سلیقہ
قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے | مگر اُنکو کس مد مین کوئی کھپائے
(یعنے نوکری کا صیغہ ۱۲)
نہین ملتی روٹی جنھین پیٹ بھر کے | وہ گذران کرتے ہین سو عیب کر کے
جو ہین اُنمین دو چار آسودہ گھر کے | وہ دن رات خواہان ہین مرگِ پدر کے
نمونہ یہ اعیان و اشراف کی ہین | سلف اُنکی وہ تھی خلف اُنکی یہ ہین
وہ اسلام کی پود شاید یہی ہے | کہ جسکی طرف آنکھ سب کی لگی ہے
بہت جس سے آئندہ چشم بہی ہے | بقا منحصر جسپہ اسلام کی ہے
یہی جان ڈالے گی باغِ کہن مین؟ | اسی سے بہار آئیگی اس چمن مین؟
یہی ہین وہ نسلین مبارک ہماری؟ | کہ بخشینگی جو دین کو استواری؟
کرینگی یہی قوم کی غمگساری؟ | ان ہی پہ اُمیدین ہین موقوف ساری؟
یہی شمع اسلام روشن کرینگی؟ | بڑونکا یہی نام روشن کرینگی؟

لہ لائق اور رشید بیٹا۔ طعنًا نالائق بیٹے کو بھی کہتے ہین ۱۲

ٹہ بر۔ اُس لڑکے کو کہتے ہین جس سے بیٹی کا ازدواج ہو سکے۔ اور اُنکو بر نہین ملتا یعنی کوئی ایسا لڑکا نہین ملتا جس سے اُسکی شادی کیجاوے ۱۲

سہ نفر اُردو مین سائیس و چاکر و قلی اور کم درجہ کے آدمی کو کہتے ہین ۱۲

خلف اُنکے الحق اگر ہان یہی ہین — سلف کے اگر فاتحہ خوان یہی ہین
اگر یادگار عزیزان یہی ہین — اگر نسل اشراف و اعیان یہی ہین
تو یاد اسقدر اُنکی رہجائیگی یان — کہ اک قوم رہتی تھی اِن نام کی یان

سمجھتے ہین شایستہ جو آپ کو یان — ہین آزادیِ راے پر جو کہ نازان
چلن پر ہین جو قوم کے اپنی خندان — مسلمان ہین سب جنکے نزدیک نادان
جو ڈھونڈھو گے یار انکے ہمدرد اُنمین — تو نکلینگے تھوڑے جوانمرد اُنمین

نہ رنج اُنکے افلاس کا اُنکو اصلا — نہ فکر اُنکی تعلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی ہمت نہ دینے کو پیسا — اُڑانا مگر مُفت اِک اِک کا خاکا
کہین اُنکی پوشاک پر طعن کرنا — کہین اُنکی خوراک پر نام دھرنا

عزیزونکی جس بات مین عیب پانا — نشانہ اُسے پھبتیون کا بنانا
شماتت سے دل بھائیون کا دُکھانا — یگانون کو بیگانہ بنکر چڑانا
نہ کچھ درد کی چوٹ اُنکی جگر مین — نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر مین

جہاز ایک گرداب مین پھنس رہا ہے — پڑا جس سے جوکھون مین چھوٹا بڑا ہے
نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہے — کوئی اُنمین سوتا کوئی جاگتا ہے
جو سوتے ہین وہ مستِ خوابِ گران ہین — جو بیدار ہین اُنپہ خندہ زنان ہین

کوئی اُنسے پوچھے کہ اے ہوشوالو — کس اُمید پر تم کھڑے ہنس رہے ہو
برا وقت بیڑے پہ آنے کو ہے جو — نہ چھوڑیگا سوتون کو اور جاگتون کو
بچوگے نہ تم اور نہ ساتھی تمھارے — اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبینگے سارے

غرض عیب کیجے بیان اپنے کیا کیا | کہ بگڑا ہوا یاں ہے آوے کا آوا
فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا | تاسف کے قابل ہے احوال سب کا
مریض ایسے مایوس دنیا میں کم ہیں | بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلیں وہ ہم ہیں

کسی نے یہ اک مردِ دانا سے پوچھا | کہ نعمت ہے دنیا میں سب سے بڑی کیا
کہا "عقل جس سے ملے دین و دنیا" | کہا "گر نہو اُس سے انسان کو بہرا"
کہا "پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے | کہ جو باعثِ افتخارِ بشر ہے"

کہا "گر نہو یہ بھی اُسکو میسر" | کہا "مال و دولت ہے پھر سب سے بڑھکر"
کہا "در رہو یہ بھی اگر بند اُسپر" | کہا "اُسپہ بجلی کا گرنا ہے بہتر
وہ ننگِ بشر تاکہ ذلت سے چھوٹے | خلائق سب اُسکی نحوست سے چھوٹے"

مجھے ڈر ہے اے میرے ہم قوم یارو | مبادا کہ وہ ننگِ عالم تمہی ہو
اگر اسلام کی کچھ حمیت ہے تمکو | تو جلدی سے اُٹھو اور اپنی خبر لو
وگرنہ یہ قول آئیگا راست تم پر | کہ "ہونے سے انکا نہونا ہے بہتر"

رہوگے یونہی فارغ البال کب تک | نہ بدلوگے یہ چال اور ڈھال کب تک
رہے گی نئی پود[1] پامال کب تک | نہ چھوڑوگے تم بھیڑیا چال[2] کب تک
بس اگلی فسانے فراموش کردو | تعصب کے شعلے کو خاموش کردو

---

[1] پود چھوٹے درخت اولاد نسل ۱۲

[2] یعنی اوروں کی دیکھا دیکھی بے سمجھی بوجھے کوئی کام کرنا۔ یہ لفظ بھیڑ چال سے بگڑ کر بھیڑیا چال ہوگیا ہے کیونکہ بھیڑوں کی عادت ہے کہ اگلی بھیڑ جس رستے پر پڑتی ہے پچھلی بھی اُسی کے ساتھ ہولیتی ہیں ۱۲

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہین | ترقی کی راہین سراسر کھلی ہین
صدائین یہ ہر سمت سے آ رہی ہین | کہ راجہ سے پرجا تلک سب سکھی ہین
تسلط ہے ملکون مین امن و اماں کا | نہین بند رستہ کسی کاروان کا

نہ بدخواہ ہے دین و ایمان کا کوئی | نہ دشمن حدیث اور قرآن کا کوئی
نہ ناقص ہے ملت کے ارکان کا کوئی | نہ مانع شریعت کے فرمان کا کوئی
نمازین پڑھو بے خطر مسجدون مین | اذانین دو دھڑلے سے مسجدون مین

کھلی ہین سفر اور تجارت کی راہین | جو روشن ہین تحصیلِ حکمت کی راہین
تو ہموار ہین کسب و دولت کی راہین | نہ گھر مین غنیم اور دشمن کا کھٹکا
نہ باہر ہے قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینون کے کٹتے ہین رستے پلو مین | گھرون سے سوا چین ہے منزلون مین
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلون مین | شب و روز ہے امن قافلون مین
سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا | وسیلہ ہے وہ اب سراسر ظفر کا

پہونچتی ہین ملکون سے دم دم کی خبرین | چلی آتی ہین شادی و غم کی خبرین
عیان ہین ہر اک بزمِ اعظم کی خبرین | کھلی ہین زمانے پہ عالم کی خبرین
نہین واقعہ کوئی پنہان کہین کا | ہے آئینہ احوالِ روئے زمین کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی | کہ ہے صاف ہر سمت راہِ ترقی
ہر اک راہرو کا زمانہ ہے ساتھی | یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے | نکل جاؤ رستہ ابھی بے خطر ہے

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہین — بہت بوجھ بار اپنے لدوا رہے ہین
بہت چل چلاؤ مین گھبرا رہے ہین — بہت سے نہ چلنے سے پچتا رہے ہین
مگر اک تم ہی ہو کہ سوتے ہو غافل — مبادا کہ غفلت مین چھوٹے یہ منزل

نہ بدخواہ سمجھو بس اب یاورون کو — لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبرون کو
دو الزام پیچھے نصیحت گرون کو — ٹٹولو ذرہ پہلے اپنے گھرون کو
کہ خالی ہین یا پر ذخیرے تمھارے — برے ہین کہ اچھے وتیرے تمھارے

امیرونکی تم سن چکے داستان سب — چلن ہو چکے عالمونکے بیان سب
شریفونکی حالت ہے تم پر عیان سب — بگڑنے کو طیار بیٹھے ہین یان سب
یہ بوسیدہ گھر اب گرا کا گرا ہے — ستون مرکز ثقل سے ہٹ چکا ہے[1]

یہ جو کچھ ہوا ایک شمّہ ہے اسکا — کہ جو وقت یارو نیا ہے آنیوالا
زمانے نے اونچے سے جسکو گرایا — وہ آخر کو مٹی مین ملکر رہیگا
نہین گرچہ کچھ قوم مین حال باقی — ابھی اور ہوتا ہے پامال باقی

یہان ہر ترقی کی غایت یہی ہے — سرانجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانے کی عادت یہی ہے — طلسم جہان کی حقیقت یہی ہے
بہت یان ہو خشک چشمے ابل کر — بہت باغ چھانٹے گئے[2] پھول پھلکر

---

[1] ستون کا مرکز ثقل سے ہٹ جانا مقدمہ ہے مکان کے گر جانے کا ۱۲

[2] قاعدہ ہے کہ صاحب باغ بعض وہ درخت جنمین پھل یا پھول آچکتا ہے جیسے درخت بیر کیلا۔ کھجور۔ تاڑ۔ گلاب بیلا۔ چنبیلی۔ مہندی وغیرہ اور نیز وہ ٹہنیان درخت کی جو خشک ہوجاتی ہین یا انمین جھنکوا لگ جاتا ہے باغ کو صاف ستھرا کرا دیتا ہے ۱۲

کہان ہین وہ اہرام مصری کے بانی | کہان ہین وہ گردانِ زابلستانی
گئے پیشدادی کدھر اور کیانی | مٹا کر رہی سب کو دنیاے فانی
لگاؤ کہین کھوج کلدانیون کا | بتاؤ نشان کوئی ساسانیون کا
وہی ایک ہے جسکو دائم بقا ہے | جہان کی وراثت اُسی کو سزا ہے
سوا اُسکے انجام سب کا فنا ہے | نہ کوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے
مسافر یہان ہین فقیر اور غنی سب | غلام اور آزاد ہین رفتنی سب

۱ اہرام مصری مصر کے مثلث نما چوپہل منار ہین جو دریاے نیل سے پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہین اُنہین سے ایک منار دنیا کے سات عجائبات مین شمار ہوتا ہے انسے زیادہ کوئی قدیم عمارت شاید دُنیا مین موجود نہین ۱۲

۲ گردان زابلستانی سے مراد رستم کا خاندان ہے ۱۲

۳ فارس کے گیارہ بادشاہ جو کیومرث کی اولاد مین ہوے ہین پیشدادی کہلاتے ہین ۱۲

۴ کیانی بادشاہون سے کیقباد کیکاؤس کیخسرو لہراسپ مراد ہین ۱۲

۵ کلدانی کیلڈیا یعنے خالدیہ بابل والے ۱۲

۶ بہمن بن اسفندیار کی اولاد مین جسقدر بادشاہ ہوے ہین اُنکا ساسان لقب ہے ان ہی کو ساسانی بادشاہ کہتے ہین ۱۲

دوسرا دیباچہ

حدیث درد و لا و یز داستانی ہست
کہ ذوق بیش دہد چون دراز تر گردد

مسدس مد و جزر اسلام اوّل ہی اوّل ۱۲۹۶ ہجری مین چھپکر شایع ہوا تھا اگرچہ اس نظم کی اشاعت سے شاید کوئی معتدبہ فائدہ سوسائٹی کو نہین پہونچا۔ مگر چھ برس مین جسقدر قبولیت یا شہرت اس نظم کو اطراف ہندوستان مین ہوئی وہ فی الواقع تعجب انگیز ہی۔ نظم بالکل غیر مانوس تھی اور مضمون اکثر طعن و ملامت پر مشتمل تھے۔ قوم کی خرابیان چُن چُن کر ظاہر کی گئی تھین اور زبان سے تیغ و سنان کا کام لیا گیا تھا۔ ناظم کی نسبت قوم کے اکثر ابرار و اخیار مذہبی سوء ظن رکھتے تھے۔ تعصب عموماً کلمۂ حق سننے سے مانع تھا۔ با این ہمہ اس تھوڑی سی مُدت مین یہ نظم ملک کے اطراف و جوانب مین پھیل گئی ہندوستان کے مختلف اضلاع مین اُس کے آٹھ سات اڈیشن اب سے پہلے چھپ چکے ہین بعض قومی مدرسون مین اُسکا انتخاب

بچون کو پڑھایا جاتا ہے۔ مولد شریف کی مجلسونمین جا بجا
اُس کے بند پڑھے جاتے ہین اکثر لوگ اُسکو پڑھ کر بے اختیار
روتے اور آنسو بہاتے ہین۔ اُس کے بہت سے بند ہمارے
واعظون کی زبان پر جاری ہین۔ کہین قومی ناٹک مین
اُس کے مضامین ایکٹ کیے جاتے ہین۔ بہت سی مسدسین
اُسی کی روش پر اس بحر مین ترتیب دیے گئے ہین شمالی مغربی
اضلاع کے سرکاری مدارس مین عام قبولیت کی وجہ سے
اسکو تعلیم مین داخل کر لیا گیا ہے۔ یہ اور اسی قسم کی اور بہت
سی باتین ایسی ہین جن سی معلوم ہوتا ہی کہ قوم نے اُسکی طرف کافی
توجہ کی ہی۔ مگر اسپر مصنف کو کچھ فخر کرنے کا محل نہین ہی۔ اگر قوم کے دل مین
متاثر ہونے کا مادہ نہوتا تو یہ اور ایسی ایسی ہزار نظمین بیکار تھین۔
پس مصنف کو اگر فخر ہے تو صرف اس بات پر ہی کہ اُسنے زمین شور مین
تخم ریزی نہین کی اور پتھر مین جونک لگانی نہین چاہی۔ اُس نے
ایک ایسی جماعت کو مخاطب گردانا ہے جو لیے راہ ہے پر گمراہ نہین ہے
وہ راستے سے بھٹکے ہوے ہین مگر راستے کی تلاش مین جب راستگران ہین

اُن کے ہنر مفقود ہو گئے ہین مگر قابلیت موجود ہے۔ اُنکی صورت بدل گئی ہی مگر ہیولیٰ باقی ہی۔ اُنکے قویٰ مضمحل ہو گئے ہین مگر زائل نہین ہوے اُن کے جوہر مٹ گئے ہین مگر جلا سے بہر نمودار ہو سکتی ہین اُن کے عیبون مین خوبیان بھی ہین مگر چھپی ہوئی۔ اُنکی خاکستر مین چنگاریان بھی ہین، مگر دبی ہوئی۔

یہ نظم جس مین قوم کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا صحیح صحیح نقشہ کھینچنا مد نظر تھا اگرچہ مشرق کی عام نظمون کی نسبت مبالغہ سے خالی تھی لیکن فروگذاشت سے خالی نہ تھی۔ دوست کی نگاہ نکتہ بینی اور خردہ گیری مین وہی کام کرتی ہی جو دشمن کی نگاہ کرتی ہی۔ دونون یکسان عیبون پر خردہ گیری اور خوبیون سے چشم پوشی کرتے ہین مگر دشمن اس غرض سے کہ عیب ظاہر ہون اور خوبیان مخفی رہین۔ اور دوست اِس خوف سے کہ مبادا خوبیون کا غرور عیبون کی اصلاح سے باز رکھے مصنف بھی جو کہ دوستی کا دم بھرتا ہے شاید محبت اور دلسوزی ہی سے قوم کی عیب جوئی پر مجبور رہا اور ہنر گستری سے معذور رہا مگر یہ اسلوب جسقدر غیرت دلانے والا تھا اُسیقدر مایوس کرنیوالا بھی تھا مصنف کو دلکی

آگ بھڑک کر بجھ گئی تھی اور اُسکی افسردگی الفاظ مین سرایت کر گئی
تھی نظم کا خاتمہ ایسی دلشکن اشعار پر ہوا جن سی تمام اُمیدین منقطع ہوگئین اور تمام
کوششین رائگان نظر آنے لگین۔ شاید اِس خرابی کا تدارک کچھ نہو سکتا اگر قوم
کی توجہ مصنف کے دل مین ایک نئی تحریک پیدا نہ کرتی اور قوم کو ایک نئی خطاب
کا مستحق نہ ٹھہراتی۔ گو قوم نہین بدلی مگر اُس کے تیور بدلتے جاتے ہین۔ پس اگر
تحسین کا وقت نہین آیا تو نفرین ضرور کم ہونی چاہیے بعض احباب کی
تحریک نے اِن خیالات کی تائید کی اور ایک ضمیمہ مقتضای حال کی موافق
اصل مسدس کے آخر مین لاحق کیا گیا ضمیمہ کو طول دینا مصنف کا مقصود
نہ تھا مگر اِس مضمون کو چھوڑ کر طول سی بچنا ایسا ہی مشکل تھا جیسے سمندر مین کود کر ہاتھ پانون نہ ملانا
قدیم مسدس مین بھی جستہ جستہ تصرف کیا گیا ہی شاید بعض تصرفات کو
ناظرین اس وجہ سے کہ قدیم اسلوب مانوس ہوگیا تھا پسند نہ کرین
مگر مصنف کا فرض تھا کہ دوستون کی ضیافت مین کوئی ایسی چیز پیش نہ
کرے جو خود اُسکے مذاق مین ناگوار معلوم ہو نظم نہ پہلے پسند کے قابل
تھی اور نہ اب ہی مگر الحمد للہ کہ درد اور سچ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے
اُمید ہی کہ درد بھیلیگا اور سچ چمکے گا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؀

ضمیمہ

بس اے نا امیدی نہ یون دل بجھا تو — جھلک اے امید اپنی آخر دکھا تو
ذرہ نا امیدون کی ڈھارس بندھا تو — فسردہ دلون کے دل آخر بڑھا تو
ترے دم سے مُردون مین جانین پڑی ہین — جلی کھیتیان تو نے سرسبز کی ہین
سفینہ پے نوحؑ طوفان مین تو تھی — سکون بخش یعقوبؑ کنعان مین تو تھی
زلیخاؑ کی غمخوار ہجران مین تو تھی — دل آرام یوسفؑ کی زندان مین تو تھی
مصائب نے جب آن کر انکو گھیرا — سہارا وہان سب کو تھا ایک تیرا
بہت ڈوبتون کو ترایا ہے تو نے — بگڑتون کو اکثر بنایا ہے تو نے
اُکھڑتے دلون کو جمایا ہے تو نے — اُجڑتے گھرون کو بسایا ہے تو نے
بہت تو نے پستونکو بالا کیا ہے — اندھیرے مین اکثر اُجالا کیا ہے
قوی تجھ سے ہمت ہے پیر و جوان کی — بندھی تجھ سے ڈھارس ہے خرد و کلان کی
تجھی پر ہے بنیاد تنظیم جہان کی — نہو تو تو رونق نہو اِس دُکان کی
تگاپو ہے ہر مرحلے مین تجھی سے — رواروے ہے ہر قافلے مین تجھی سے
کسانون سے کلّر مین تو ہی بُواتی — جہازون کو گرداب مین ہے کھواتی
سکندر کو دارا پہ ہے تو چڑھاتی — فریدون کو ضحاک سے ہے لڑاتی

چلے سب جلو سہر تو زمانکی عنانکی
نظر تیری سلٹی پہ ہے کاروانکی

نوازا بہت بینواؤن کو تو نے
تونگر بنایا گداؤن کو تو نے
دیا دسترس نارساؤن کو تو نے
کیا بادشہ ناخداؤن کو تو نے
سکندر کو شانِ کئی[۵۱] تو نے بخشی
کلمبس[۵۲] کو دنیا نئی تو نے بخشی

وہ رہرو نہین رکھتے جو کوئی سامان
خور و زاد سے جنکا خالی ہے دامان
نہ ساتھی کوئی جس سے منزل ہو آسان
نہ محرم کوئی جو سُنے دردِ پنہان
نہ ہی بل ہے خوش خوش ہین اسطرح جاتے
کہ جاکر خزانہ ہین اب کوئی پاتے

زمین جوتنے کو جب اٹھتا ہے جوتا[۵۳]
سمین[۵۴] کا گمان تک نہین جبکہ ہوتا
شب و روز محنت مین ہے جان کھوتا
مہینون نہین پاؤن پھیلا کے سوتا
اگر موجزن اسکے دلمین نہ تو ہو
تو دنیا مین غل بھوک کا چارسو ہو

بنے اس سے بھی گر سوا اپنے دم پر
بلاؤن کا ہو سامنا ہر قدم پر
پہاڑ اک فزون اور ہو کوہِ غم پر
گذرنی ہو جو کچھ گذر جائے ہم پر
نہین فکر تو دل بڑھاتی ہے جبتک
دماغون مین بو تیری آتی ہے جبتک

۵۱ لفظ کئی منسوب ہے کَے سے جسکے معنے زبان فارسی مین شاہنشاہ کے ہین اور ملوکِ عجم کے دوسرے طبقے کے چارون بادشاہ کے کہلاتے ہین جنکے نام یہ ہین کیقباد کیکاؤس کیخسرو کے لہراسپ جسکی جمع کیان اور یا کنسبت کے ساتھ کیانی ہے پس کئی وہ چیز ہے جو کیانیون کی طرف منسوب ہے جیسے تاج کئی اور شان کئی ۱۲

۵۲ کلمبس اٹلی کا رہنے والا اور فن جہازرانی مین ہوشیار تھا اسنے ملکہ ازبیلا والیہ سپین کی امداد سے ۱۴۹۲ء مین براعظم امریکا کو تلاش کرکے قدیمی دنیا پر ظاہر کیا ۱۲

۵۳ جوتا بواؤ مجہول جوتنے والا یعنے کاشتکار ۱۲

۵۴ سمین یعنے موسم کا عمدہ حالت مین نظر آنا ۱۲

یہ سچ ہے کہ حالت ہماری زبوں ہے — عزیزوں کی غفلت وہی جوں کی توں ہے
جہالت وہی قوم کی رہنموں ہے — تعصب کی گردن پہ ملت کا خوں ہے
مگر اک امید اک سہارا ہے تیرا — کہ جلوہ یہ دنیا میں سارا ہے تیرا

غیرت قومی

نہیں قوم میں گرچہ کچھ جان باقی — نہ اس میں وہ اسلام کی شان باقی
نہ وہ جاہ و حشمت کے سامان باقی — پر اس حال میں بھی ہے اک آن باقی
بگڑنے کا گو انکے وقت آگیا ہے — مگر اس بگڑنے میں بھی اک ادا ہے

بہت ہیں ابھی جنمیں غیرت ہے باقی — دلیری نہیں پر حمیت ہے باقی
فقیری میں بھی بو ہے ثروت کی باقی — تہیدست ہیں پر مروت ہے باقی
مٹے پر بھی پندار ہستی وہی ہے — مکاں گرم ہے آگ گو بجھ گئی ہے

سمجھتے ہیں عزت کو دولت سے بہتر — فقیری کو ذلت کی شہرت سے بہتر
گلیم قناعت کو ثروت سے بہتر — انھیں موت ہے بار منت سے بہتر
سر انکا نہیں در بدر جھکنے والا — وہ خود پست ہیں پر نگاہیں ہیں بالا

امکان ترقی

مشابہ ہے قوم اس مریض جواں سے — کیا ضعف نے جسکو مایوس جاں سے
نہ بستر سے حرکت نہ جنبش مکاں سے — اجل کے ہیں آثار جسپر عیاں سے
نظر آتے ہیں سب مرض جسکے مزمن — نہیں کوئی مہلک مرض اسکو لیکن

بجا ہیں حواس اسکے اور ہوش قائم — طبیعت میں میل خور و نوش قائم
دماغ اور دل چشم اور گوش قائم — جوانی کا پندار اور جوش قائم
کرے کوئی اسکی اگر غور کامل — عجب کیا جو ہو جائے زندوں میں شامل

عیان سب پہ احوال بیمار کا ہے
کہ تیل اُسمین جو کچھ تھا سب جل چکا ہی
موافق دوا ہے نہ کوئی غذا ہے
ہزال بدن ہی زوال قویٰ ہے
مگر ہی ابھی یہ دیا ٹمٹماتا
بجھا جو کہ ہے یان نظر سب کو آتا

یہ سچ ہے کہ ہے قوم مین قحط انسان
نہین قوم کے پر سب افراد یکسان
سفال و خزف کے ہین انبار گریان
جواہر کے ٹکڑے بھی ہین اُنمین پنہان
چھپے سنگریزون مین گوہر بھی ہین کچھ
ملے ریت مین ریزۂ زر بھی ہین کچھ

جو بے غم ہین اکثر تو غمخوار بھی ہین
جو بے مہر ہین کچھ تو کچھ یار بھی ہین
اُنہی غافلون مین خبردار بھی ہین
خرابات مین چند ہشیار بھی ہین
جماعت سے اپنی نرالے بھی ہین یان
نکمون مین کچھ کام والے بھی ہین یان

جو چاہین پلٹ دین ہی سب کی کایا
کہ اک اک نے ملکون کو ہے یان جگایا
اکیلون نے ہے قافلون کو بچایا
جہازون کو ہے زورقون (چھوٹی کشتی) نے ترایا
یون ہی کام دُنیا کا چلتا رہا ہے
دیے سے دیا یون ہی جلتا رہا ہی

یہ سچ ہے کہ ہین بیشتر ہم مین نادان
نہین جنکے دردِ تعصب کا درمان
جہان مین ہین جو اُنکی عزت کی خواہان
اُنہی سے وہ رہتے ہین دست و گریبان
پہ ایسے بھی کچھ ہوتے جاتے ہین پیدا
کہ جو خیر خواہون پہ ہین اپنے شیدا

کوئی خیر خواہی مین ہے ہمسر اُنکا
کوئی دست و بازو ہے یا ور اُنکا
کوئی ہے زبان سے ستائش گر اُنکا
بہت رکھتے ہین نقش حب دل پر اُنکا
بہت اُنکے گن سنتے ہین چپکے چپکے
بہت سُنکے سر دھنتے ہین چپکے چپکے

بہت دن سے دریا کا پانی کھڑا تھا
تموج کا جسمین نہ ہرگز پتا تھا
تغیر سے یہ حال اُسکا ہوا تھا
کہ گر وہ تھی بو تو کڑوا مزا تھا
ہوئی تھی یہ پانی مین زائل روانی
کہ مشکل سے کہہ سکتے تھے اُسکو پانی
پر اب اُسمین رو کچھ کچھ آنے لگی ہے
کناروں کو اُسکے ہلانے لگی ہے
ہوا بلبلے کچھ اُٹھانے لگی ہے
کنارون کو اُسکے ہلانے لگی ہے
اگر ہو نہ یہ انقلاب اتفاقی
تو دریا مین بس اک تموج ہے باقی
حوادث نے اُنکو ڈرایا ہے کچھ کچھ
مصائب نے نیچا دکھایا ہے کچھ کچھ
ضرورت نے رستہ دکھایا ہے کچھ کچھ
زمانے کے غل نے جگایا ہے کچھ کچھ
ذرا دست و بازو ہلانے لگے ہین
وہ سوتے مین کچھ کلبلانے لگے ہین
رہِ راست پر ہین وہ کچھ آتے جاتے
تعلّی سے ہین اپنی شرماتے جاتے
تفاخر سے ہین اپنے پچھتاتے جاتے
سُراغ اپنا کچھ کچھ ہین وہ پاتے جاتے
بزرگی کے دعوون سے پھرنے لگے ہین
وہ خود اپنی نظرون سے گرنے لگے ہین
ہین گھاٹ پر گو ترقی کے آتے
نئی باتسے ناک بھون ہین چڑھاتے
نئی روشنی سے ہین آنکھین چراتے
مگر ساتھ ہی یہ بھی ہین کہتے جاتے
کہ دنیا نہین گرچہ رہنے کی قابل
پر اس طرح دنیا مین رہنا ہے مشکل
تنزل پہ وہ ہاتھ ملنے لگے ہین
کچھ اس سوز سے جی پگھلنے لگے ہین
دھوین کچھ دلون سے نکلنے لگی ہین
کچھ آرے سے سینون پہ چلنے لگے ہین
وہ غفلت کی ساعتین گذرنیکو ہین سب
نشے جو چڑھے تھے اُترنے کو ہین اب

نہین گرچہ کچھ دردِ اسلام اُنکو
نہ بہبودیِ قوم سے کام اُن کو
نہ کچھ فکرِ آغاز و انجام اُنکو
برابر ہے ہو صبح یا شام اُن کو
مگر قوم کی سُن لے کوئی مصیبت
انھین کچھ نہ کچھ آہی جاتی ہے رقت

خصومت سے ہین اپنی گو خواریان سب
نزاعون سے باہم کی ہین ناتوان سب
خود آپس کی چوٹون سے ہین خستہ جان سب
یہ ہین متفق اسپہ پیر و جوان سب
کہ نا اتفاقی نے کھویا ہے ہمکو
اسی جزر و مد نے ڈبویا ہے ہمکو

یہ مانا کہ کم ہم مین ہین ایسے دانا
جنھون نے حقیقت کو ہے اپنی چھانا
تنزل کو ہے ٹھیک اپنے جانا
کہ ہم ہین کہان اور کہان ہے زمانا
پہ اتنا زبانون پہ ہے سب کے جاری
کہ حالت بری آجکل ہے ہماری

فرائض مین گو دین کے سب ہین قاصر
نہ مشغول باطن نہ پابند ظاہر
مساجد سے غائب ملا ہی ہین حاضر
مگر ایسے فاسق ہین اُن مین نہ فاجر
کہ مذہب پہ حملے ہین جو ہر طرف سے
وہ دیکھ انکو ہٹ جائین راہِ سلف سے

خود اپنی ہے گو قدر و قیمت گنوائی
یہ بھولے نہین ہین بزرگون کی بڑائی
جو آپ انمین خوبی نہین کوئی پائی
تو ہین خوبیون پر انھی کی فدائی
شرف گو کہ باقی نہین انمین اب کچھ
مگر خواب مین دیکھ لیتے ہین سب کچھ

ذرا پھر کے پیچھے وہ جب دیکھتے ہین
وہ اپنا حسب اور نسب دیکھتے ہین
بزرگون کا علم و ادب دیکھتے ہین
سرافرازیِ جد و اب دیکھتے ہین
تو ہین فخر سے وہ کبھی سر اُٹھاتے
کبھی ہین ندامت سے گردن جھکاتے

اگر کچھ بھی باقی ہو یارون مین ہمت — تو انکا یہی افتخار اور ندامت
شگون سعادت ہی اور فال دولت — کہ آتی ہی کچھ اس سی بوے حمیت
وہ کھو بیٹھے آخر کمائی بڑون کی — بھلا دی جنھون نے بڑائی بڑون کی

اسیری مین جو گرم فریاد ہین یان — وہی آشیان کرتے آباد ہین یان
قفس سے وہی ہوتے آزاد ہین یان — چمن کی جنھین چہچہے یاد ہین یان
وہ شاید قفس ہی مین عمرین گنوائین — گئین بھول صحرا کی جنکو فضائین

بلندی مین ہون یا کہ پستی مین ہون ہم — قوی ہون کہ کمزور افزون ہون یا کم
محقر زمانے مین ہون یا مکرم — موخر ہون اس بزم مین یا مقدم
عیان ہون پوشیدہ یا مثل ہین ہون — کسی رنگ مین ہون کسی حال مین ہون

اگر باخبر ہین حقیقت سے اپنی — تلافی کی ہوئی اگلی عظمت سے اپنی
بلندی و پستی کی نسبت سے اپنی — گذشتہ اور آیندہ حالت سے اپنی
تو سمجھو کہ ہے پار کھیوا ہمارا — نہین دور منجدھار سے کچھ کنارا

الپ[1] ارسلان سے یہ طغرل[2] نے پوچھا — کہ قومین ہین دنیا مین جو جلوہ فرما
نشان انکی اقبالمندی کے ہین کیا — کہ اقبالمند انکو کہنا ہے زیبا
کہا ملک و دولت ہوا ہاتھ انکی جبتک — جہان ہو کمربستہ ساتھ انکے جبتک

[1] یہ سلجوقیون کے سلسلے کا دوسرا بادشاہ ہے اسکے باپ کا نام جغر بیگ اور چچا کا نام طغرل بیگ تھا طغرل بیگ نے اپنی زندگی مین اسکو ولیعہد مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ طغرل کے بعد اسکا جانشین ہوا ۱۲

[2] طغرل سلجوقیون کے سلسلے کا پہلا بادشاہ الپ ارسلان کا چچا اور سلجوق کا پوتا جو سنہ ۴۲۹ھ مین تخت نشین ہوا ۱۲

جہان جائین وہ سرخرو ہو کے آئین ظفر ہمعنان ہو جدھر باگ اُٹھائین
نہ بگڑین کبھی کام جو وہ بنائین نہ اُکھڑین قدم جس جگہہ وہ جمائین
کرین مس کو گر مس تو وہ کیمیا ہو "اگر خاک مین ہاتھ ڈالین طلا ہو"

ولیعہد کی جبکہ باتین سُنین یہ ہنسے سُنکے فرزانہ دوربین یہ
کہا جان عم گیے ہے کو دلنشین یہ مگر شرط اقبال ہرگز نہین یہ
حوادث سے بن گذارا نہین یان بلندی و پستی سے چارہ نہین یان

بہم ہے کبھی گاہ برہم ہے محفل کٹھن ہے کبھی گاہ آسان ہے منزل
زمانے کی گردش سے بچنا ہے مشکل نہ محفوظ ہین اس سے مُدبر نہ مُقبل
بہت یکہ تازونکو یان گرتے دیکھا سدا شہسوارونکو یان گرتے دیکھا

جہان سود ہے یان وہین ہے زیان بھی جہان روشنی ہے وہین ہے دھوان بھی
سقر بھی ہے یہ خاکدان اور جنان بھی بہارین بھی ہین اس چمن مین خزان بھی
نکھرتے ہین جو یان وہ گدلاتے بھی ہین چمکتے ہین جو یان وہ گہناتے بھی ہین

ضعیف اور قوی ارمنی اور عراقی پلاتا ہے دُرد قدح سب کو ساقی
یہ اقبال کی ہے رمق جن مین باقی یہ سب تلخیان اُنکی ہین اتفاقی
بلاؤن مین گھر کر نکل جاتے ہین وہ ذرا ڈگمگا کر سنبھل جاتے ہین وہ

نہین ہوتے نیرنگ گردون سے حیران ہر اک درد کا ڈھونڈھ لیتے ہین درمان
اُٹھاتے نہین کچھ حوادث سے نقصان وہ چونک اُٹھتے ہین دیکھ خواب پریشان
بھڑکتے ہین افسردہ ہو کر سوا وہ پھبکتے ہین پژمردہ ہو کر سوا وہ

پگھلتے ہین سانچے مین ڈھلنے کی خاطر　　لگاتے ہین غوطا اچھلنے کی خاطر
ٹھہرتے ہین دم لے کے چلنے کی خاطر　　وہ کھاتے ہین ٹھوکر سنبھلنے کی خاطر
سبب کو غرض سے سمجھتے ہین پہلے　　الجھتے ہین پیچھے سلجھتے ہین پہلے

ضرورت نہین یہ کہ فرمانروا ہون　　رعیت ہون وہ خواہ کشور کشا ہون
سپاہی ہون تاجر ہون یا ناخدا ہون　　وہ کچھ ہون پہ اپنے سے واقف ذرا ہون
کہ ہم کیا ہین اور کون ہین اور کہان ہین　　گھٹے یا بڑھے ہین سبک یا گران ہین

جب آئین ہوش مین کچھ وقت کھو کر　　رہین بیٹھ قسمت کو اپنی نہ رو کر
کرین کوششین سب بہم ایک ہو کر　　رہین داغ ذلت کا دامن سے دھو کر
نہ ہو تاب پرواز گر آسمان تک　　تو وان تک اڑین ہو رسائی جہان تک

پڑا ہے یہی وقت اب ہم پہ آ کر　　کہ اٹھے ہین سوتے بہت دن چڑھا کر
سوارون نے کی راہ طے باگ اٹھا کر　　گئے قافلے ٹھہر منزل پہ جا کر
گر افتان و خیزان سدھارین بھی اب ہم　　تو پہنچین بھلا جا کے منزل پہ کب ہم

مگر بیٹھ رہنے سے چلنا ہے بہتر　　کہ ہے اہل ہمت کا اللہ یاور
جو ٹھنڈک مین چلنا نہ آیا میسر　　تو پہنچینگے ہم دھوپ کھا کھا کے سر پر
یہ تکلیف و راحت ہے سب اتفاقی　　چلو اب بھی ہے وقت چلنے کا باقی

ہوا کچھ وہی جس نے یان کچھ کیا ہے　　لیا جس نے پھل بیج بو کر لیا ہے
کرو کچھ کہ کرنا ہی کچھ کیمیا ہے　　مثل ہے کہ کرتے کی سب بدیا[1] ہے

[1] بدیا = علم، ہنر، فضیلت ۱۲

یون ہی وقت سوسو کے ہین جو گنواتے | وہ خرگوش کچھوون[۵۱] سے ہین زک اٹھاتے
یہ برکت ہے دُنیا مین محنت کی ساری | جہان دیکھیے فیض اسی کا ہے جاری
یہی ہے کلید درِ قفلِ باری | اسی پر ہے موقوف عزت تمھاری
اِسی سے ہی قومون کی یان آبرو سب | اسی پر ہین مغرور ہین اور کو سب
گلستان مین جو بن گل و یاسمن کا | سمان زلف سنبل کی تاب و شکن کا
قدِ دلربا سرو اور نارون کا | رخ جان فزا لالۂ و نسترن کا
غریبون کی محنت کی ہی رنگ و بو سب | کمیرون[۵۲] کے خون سے ہین یہ تازہ رو سب
ہلاتے و انگلے اگر دست و بازو | جہان عطرِ حکمت سے ہوتا نہ خوشبو
نہ اخلاق کی وضع ہوتی ترازو[۵۳] | نہ حق پھیلتا ربع مسکون مین ہر سو
حقائق یہ سب غیر معلوم رہتے | خدا کے اسرار مکتوم[۵۴] رہتے
ستارہ شریعت کا تابان نہوتا | اثر علم دین کا نمایان نہ ہوتا
جدا کفر سے نور ایمان نہوتا | مساجد مین یون وردِ قرآن نہ ہوتا
خدا کی تنا معبدون مین نہوتی | اذان جا بجا مسجدون مین نہوتی

---

[۵۱] امثال لقمان کی یہ کہانی مشہور ہے کہ کچھوے اور خرگوش نے ایک حد تک دوڑنے کی شرط بدی تھی خرگوش شرط بدکر اِس خیال و گھمنڈ مین سو رہا کہ جب جاگونگا کچھوے سے آگے نکل جاونگا مگر کچھوا جو کہ سست رفتار تھا برابر چلنے مین گرم رہ تو با وجود سست رفتاری کے اُس حد پر پہونچ گیا اور خرگوش کی اس وقت آنکھ کھلی جب وقت ہاتھ سے جاتا رہا ۱۲

[۵۲] کمیرا اُس مزدور کو کہتے ہین جو باغبان کے تحت مین کام کرتا ہے ۱۲

[۵۳] ترازو کا وضع ہونا اسکا برپا و قایم ہونا جیسا کہ قرآن مجید مین " وَوَضَعَ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ " مقصود یہ ہے کہ اگر علما کوشش نہ کرتا اور علم اخلاق و سلوک مدون نہوتا تو بُری اور اچھی اخلاق کی تمیز نہوتی ۱۲

[۵۴] مکتوم معنی پوشیدہ ۱۲

نہین ملتی کوشش سی دُنیا ہی تنہا کہ ارکان دین بھی اسی پہ ہین برپا
جنھین ہو نہ دُنیاے فانی کی پروا کرین آخرت کا ہی وہ کاش سودا
نہین ملتے دنیا کی خاطر اگر تم تو لو دین حق کی ہی اُٹھ کر خبر تم

بنی نوع مین دو طرح کے ہین انسان تفاوت ہی حالت مین جنکی نمایان
کچھ انمین ہین راحت طلب اور تن آسان بدن[۵۱] کے نگہبان بستر کے دربان
نہ محنت پہ مائل نہ قدرت کے قائل سمجھتے ہین تنکے کو رستے مین حائل

اگر ہین تو انگر تو بے کار ہین سب اپاہج[۵۲] ہین روگی ہین بیمار ہین سب
تعیش کے ہاتھون سے ناچار ہین سب تن آسانیون مین گرفتار ہین سب
برابر ہے یان اُنکا ہونا نہ ہونا نہ کچھ جاگنا اُنکا بہتر نہ سُونا

اگر ہین تہیدست اور بے نوا وہ تو محنت سے ہین جی چراتے سدا وہ
نصیبون کا کرتے ہین اکثر گلا وہ ہلاتے نہین کچھ مگر دست و پا وہ
اگر بھیک ملجائے قسمت سے اُنکو تو سو بار بہتر ہے محنت سے اُنکو

---

۵۱ یعنی ہر وقت بدن کی حفاظت اور خود آرائی مین مصروف رہتے ہین یا نرم نرم بچھونون مین پڑے اینڈتے ہین۔ گویا بستر کے دربان ہین ۱۲

۵۲ یعنی نہ محنت کرتے ہین اور نہ اس بات کے قائل ہین کہ کوشش سے خداے تعالٰی اُنکو اُن کے مقاصد پر کامیاب کر سکتا ہے ۱۲

۵۳ اپاہج جسکے ہاتھ پاؤن بیکار ہون۔ روگی۔ روگ والا یعنی مریض ۱۲

نہ جو بے نوا ہیں نہ ہیں کچھ توانگر
وہ ہیں ڈھور کی طرح قانع اسی پر

کہ کھانے کو ملتا رہے پیٹ بھر کر
نہیں بڑھتے لیس ہی آگے قدم بھر

ہوے زیور آدمیت سے عاری
معطل ہوئیں قوتیں انکی ساری

نہ ہمت کہ محنت کی سختی اٹھائیں
نہ جرأت کہ خطرونکے میدان میں آئیں

نہ غیرت کہ ذلت سے پہلو بچائیں
نہ عبرت کہ دنیا کی سمجھیں ادائیں

نہ کل فکر تھا یہ کہ ہیں اسکی پہل کیا
نہ ہے آج پروا کہ ہونا ہے کل کیا

نہیں کرتے کھیتی میں وہ جانفشانی
نہ ہل جوتتے ہیں نہ دیتے ہیں پانی

پہ جب یاس کرتی ہے دل پر گرانی
تو کہتے ہیں حق کی ہے نامہربانی

نہیں لیتے کچھ کام تدبیر سے وہ
سدا لڑتے رہتے ہیں تقدیر سے وہ

کبھی کہتے ہیں ہیچ ہیں سب یہ سامان
کہ خود زندگی ہر کوئی دن کی مہمان

دھرے سب رہ جائینگے کاخ و ایوان
نہ باقی رہیگی حکومت نہ فرمان

ترقی اگر ہمنے کی بھی تو پھر کیا
یہ بازی اگر جیت لی بھی تو پھر کیا"

یہ سرگرم کوشش میں جو روز و شب ہیں
اٹھاتے سدا بار رنج و تعب ہیں

ترقی کے میدان میں سبقت طلب ہیں
تماشائی دنیا کی بھولے یہ سب ہیں

نہیں انکو کچھ اپنی محنت سے لہنا
بناتے ہیں وہ گھر نہیں جسمیں رہنا

کبھی کرتے ہیں عقل انسان پہ نفریں
کہ باوصف کوتاہ بینی ہے خود بیں

وہ تدبیریں اسطرح کرتی ہے تلقین
کہ گویا کھلا اسپہ ہے ستر تکویں

مگر سب خیالات ہیں خام اسکے
ادھورے ہیں جتنے ہیں یاں کام اسکے

نہ اسبابِ راحت کی اُسکو خبر کچھ | نہ آثارِ دولت کی اُسکو خبر کچھ
نہ عزت نہ ذلت کی اُسکو خبر کچھ | نہ کلفت نہ راحت کی اُسکو خبر کچھ
نہ آگاہ اس سے کہ ہستی ہے شے کیا | نہ واقف کہ مقصودِ ہستی ہے کیا

کبھی کہتے ہین زہر ہے مال و دولت | اُٹھاتے ہین جسکے لیے رنج و محنت
اسی سے گناہونکی ہوتی ہے رغبت | اسی سے دماغون مین آتی ہے نخوت
یہی حق سے کرتی ہے بندونکو غافل | ہوے ہین عذاب اس سے قومونپہ نازل

کبھی کہتے ہین سعی و کوشش سے حاصل؟ | کہ مقسوم ہین کوششین سب ہین باطل
نہین ہوتی کوشش سے تقدیر زائل | برابر ہین یان محنتی اور کاہل
ہلانے سے روزی کی گر ڈور ہلتی | تو روٹی نکمون کو ہرگز نہ ملتی[۵۱]

نکمون کے ہین سب یہ دلکش ترانے | سُلانے کو قسمت کے رنگین[۵۲] فسانے
اسی طرح کے کرکے حیلے بہانے | نہین چاہتے دستِ و بازو ہلانے
وہ بھولے ہوے ہین یہ عادت خدا کی | کہ حرکت مین ہوتی ہے برکت خدا کی

---

۵۱ نکمون کے نزدیک روٹی کا ملجانا گویا ترقی کی حد ہے ۱۲

۵۲ یعنے جس طرح قصہ خوان رنگین افسانے سُنا سُنا کر بادشاہون اور امیرون کو خواب راحت مین لایا کرتے ہین اسی طرح وہ لوگ جو کاہل اور نکمے ہین دُنیا کو فانی کہکر مال و دولت سے نفرت دکھا کر اور تقدیر کی آڑ لیکر تدبیر سے باز رہتے ہین اور اُنکی اس طرح کی باتین گویا اُنکے بخت بیدار کو خفتہ کرنے کے لیے کہانیان ہین ۱۲

سُنی تم نے یہ جس جماعت کی حالت — تنزل کی بنیاد ہے یہ جماعت
بگڑتی ہین قومین اسی کی بدولت — ہُوا اسکی ہے مفسدِ ملک و ملت
کیا صور[۱] و صیدا[۲] کو برباد اسی نے — بگاڑا دمشق اور بغداد اسی نے
جہان ہے زمین پر نحوست ہے اُنکی — جدھر ہے زمانے مین نکبت ہے اُنکی
مصیبت کا پیغام کثرت ہی اُن کی — تباہی کا لشکر جماعت ہے اُنکی
وجود اُنکا اصل البلیات[۳] ہی یان — خدا کا غضب اُنکی بُہتات[۴] ہی یان
سب ایسے تن آسان و بیکار و کاہل — تمدن کے حق مین ہین زہرِ ہلاہل
نہین اُنسے کچھ نوع انسان کو حاصل — نہین اُنکی صحبت سے کم سمِ قاتل
یہ جب پھیلتے ہین سمٹتی ہی دولت — یہ جون جون کہ بڑھتے ہین گھٹتی ہی دولت
جہان بڑھ گئی ان کی تعداد حد سے — ہوئی قوم محجوب بے ام و دد سے
رہا اُسکو بہرہ نہ حق کی مدد سے — وہ اب بچ نہین سکتی نکبت کی زد سے
بچو ایسے شوموں کی پرچھائیون سے — ڈرو ایسے چپ چاپ یغمائیون[۵] سے

۱؎ صور۔ بحیرۂ شام کے کنارے پر ملک شام کا ایک نہایت قدیمی شہر ہے کہتے ہین کہ یونان کے اکثر علما اسی کے تھے مسلمانون نے اسکو اور شہر عکا کو ۲۳ ہجری مین فتح کیا تھا۔ اور اب مدت سے ویران ہے ۱۲

۲؎ صیدا۔ دمشق سے ۲۰ میل بحیرۂ شام کے کنارے پر ایک مضبوط اور مستحکم شہر تھا جسمین متعدد قلعے تھے اور اب یہ بھی ویران ہے ۱۲

۳؎ اصل۔ جڑ بلیات بلا کی جمع یعنی بلاؤن کی جڑ ۱۲ ۴؎ بہتات۔ کثرت افراط ۱۲

۵؎ یغما لوٹ۔ اور یغمائی لٹیرا یعنی کاہل اور نکمے آدمی اگرچہ ظاہر مین ملک کو نہین لوٹتے مگر چونکہ انکا اثر سوسائٹی پر برابر پڑتا ہی اسلیے انکو چپ چاپ یغمائی کہا گیا ہی گویا وہ ملک کو چپکے ہی چپکے تاراج کر رہے ہین ۱۲

مگر ایک فریق اور اُن کے سوا ہے | شرف جس سے نوعِ بشر کو ملا ہے
سب اِس بزم میں جنکا نور و ضیا ہے | سب اِس باغ کی جن سے نشو و نما ہے
ہوئے جو کہ پیدا ہیں محنت کی خاطر | بنے ہیں زمانے کی خدمت کی خاطر
نہ راحت طلب ہیں نہ مہلت طلب وہ | لگے رہتے ہیں کام میں روز و شب وہ
نہیں لیتے دم ایکدم بے سبب وہ | بہت جاگ لیتے ہیں سوتے ہیں جب وہ
وہ تھکتے ہیں اور چین پاتی ہے دُنیا | کماتے ہیں وہ اور کھاتی ہے دُنیا
چنیں گر نہ وہ ہوں کھنڈر کاخ و ایوان | بنیں گر نہ وہ شاہ و کشور ہوں عریان
جو بوئیں نہ وہ تو ہوں جاندار بے جان | جو چھانٹیں نہ وہ تو ہوں جنگل گلستان
یہ چلتی ہے گاڑی اُنہی کے سہارے | جو وہ کل سے بیٹھیں تو بیکل ہوں سارے
کھپاتے ہیں کوشش میں تاب و توان کو | گھلاتے ہیں محنت میں جسم و روان کو
سمجھتے نہیں جان اپنی جان کو | وہ مر مر کے رکھتے ہیں زندہ جہان کو
بس اِس طرح جینا عبادت ہے انکی | اور اس دُھن میں مرنا شہادت ہے انکی
مشقت میں عمر انکی کٹتی ہے ساری | نہیں آتی آرام کی اُن کے باری
سدا بھاگ دوڑ انکی رہتی ہے جاری | نہ آندھی میں عاجز نہ مینھ میں ہیں عاری
نہ لون جیٹھ کی دم چراتی ہے انکا | نہ ٹھر ماہ کی جی چھڑاتی ہے انکا
نہ احباب کی تیغِ احسان سے گھائل | نہ بیٹے سے طالب نہ بھائی سے سائل
نہ دُکھ درد میں سوئے آرام مائل | نہ دریا و کوہ اُنکے رستے میں حائل
سُنے ہوں کبھی رستم و سام جیسے | غیور ایسے بھی لاکھوں ہیں گمنام ایسے

کسی کو یہ دھن ہی کہ جو کچھ کمائین کھلائین کچھ اورونکو کچھ آپ کھائین
کسی کو یہ کد ہے کہ جھیلین بلائین یہ احسان کسی کا نہ ہرگز اُٹھائین
کوئی محو ہی فکر فرزند و زن مین کوئی چور ہی حُبِّ اہلِ وطن مین

جو مصروف ہی کشتکاری مین کوئی تو مشغول دُکّان داری مین کوئی
عزیزون کی ہی غمگساری مین کوئی ضعیفون کی خدمت گذاری مین کوئی
یہ ہی اپنی راحت کے سامان کرتا وہ کُنبے پہ ہے جان قربان کرتا

کوئی اس تگ و دو مین رہتا ہی ہر دم کہ دولت جہانتک ہو کیجے فراہم
رہین جیتے جی تاکہ خود شاد و خرم مرین جب تو دل پر نہ لیجائین یہ غم
کہ بعد اپنے کھائینگے فرزند و زن کیا لباس اُنکا اور اپنا ہوگا کفن کیا

بہت دل مین اپنے یہ رکھتے ہین ارمان کہ کرجائین یان کوئی کارِ نمایان
وہ ہون تاکہ جب چشمِ عالم سے پنہان تو ذکرِ جمیل اُنکا باقی رہے یان
یہی طالبِ شہرت و نام لاکھون بناتے ہین جہلو کے کام لاکھون

بہت مخلص اور پاک بندے خدا کے نشان جن سی قائم ہین صدق و صفا کے
نہ شہرت کے خواہان نہ طالب ثنا کے نمایش سے بیزار دشمن ریا کے
ریاضت سب انکی خدا کے لیے ہے مشقت سب اُسکی رضا کے لیے ہے

کوئی اُنمین ہی حق کی طاعت پہ مفتون کوئی نامِ حق کی اشاعت پہ مفتون
کوئی زہد و صبر و قناعت پہ مفتون کوئی پند و وعظ و جماعت پہ مفتون
کوئی موج سی آپکو ہی بچاتا کوئی ناؤ ہی ڈوبتون کی ترِاتا

ریاکاری کا عنوان

بہت نوع انسان کے غمخوار دیاور — ہوا خواہ ملت بہ اندیش کشور
شدائد کے دریاے خون مین شناور — جہان کی پر آشوب کشتی کے لنگر
ہر اک قوم کی ہین بہت بود انسی ہی یان — سب اس انجمن کی نمود انسی ہی یان
کسی پر ہو سختی صعوبت ہے انپر — کسی پر ہو غم رنج و کلفت ہی انپر
کہین ہو فلاکت مصیبت ہے انپر — کہین آئے آفت قیامت ہے انپر
کسی پر چلین تیر آماج یہ ہین — لٹے کوئی رہگیر تاراج یہ ہین
یہ ہین حتستک بات پر اڑنے والے — یہ جان کو منہون سے ہین بڑنے والے [مشتاقہ ۱۲]
یہ فوجِ حوادث سے ہین لڑنے والے — یہ غیرون کی ہین آگ مین پڑنے والے
امنڈتا ہے رکنے سے اور انکا دریا — جنون ہی زیادہ ہی کچھ انکا سودا
جماتے ہین جب پانون ہٹتے نہین یہ — بڑھا کر قدم پھر پلٹتے نہین یہ
گئے پھیل جب پھر سمٹتے نہین یہ — جہان بڑھ گئے بڑھ کے گھٹتے نہین یہ
ہم بن کیے سر نہین بیٹھتے وہ — جب اٹھتے ہین اٹھ کر نہین بیٹھتے وہ
خدا نے عطا کی ہے جو انکو قوت — سمائی ہے دلمین بہت اسکی عظمت
نہین پھیرتی انکا منہ کوئی زحمت — نہین کرتی زیر انکو کوئی صعوبت
بھروسے پہ اپنے دل و دست و پا کے — سمجھتے ہین ساتھ اپنے لشکر خدا کے
نہین مرحلہ کوئی دشوار ان کو — ہر اک راہ ملتی ہے ہموار ان کو
گلستان ہے صحراے پر خار انکو — برابر ہے میدان و کہسار انکو
نہین حائل انکی کوئی رہگذر مین — سمندر ہے پایاب انکی نظر مین

اسیطرح یان اہل ہمت ہین جتنے — کمربستہ ہین کام پر اپنے اپنے
جہان کی ہے سب دھوم دھام انکے دم سے — فقیر اور غنی سب طفیلی ہین اُن کے
بغیر انکے بیساز و سامان تھی مجلس — نہوتے اگر یہ تو ویران تھی مجلس

زمین سب خدا کی ہے گلزار ان ہی سے — زمانے کا ہے گرم بازار ان ہی سے
ملے ہین سعادت کے آثار ان ہی سے — کھُلے ہین خدائی کے اسرار ان ہی سے
ان ہی پر ہے کچھ فخر ہے گر کسی کو — ان ہی سے ہے گر ہے شرف آدمی کو

اِن ہی سے ہے آباد ہر ملک و دولت — ان ہی سے ہے سرسبز ہر قوم و ملت
ان ہی پر ہے موقوف قومونکی عزت — اِن ہی کی ہے سب ربع[۵۱] مسکون مین برکت
دم اُنکا ہے دنیا مین رحمت خدا کی — ان ہی کو ہے پھبتی[۵۲] خلافت[۵۳] خدا کی

ان ہی کا اُجالا ہے ہر رہگذر مین — ان ہی کی ہے یہ روشنی دشت و در مین
ان ہی کا ظہورا ہے سب خشک و تر مین — ان ہی کی کرشمے ہین سب بحر و بر مین
ان ہی سے ہے رتبہ یہ آدم[۵۴] نے پایا — کہ سر اُس سے روحانیون[۵۵] نے جھکایا

۵۱ کرۂ زمین مین تین چوتھائی پانی اور ایک چوتھائی خشکی ہے پس چوتھائی خشکی ربع مسکون ہے ۱۲
۵۲ پھبنا بمعنی زیب دینا ۱۲
۵۳ اس مصرعہ مین لفظ خلافت ہے اُس سے قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جسمین خدا ے تعالی نے انسان کو اپنا خلیفہ اور جانشین فرمایا ہے یعنی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط مین کرنے والا ہون زمین پر اپنا نائب ۱۲
۵۴ آدم سب سے پہلے انسان کو کہتے ہین جسکا دوسرا لقب ابو البشر ہے۔
۵۵ روحانی اصطلاح مین اُن لوگونکو کہتے ہین جو مذہب کے صرف روحانی باتون پر منحصر کرتے ہین جیسے عیسائی مگر اس جگہ مین روحانیون سے مراد ملائکہ ہین جنھون نے بحکم ایزدی آدم کے آگے سر جھکایا اور سجدہ کیا جیسا کہ قرآن مجید مین ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ الآیہ یعنی سجدہ کیا تمام فرشتون نے سب کے سب ۱۲

ہر اک ملک مین خیر و برکت ہے اُنسے | ہر اک قوم مین شان و شوکت ہے اُن سے
نجابت ہی اُن سے شرافت ہی اُن سے | شرف اُنسے فخر اُنسے عزت ہے اُنسے
جفاکش ہو گر تم ہو عزت کے خواہان | کہ عزت کا ہے بھید ذلت مین پنہان
مشقت کی ذلت جنھون نے اٹھائی | جہان مین ملی اُنکو آخر بڑائی
کسی نے بغیر اسکے ہرگز نہ پائی | فضیلت نہ عزت نہ فرمانروائی
نہال اس گلستان مین جتنے بڑھے ہین | ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہین
حکومت ملی اُن کو صفار[1] تھے جو | امامت کو پہونچے وہ قصار (دھوبی ۱۲) تھے جو
وہ قطب زمان ہوی عطار تھے جو | بنے مرجع خلق نجار (بڑھئی ۱۲) تھے جو
ابوالفضل یان اُٹھے سراج (زین ساز ۱۲) کتنے | ابو الفضل ہو گذرے حلاج (دھنیا ۱۲) کتنے

---

[1] خراسان مین صفاریون کی حکومت تیس برس رہی یعقوب بن لیث انکا پہلا بادشاہ تھا صفار ٹھٹھیرے کو کہتے ہین یعقوب اول یہی کام کرتا تھا پھر حاکم سیستان کے یہان نوکر ہو گیا یہان تک کہ رفتہ رفتہ خراسان نیمروز کرمان اور فارس وغیرہ پر مسلط ہو گیا۔ اس بند مین اور بھی کئی پیشہ ورون کے نام آئے ہین۔ مثلاً قصار دھوبی کو، نجار بڑھی کو، سراج زین گر کو، اور حلاج دھنیے کو کہتے ہین۔ بڑے بڑے ائمہ دین اور علما اور مشائخ یہ تمام پیشے کرتے تھے۔ ابوالفضل اصحاب فضل و کمال کو کہتے ہین اور ابوالوقت اور ابن الوقت اہل سلوک کی اصطلاح مین عرفا کے دو مرتبے ہین جن مین سے ابوالوقت اعلیٰ مرتبہ سمجھا جاتا ہے ۱۲

نہ بو نصر[۱] تھا نوع میں ہم سے بالا
نہ تھا بو علی کچھ جہان سے نرالا
طبیعت کو بچپن سے محنت پہ ڈالا
ہوی اس لیے صاحبِ قدر والا
اگر فکر کسب ہنر تم کو بھی ہو
تم ہی پھر ابو نصر اور بو علی ہو

بڑا ظلم اپنے پہ یہ تم نے کیا ہے
کہ عزت کی یان جس ستون پر بنا ہے
ترقی کی منزل کا جو رہنما ہے
تنزل کی کشتی کا یون ناخدا ہے
قوی پشت تھیں جس پہ پشتین تمھاری
ہوی دست بردار قوم اُس سے ساری

فقرہ ۱۰

ہنر ہے نہ تم میں فضیلت ہے باقی
نہ علم و ادب ہے نہ حکمت ہے باقی
نہ منطق ہی باقی نہ ہیئت ہی باقی
اگر ہے تو کچھ قابلیت ہے باقی
اندھیرا نہ چھا جاے اِس گھر میں دیکھو
پھر اُکسا دو[۲] اس ٹمٹماتے دیے کو

بہت ہم میں اور تم میں جوہر ہیں مخفی
خبر کچھ نہ ہمکو نہ تم کو ہے جن کی
اگر جیتے جی کچھ نہ اُن کی خبر لی
تو ہو جائینگے ملکے مٹی میں مٹی
یہ جوہر ہیں ہم میں امانت خدا کی
مبادا تلف ہو ودیعت خدا کی

---

[۱] محمد بن محمد بن ترخان جو ابو نصر فارابی اور معلم ثانی کے لقب سے مشہور ہی حکماء اسلام میں اسکے رتبے کا کوئی حکیم جامع فنون حکمت نہیں ہوا اسکی تقریباً ساٹھ کتابیں شمار کی گئی ہیں یونانیوں اور عربوں کا کوئی علم ایسا نہیں جسمیں اُس نے کتابیں نہیں لکھیں اس کی اکثر تصانیف مقبول اور برگزیدہ ہیں فاراب کا رہنی والا تھا جو ماوراءالنہر کا ایک شہر ہے۔ مقتدر باللہ کے عہد میں عراق عرب میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں تحصیل علم کی۔ پھر سیف الدولہ حاکم حلب کے پاس دمشق میں چلا گیا اور وہیں ۳۳۹ھ میں وفات پائی ۱۲

[۲] دیا اُکسانا ہندی لفظ ہے۔ یعنی چراغ کو اشتعال دینا ۱۲

یہی نوجوان پھرتے آزاد جو ہین — کمینونکی صحبت مین برباد جو ہین
شریفون کی کہلاتے اولاد جو ہین — مگر ننگ آبا و اجداد جو ہین
اگر نقد فرصت نہ یون مفت کہوتے — یہی فخر آبا و اجداد ہوتے

یہی جو کہ پھرتے ہین بے علم و جاہل — بہت ان مین ہین جنکی جوہر ہین قابل
رذائل مین پنہان ہین انکے فضائل — ان ہی ناقصون مین ہین پوشیدہ کامل
نہوتے اگر مائل لہو و بازی — ہزارون انہی مین تھے طوسی[1] و رازی[2]

یہی قوم ہے جس مین قحط آدمی کا — جہان شور ہے ہر طرف ناکسی[3] کا
نہین جہل مین جسکے حصہ کسی کا — کبھی علم و فن پر تھا قبضہ اسی کا
وہ تحقیقین تھین سعی و کوشش کی ساری — وہی خون ہے ورنہ رگونمین ہماری

حکومت سے مایوس تم ہو چکے ہو — زر و مال سے ہاتھ تم دھو چکے ہو
دلیری کو ڈھاک کے منہ رو چکے ہین — بزرگی بزرگونکی سب کھو چکے ہو
مدار اب فقط علم پر ہے شرف کا — کہ باقی ہے ترکہ یہی اک سلف کا

---

[1] طوس مشہد مقدس کا قدیم نام ہے۔ اور یہان طوسی سے مراد خواجہ نصیر الدین محقق طوسی ساتوین صدی ہجری کے ایک اسلامی حکیم ہے ہین جو ہلاکو خان کے مصاحب خاص اور مشیر تھے اور جن کی تصانیف اکثر علوم و فنون مین ابو نصر اور بو علی سینا کی تصانیف کے بعد سمجھی جاتی ہین ۱۲

[2] رازی رے کا باشندہ۔ رے عراق عجم کا ایک قدیم اور نامی شہر ہے اور یہان رازی سے مراد امام فخر الدین رازی سے ہے جنکی ولادت ۵۴۴ ہجری مین ہوئی تھی مسلمانون مین یہ بڑے جلیل القدر عالم گذرے ہین۔ انکی تصانیف مختلف علوم و فنون و مذہبیات مین پچاس کے قریب شمار کی گئی ہین جنمین صرف قرآن مجید کی تفسیر بارہ جلدون مین ہے ۱۲

[3] ناکسی یعنے نالائقی کمینہ پن ۱۲

ہمیشہ سے جو کہتے آئے ہین سب یان — کہ ہے علم سرمایۂ فخر انسان
عرب اور عجم ہند اور مصر و یونان — رہا اتفاق اس پہ قومون کا یکسان
یہ دعویٰ تھا اک جس پہ حجت نہ تھی کچھ — کھلی اس پہ اب تک شہادت نہ تھی کچھ
جواہر تھا اک سب کی نظرون مین بھاری — پرکھنے کی جسکے نہ آتی تھی باری
فضائل تھے سب علم کے اعتباری — نہ تھین طاقتین اسکی معلوم ساری
پہ اب بحر و بر دے رہے ہین گواہی — کہ ہے علم مین زور دست الٰہی
کیا کوہسارون کو مسمار اس نے — بنایا سمندر کو بازار اس نے
زمینون کو منوایا ۵۱ دوّار اس نے — ثوابت کو ٹھہرایا ۵۲ سیّار اس نے
لیا بھاپ سے کام لشکر کشی کا — دیا پتلیون کو سکت آدمی کا
یہ پتھر کا ایندھن ہے جلوانے والا — جہازون کو خشکی مین چلوانے والا
صداؤن کو سانچے مین ڈھلوانیوالا ۵۳ — زمین کے خزانے اگلوانے والا
یہی برق کو نامہ بر ہے بناتا — یہی آدمی کو ہے بے پر اڑاتا

۵۱ تحقیقات جدیدہ سے ثابت ہوا ہے کہ زمین ساکن نہین بلکہ متحرک ہے اور آفتاب کے گرد گھومتی ہے ۱۲

۵۲ تحقیقات قدیمہ مین سبع سیارہ کے علاوہ باقی ستارے ثوابت مانے جاتے تھے مگر اب تحقیقات جدیدہ سے ثابت ہوا ہے کہ سبع سیارہ کے علاوہ اور بھی سیارے ہین بلکہ بہت سے شموس (جمع شمس) اور بہت سے اقمار (جمع قمر) آسمان پر نظر آتے ہین ۔

۵۳ صداؤن کا سانچے مین ڈھلنا اشارہ ہے فونوگراف اور گراموفون کی جانب ۱۲

تمدن کے ایوان کا معمار ہے یہ
ترقی کے لشکر کا سالار ہے یہ
کہین دستکارون کا اوزار ہی یہ
کہین جنگجویون کا ہتھیار ہے یہ
دکھایا ہی نیچا دلیرونکو اُس نے
بنایا ہے روباہ شیرونکو اِس نے

اسی کی ہے اب چار سو حکمرانی
کیے اسنے زیر ارمنی[۱] اور یمانی
ہوے رام دیوان مازندرانی[۲]
گئے زابلی[۳] بھول سب پہلوانی
ہوا اسکی طاقت سے تسخیر عالم
پڑے سامنے اسکے چرکس[۴] و دیلم[۵]

یہ لاکھون پہ ہی سیکڑون کو چڑھاتا
سوارون کو پیادون سے ہی ترک دلاتا
جہازون سے ہی زورقون[۶] کو بھڑاتا
حصارون کو ہی جھلکیون مین اڑاتا
ہوا کوئی حربون سے اسکے نہ سربر
نہ ٹھہری زرہ اسکے آگے نہ بکتر

---

۱ ارمنی آرمینیا کے باشندے اور یمانی یمن کے باشندے ۱۲

۲ ولایت مازندران دیلم اور گیلان کے مشرق مین ہی اس نواح کے اکثر باشندے اب روس کے ماتحت مین جنکو فردوسی نے شاہنامہ مین مازندران کے دیو کہا ہی مگر اب یورپ کے فنون جنگ نے انکو بھی مغلوب کرکے چھوڑا ۱۲

۳ زمانۂ قدیم مین زابل کے نام سے وہ ملک مشہور تھا جسکے مشرق مین کابل مغرب مین سیستان جنوب مین سندھ اور شمال مین کوہستان ہزارہ ہی غزنین میمند اور فراہ وغیرہ اسکے مشہور شہر تھے ۱۲ کیانیون کے زمانہ مین یہ ملک رستم کے خاندان کی حکومت مین تھا۔ وہانکے باشندونکو زابلی اور زابلستانی کہتے ہین ۱۲

۴ چرکس سرکیشیا کے باشندون کو کہتے ہین ۱۲

۵ دیلم ایک پہاڑی ملک کا نام ہی پہلے ایران مین شامل تھا اور اب عملداری روس مین داخل ہی اس ملک کے باشندون کو بھی دیلمی کہتے ہین جنکے بال اکثر گھونگروالے ہوتے ہین

۶ زورق چھوٹی کشتی کو کہتے ہین ۱۲

جنھون نے بنایا اُسے اپنا یاور ہر اک راہ مین اُسکو ٹھہرایا رہبر
یہ قول آجکل صادق آتا ہے اُنپر کہ اک نوع ہے نوعِ انسان سے برتر
الگ سب سے کام اُنکے اور طور ہین کچھ اگر سب ہین انسان تو وہ اور ہین کچھ

بہت اُنکو معجز نما جانتے ہین بہت دیوتا اُنکو گردانتے ہین
یہ جو ٹھیک ٹھیک اُنکو پہچانتے ہین وہ اتنا مقرر اُنھین مانتے ہین
کہ دنیا نے جو کی ترقی اب تک کمائی وہ سب جزو و کل اُنکے حصے مین آئی

کیا علم نے اُنکو ہر فن مین یکتا نہ ہمسر رہا کوئی اُنکا نہ ہمتا
ہر اک چیز اُن کی ہر اک کام اُنکا سمجھ بوجھ سے ہے زمانے کی بالا
صنائع کو سب اُنکے تکتے ہین ایسے عجائب ہین قدرت کے حیران ہو جیسے

دیے علم نے کھول اُن پر خزانے چھپے اور ظاہر نئے اور پرانے
بتائے اُنھین غیب کے مال خانے دکھائے فتوحات کے سب ٹھکانے
ہوا جیسے چھائی ہے سب بحر و بر پر وہ یون چھا گئے خاور و باختر پر

یہ سچ ہے کہ ہے اصل تعلیم دولت رہی ہے سدا پشت حکمت حکومت
ہوئی سلطنت جنکی دنیا سے رخصت نہ علم اُن مین باقی رہا اور نہ حکمت
نہ یونان محکوم ہو کر رہا کچھ نہ ایران تاج اپنا کھو کر رہا کچھ

یہ اک خار کش صبر و ہمت مین کامل یہ کہتا تھا محنت سے گھٹتا تھا جب دل
کہ جن سختیون کا اٹھانا ہے مشکل وہی ہین کچھ اے دل اُٹھانے کے قابل
حلال آدمی کو ہے کھانا نہ پینا نہو ایک جبتک لہو اور پسینا

نہین سہل گر صید کا ہاتھہ آنا | تو لازم ہے گھوڑون کو سرپٹ بھگانا
نہ بیٹھو جو ہے بوجھ بھاری اُٹھانا | ذرا تیز ہانکو جو ہے دور جانا
زمانہ اگر ہم سے زور آزما ہے | تو وقت ای عزیزو یہی ورکا ہے
کرو یاد اپنے بزرگون کی حالت | شدائد مین جو ہارتے تھے نہ ہمت
اُٹھاتے تھے برسون سفر کی مشقت | غریبی مین کرتے تھے کسب فضیلت
جہان کھوج پاتے تھے علم و ہنر کا | نکل گھر سے لیتے تھے رستہ ادھر کا
عراقین[۵۱] و شامات[۵۲] و خوارزم[۵۳] و توران[۵۴] | جہان جنس تعلیم سنتے تھے ارزان
وہین پہونچتے تھے طلاب اُفتان و خیزان | وہین پے سپر کر کے کوہ و بیابان
جہان تک عمل دین اسلام کا تھا | ہر اک راہ مین اُنکا تانتا بندھا تھا

---

۵۱ عراقین دونون عراق یعنی عراق عرب و عجم جو کہ ایران کا پہاڑی حصہ ہے اور جسکو بلاد الجبل بھی کہتے ہین ۱۲

۵۲ ملک شام کو اسکے مختلف حصون کے لحاظ سے شامات بھی کہتے ہین جیسے کیلانات و شروانات گیلان و شروان کو کہتے ہین ۱۲

۵۳ خراسان کے شمال مین بحیرہ خوارزم یعنی جھیل یورال تک جس کا دارالحکومت اس زمانے مین خیوا ہے۔ ابتداے مذہب اسلام سے سلطان محمود خوارزم شاہ تک (جسکا خاتمہ چنگیز خان نے کیا) بڑے بڑے جلیل القدر بادشاہ یہان حکمران رہے اور اب روس کے ماتحت ہین گرگانج، بیرجانیہ، خیوا، زمخشر اور ہزارہ اسپ اسکے بڑے شہر ہین ۱۲

۵۴ ملک توران زمانہ سابق مین دریاے سندھ سے جھیل یورال تک مانا جاتا تھا اور یہ ایران کا مشرقی حصہ تھا اب اسکا کچھ رقبہ روسی عملداری مین شامل ہوگیا ہے ۱۲

نظامیہ نوریہ مستنصریہ | نفیسیہ ستیہ اور صاحبیہ
زواجیہ عزیہ اور قاہریہ | عزیزیہ زینیہ اور ناصریہ
یہ کالج تھے مگر سب آفاقیوں کے | حجازی و کردی و قبچاقیوں کے

بشر کو ہے لازم کہ ہمت نہ ہارے | جہاں تک ہو کام آپ اپنے سنوارے
خدا کے سوا چھوڑ دے سب سہارے | کہ ہیں عارضی زور کمزور سارے
اڑے وقت تم دائیں بائیں نہ جھانکو | سدا اپنی گاڑی کو گر آپ ہانکو

۵۱ اس بند میں چند مدارس اسلامیہ کا نام لیا گیا ہے ازانجملہ نظامیہ کے نام سے پانچ مدرسے ہرات نیشاپور اصفہان بصرہ و بغداد میں خواجہ نظام الملک طوسی وزیر الپ ارسلان سلجوقی کی بنا کے مشہور تھے اور نوریہ نور الدین [illegible] شاہ کا موصل میں مستنصریہ خلیفہ مستنصر باللہ عباسی کا بغداد میں ستیہ یعنی مدرسہ ست الشام خاتون بنت ایوب خواہر صلاح الدین کا بنایا ہوا دمشق میں صاحبیہ وزیر صفی الدین کا قاہرہ میں زواجیہ واکثر ... زکی ابوالقاسم ہبۃ اللہ کا دمشق میں ناصریہ ملک الناصر صلاح الدین کا قدس میں جاری تھے اور نفیسہ عزیزیہ زینیہ۔ عزیہ قاہریہ وغیرہ جنکے بانیوں کے نام معلوم نہیں ہیں بیت المقدس موصل بغداد دمشق اور اسکندریہ میں کھلے ہوئے تھے ۱۲

۵۲ حجازی حجاز کا رہنے والا حجاز عرب میں بحر احمر کے کنارے ایک پہاڑی سلسلہ ہے جو یمن سے شام تک شمالاً جنوباً چلا گیا ہے چونکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسی سلسلے میں ہیں اسلئے اہل مکہ اور اہل مدینہ کو حجازی کہتے ہیں ۱۲

۵۳ کردی کرد سے منسوب ہے جو ایک ترکی قوم ہے اور سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس اسی قوم کا بہت بڑا ہیرو گذرا ہے ۱۲

۵۴ قبچاقی قبچاق کا رہنے والا بحیرۂ کاسپین اور بحر اسود کی شمالی حصہ کو سابق میں دشت قبچاق کہتے تھے۔ اور اسوقت یہ تاتاری مسلمانوں کی آبادی تھی۔ اب یہ حصہ روس کی عملداری میں ہے ۱۲

بہت خوان[۱] بے اشتہا تمنے کھائے — بہت بوجھ بندھ بندھ کے تمنے اٹھائے
بہت آس پر ساز کی راگ گائے — بہت عارضی تمنے جلوے دکھائے
بس اب اپنی گردن پہ رکھو جوا[۲] تم — کرو جا جتین آپ اپنی روا تم

تم ہی اپنی مشکل کو آسان کروگے — تم ہی درد کا اپنے درمان کروگے
تم ہی اپنی منزل کا سامان کروگے — کروگے تم ہی کچھ اگر یان کروگے
چھپا دستِ ہمت مین زورِ قضا ہے — مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

سراسر ہو گو سلطنت فیض گستر — رعیت کی خود تربیت مین ہو یاور
مگر کوئی حالت نہین اس سے بدتر — کہ ہر بوجھ ہو قوم کا سلطنت پر
ہو اس طرح ہاتھو مین اسکی رعیت — کہ قبضے مین غسال[۳] کی جیسے میت

وہی گر تجارت کی اسکو سمجھائے — وہی صنعت اور حرفت اسکو بتائے
وہی کشتکاری کی آئین سکھائے — وہی اسکو لکھوائے وہ ہی پڑھائے
ملا جس رعیت کو ایسا سہارا — کیا آدمیت نے اس سے کنارا

یہی سلطنت کی ہے کامل اعانت — کہ ہو ملک مین امن اسکی بدولت
نفوس اور اموال کی ہو حفاظت — حکومت مین ہو اعتدال اور عدالت
نہ ہو زورا رعیت پہ بیجا[۴] ہو کوئی — نہ قانون جھیٹ کا رفرما ہو کوئی

---

[۱] اس نظم مین بے اشتہا خوان کھانے اور بندھ بندھ کے بوجھ اٹھانے اور ساز کے سہارے پر راگ گانے اور عارضی جلوے دکھانے سے یہ مراد ہے کہ ابتک جسقدر انگریزی تعلیم تمنے حاصل کی ہے گورنمنٹ کی ترغیب سے کی ہے اپنی تعلیم کا آپ فکر نہین کیا ۱۲

[۲] جوا۔ (۱) قمار (۲) وہ لکڑی جو گاڑی کے بیلون کی گردن پر رکھی جاتی ہی ۱۲

[۳] مردے کو غسل دینے والا ۱۲ [۴] بیجا حکومت۔ ضد۔ ہٹ ۱۲

جہان ہو یہ اندازِ فرمانروائی ۔ رعیت کی ہے وان نیت بے حیائی
کہ ہر کام مین آس ڈھونڈھے پرائی ۔ کرے آپ اپنی نہ مشکل کشائی
کھڑا ہو سہارے اک اَوروں کے گھر ۔ مٹی وہ جہان آ رہے یہ زمین پر

گیا اب وہ ولتنگیون کا زمانہ ۔ کہ اپنون کا حصہ تھا پڑھنا پڑھانا
برہمن کا پڑھنے اگر شُدر بانا ۔ تو اُس پر نہین کوئی اب تازیانہ
ہا ہر طرف سب نشیب و فراز اب ۔ سفید اور سیہ مین نہین امتیاز اب

بس اب وقت کا حکم ناطق یہی ہے ۔ کہ جو کچھ ہے دُنیا مین تعلیم ہی ہے
یہی آجکل اصل فرماندہی ہے ۔ اسی مین چھپا سر شاہنشہی ہے
ملی ہے یہ طاقت اسی کیمیا کو ۔ کہ کرتی ہے یہ ایک شاہ و گدا کو

سکھاتی ہے محکوم کو یہ اطاعت ۔ سجھاتی ہے حاکم کو رازِ عدالت
دلون سے مٹاتی ہے نقشِ عداوت ۔ جہان سے اُٹھاتی ہے رسمِ بغاوت
یہی ہے رعیت کو حقدار کرتی ۔ یہی ہے کہ وہ ہے کو ہموار کرتی

سُنی ہے غریبون کی فریاد اسی نے ۔ کیا ہے غلامی کو برباد اسی نے
ریپبلک[1] کی ڈالی ہے بنیاد اسی نے ۔ بنایا ہے پبلک کو آزاد اسی نے
مقید بھی کرتی ہے یہ در رہا بھی ۔ بناتی ہے آزاد بھی باوفا بھی

---

[1] روزمرہ کی بول چال مین ضروری اور تاکیدی حکم کو کہتے ہین ۱۲ [2] ریپبلک سلطنت جمہوری جسمین تمام رعیت کو انتظام ملک اور وضع قانون وغیرہ مین مداخلت ہوتی ہے جیسے بالفعل فرانس اور امریکہ وغیرہ مین جاری ہے اور روس کی رعایا بھی اسکی خواہش کر رہی ہے [3] پبلک جمہور رعایا انگریزی لفظ ہے ۱۲

تجارت نے رونق ہی یہاں سی پائی — کہ ہیچ اسکے آگے ہے فرمانروائی
فلاحت کی یہ منزلت ہے بڑھائی — کہ فلاح کرتے ہیں معجز نمائی
ترقی یہ صنعت کو دی ہی بلا کی — کہ ہوتی ہی معلوم قدرت خدا کی

یہ نا اتفاقی ہے قوموں سے کھوتی — یہ قومی محبت کا ہے بیج بوتی
یہ آپس کے کینے دلوں سے ہی دھوتی — یہ دانے ہی سب ایک لڑ میں پروتی
یہ نقطوں پہ خط کی طرح ہی گذرتی — کروروں دلوں کو ہی یہ ایک کرتی

جہاں یہ نہیں واں نہ قوم اور نہ ملت — نہ ملکی حمایت نہ قومی حمیت
جدا سب کے رنج اور جدا سب کی راحت — الگ سب کی ذلت الگ سب کی عزت
خبر واں نہیں یہ کہ ہی قوم شی کیا — چھپا سر حق اس تعلق میں ہے کیا

جنھوں نے کہ تعلیم کی قدر و قیمت — نہ جانی مسلط ہوئی ان پہ ذلت
ملوک اور سلاطین نے کھوئی حکومت — گھرانوں پہ چھائی امیروں کی نکبت
رہے خاندانی نہ عزت کے قابل — ہے سارے دعوی شرافت کے باطل

نہ چلتے ہیں واں کام کاریگروں کے — نہ برکت ہے پیشے میں پیشہ وروں کے
بگڑنے لگے کھیل سوداگروں کے — ہوے بند دروازے اکثر گھروں کے
کماتے تھے دولت جو دن رات بیٹھے — وہ ہیں اب دھری ہاتھ پر ہاتھ بیٹھے

ہنر اور فن واں ہیں سب گھٹتے جاتے — ہنرمند ہیں روز و شب گھٹتے جاتے
ادیبوں کے فضل و ادب گھٹتے جاتے — طبیب اور انکے مطب گھٹتے جاتے
ہوی پست سب فلسفی اور مناظر — نہ ناظم ہیں سرسبز انکے نہ ناثر

اگر اک پہننے کو ٹوپی بنائیں — تو کپڑا وہ ایک اور دنیا سے لائیں
جو سینے کو وہ ایک سوئی منگائیں — تو مشرق سے مغرب مین لینے کو جائیں
ہر اک شے مین غیروں کی محتاج ہین وہ — مکینکس کی رو سے تاراج ہین وہ

نہ پاس انکے چادر نہ بستر ہے گھر کا — نہ برتن ہین گھر کے نہ زیور ہے گھر کا
نہ چاقو نہ قینچی نہ نشتر ہے گھر کا — صراحی ہے گھر کی نہ ساغر ہے گھر کا
کنول محفلوں مین قلم دفتروں مین — اثاثہ ہے سب عاریت کا گھروں مین

جو مغرب سے آئے نہ مال تجارت — تو مر جائین بھوکے وہان اہل حرفت
ہو تجار پر بند راہ معیشت — دکانون مین ڈھونڈھی نہ پائی بضاعت
پرائے سہارے ہین بیوپاری سب — طفیلی ہین سیٹھ اور تجار وان سب

یہ ہین ترک تعلیم کی سب سزائین — وہ کاش اب بھی غفلت سے باز آئین
مبادا رہ عافیت بھی نہ پائین — کہ ہین بے پناہ آنے والی بلائین
ہوا بڑھتی جاتی سر رہگذر ہے — چراغون کو فانوس بن اب خطر ہے

لیے فرد بخشی دوران کھڑا ہے — ہر اک فوج کا جائزہ لے رہا ہے
جنھین ماہر اور کرتبی دیکھتا ہے — انھین بخشتا تیغ و طبل و لوا ہے
یہ ہین ذی ہنر یکقلم چھٹتے جاتے — رسالون سے نام انکے ہین کٹتے جاتے

بس اب علم و فن کو وہ پھیلاؤ ساماں — کہ نسلین تمھاری بنین جن سے انسان
غریبون کو راہ ترقی ہو آسان — امیرون مین ہو نور تعلیم تابان
کوئی تم مین دنیا کی عزت کو تھامے — کوئی کشتی دین و ملت کو تھامے

بنے قوم کھانے کمانے کے قابل ‏ زمانے مین ہو منھ دکھانے کے قابل
تمدن کی مجلس مین آنے کے قابل ‏ خطاب آدمیت کا پانے کے قابل
سمجھنے لگین اپنے سب نیک و بد وہ ‏ لگین کرنے آپ اپنی اپنی مدد وہ

کرو قدر انکی ہنر جن مین پاؤ ‏ ترقی کی اور انکو رغبت دلاؤ
دل اور حوصلے انکے ملکر بڑھاؤ ‏ ستون اس کھنڈر گھر کے ایسے بناؤ
کوئی قوم کی جن سے خدمت بن آئے ‏ بٹھائین انھین سر پہ اپنے پرائے

کروگے اگر ایسے لوگون کی عزت ‏ تو پاؤگے اپنے مین تم اک جماعت
بڑھائے گی جو قوم کی شان و شوکت ‏ گھرانون مین پھیلائیگی خیر و برکت
مدد جسقدر تم سے وہ آج لے گی ‏ عوض تمکو کل اسکا دہ چند دیگی

ترقی کے یونان کی اسباب کیا تھے ‏ ہنر پر جہان پیر و برنا فدا تھے
تمدن کے میدان مین زور آزما تھے ‏ وطن کی محبت مین یکسر فنا تھے
مقاصد بڑے اور ارادے تھے عالی ‏ نہ تھا اس سے چھوٹا بڑا کوئی خالی

سبب کچھ نہ تھا اسکا جز قدر دانی ‏ کہ ہوتے تھے جو علم و حکمت کے بانی
ترقی مین کرتے تھے جو جانفشانی ‏ حیات انکو ملتی تھی وان جاودانی
وطن جیتے جی انپہ قربان تھا سارا ‏ پس از مرگ پجتے تھے وہ آشکارا

لہ قدیم یونانیون مین یہ دستور تھا کہ جو شخص اہل کمال سے مر جاتا تھا تو باشندگان یونان اسکا بت بنا کر عام گذرگاہون پر نصب کرتے تھے اور اسکو مثل دیوتا کے قرار دیکر اسکی پرستش کیا کرتے تھے اس حوصلہ افزائی سے قوم مین بڑے بڑے علما و حکما پیدا ہوگئے تھے جنکے (اسٹیچو مجسمے) اب بھی یونان کے بعض بعض مقامات مین نظر آتے ہین ۱۲

اسی گر نے تھا جوش سب کو دلایا — کہ تھا اک جزیرے نے رتبہ یہ پایا
اسی شوق نے تھا دلونکو بڑھایا — اسی نے تھا یونان کو یونان بنایا
اس امید پر کوششیں تھیں یہ ساری عبرت — کہ ہو قوم کے دل میں عظمت ہماری

جنھیں ملک میں اپنی رکھنی ہو وقعت — جنھیں سلطنت کی ہو مطلوب قربت
جنھیں تھامنی ہو گھرانے کی عزت — جنھیں دین کی ہو نہ منظور ذلت
جنھیں نسل و اولاد ہو اپنی پیاری — انھیں فرض ہے قوم کی غمگساری

بہت دل ہیں نرم ان تون ہو جاتے — کہ حالت یہ ہیں قوم کی ادھر آتے
تنزل پہ ہیں اسکے آنسو بہاتے — نہیں آپ کچھ کر کے لیکن دکھاتے
خبر بھی ہے دل انکے جلتے ہیں کس پر — وہ ہیں آپ ہی ہاتھ ملتے ہیں جس پر

رئیسونکی جاگیرداروں کی دولت — فقیہونکی دانشوروں کی فضیلت
بزرگوں کی اور واعظونکی نصیحت — ادیبوں کی اور شاعرونکی فصاحت
جچے تب کچھ آنکھوں میں اہل وطن کی — جو کام آئے بہبود میں انجمن کی

جماعت کی عزت میں ہے سب کی عزت — جماعت کی ذلت میں ہے سب کی ذلت
رہی ہے نہ ہرگز رہے گی سلامت — نہ شخصی بزرگی نہ شخصی حکومت
یہی شاخ پھولیگی یاں اور پھلیگی — ہری ہوگی جڑ اس گلستاں میں جس کی

ذخیرہ ہے جب جو بنا کوئی پاتا — تو بھاگا جماعت میں ہی اپنی آتا
انھیں ساتھ لے لیکے ہی یاں سے جاتا — فتوح اپنی ایک ایک کو ہے دکھاتا
سدا انکی ہیں اس طرح کام چلتے — کمائی سے اک اک کی لاکھوں ہیں پلتے

جب اک چیونٹا جسمین دانش نہ حکمت
بنی نوع کی اپنی بر لائے حاجت
معیشت سے اک اک کو بخشے فراغت
کرے اُنپہ وقف اپنی ساری غنیمت
تو اس سے زیادہ ہے بے غیرتی کیا
کہ ہو آدمی کو نہ پاس آدمی کا

غضب ہے کہ جو نوع ہو سب سے برتر
گنے آپ کو جو کہ عالم کا سرور
فرشتون سے جو سمجھے اپنے کو بڑھکر
خدا کا نبی جو کہ دنیا مین مظہر
نہو مرومی کا نشان اُسمین اتنا
مسلم ہے چیونٹی کی کیڑونمین جتنا

الٰہی بحق رسول تہامی[1]
ہر اک فرد انسان کا تھا جو کہ حامی
جسے دور و نزدیک تھے سب گرامی
برابر تھے مکی[2] و زنگی و شامی
شریرون کو ساتھ اپنی جسنے نباہا
بُرون کا ہمیشہ بھلا جسنے چاہا

طفیل اُسکا اور اُسکی عترت[3] کا یارب
پکڑ ہاتھ جلد اُسکی اُمت کا یارب
اک ابر اُسپہ بھیج اپنی رحمت کا یارب
غبار اُس سے جو دھوئی ذلت کا یارب
کہ ملت کو ہے ننگ ہستی سے اُسکی
ہوا پست اسلام پستی سے اُسکی

[1] تہامی تہامہ کا رہنے والا۔ تہامہ ملک حجاز کے مشرقی حصے کو جو بحر احمر کے کنارے مین ینبوع سے العقل تک چلا گیا ہے کہتے ہین جسکے مشہور مقامات، حمیر، ابو عریش، جدہ، فلیص، بدر، حنین، ینبوع وغیرہ ہین۔ چونکہ مدینہ منورہ بھی سرزمین تہامہ مین شامل ہے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو تہامی کہتے ہین ۱۲

[2] مکی مکہ کا۔ زنگی زنگبار کا۔ شامی شام کا رہنے والا ۱۲

[3] عترت بمعنی اولاد ۱۲

بچا ان کو اس تنگنا[۱] سے بلا سے | کہ رستہ ہو گم رہرو[۲] و رہنما سے
نہ امید یاری[۳] ہو یار آشنا سے | نہ چشم اعانت ہو دست و عصا سے
چپ و راست چھائی ہوئی ظلمتیں ہوں | دلوں میں امیدوں کی جا حسرتیں ہوں
اٹھیں کل کی فکر آج کرنی سکھا دے | ذرا انکی آنکھوں سے پردہ اٹھا دے
کمینگاہ[۴] بازی دوران دکھا دے | جو ہونا ہے کل آج انکو سجھا دے
چھتیں پاٹ لیں تاکہ باراں سے پہلے | سفینہ[۵] بنا رکھیں طوفاں[۶] سے پہلے

۱ تنگنا - تنگی - وہ گلی جو تنگ ہو - تنگ جگہ - درہ پہاڑ کا ۱۲

۲ رہرو سے مراد عام مسلمان اور رہنما سے حضرات علماے کرام ۱۲

۳ یاری مددگاری کرنا - مدد کرنا ۱۲

۴ کمینگاہ - گھات کی جگہ جہاں دشمن کی تاک میں بیٹھیں ۱۲

۵ سفینہ - کشتی - ناؤ ۱۲

۶ طوفان - آب کثیر - پانی کی رو جو مکانوں کو گرا دیوے اور انسان و حیوان بہا لیجاوے آندھی جو بہت تیز ہو ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات حالی بحضور محبوب باری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے / اُمّت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے / پردیس مین وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین کی مدعو تھے کبھی خسرو و کسرے / خود آج وہ مہمان سرای فقرا ہے

وہ دین ہوئی بزمِ جہان جس سے چراغان / اب اُسکی مجالس مین نہ بتی نہ دیا ہے

جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان / اب اُسکا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے / اُس دین مین خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے

جس دین نے تھے غیرون کے دل آکے ملائے / اُس دین مین خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

جو دین کہ ہمدردِ بنی نوعِ بشر تھا / اب جنگ و جدل چار طرف اُسمین بپا ہے

جس دین کا تھا فقر بھی اکسیرِ غنا بھی / اُس دین مین اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے

جو دین کہ گودون مین پلا تھا حکما کی / وہ عرصۂ تیغِ جہلا و سفہا ہے

جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب / اب معترض اُس دین پہ ہر ہرزہ درا ہے

ہے دین ترا اب بھی وہی چشمۂ صافی / دیندارون مین پر آب ہے باقی نہ صفا ہے

یان راگ ہے دن رات تو وان رنگ شب و روز / یہ محفلِ اعیان ہے وہ بزمِ شرفا ہے

چھوٹون مین اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑون مین / پیارون مین محبت ہے نہ یارون مین وفا ہے

دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے / اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

ہر دین کی دولت سی بہا علم سے رونق
بے دولت و علم اسمین نہ رونق نہ بہا ہے

شاہد ہے اگر دین تو علم اسکا ہے زیور
زیور ہے اگر علم تو مال اُسکی جلا ہے

جس قوم مین اور دین مین ہو علم نہ دولت
اُس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے

گو قوم مین تیری نہین اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یان اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہین یہ نام بھی مٹجائے نہ آخر
مدت سے اسے دَورِ زمان میٹ رہا ہے

جس قصر کا تھا سر بفلک گنبدِ اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اُسمین صدا ہے

بیڑا تھا نہ جو بادِ مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اُسکے ہوا ہے

وہ روشنیِ بام و درِ کشورِ اسلام
یاد آج تلک جسکی زمانے کو ضیا ہے

روشن نظر آتا نہین وان کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سی بچا ہے

عشرت کدے آباد تھے جس قوم کے ہر سو
اُس قوم کا اک ایک گھر اب بزمِ عزا ہے

چاؤش تھے للکارتے جن رہگذرون مین
دن رات بلند اُنمین فقیرون کی صدا ہے

وہ قوم کہ آفاق مین جو سر بفلک تھی
وہ یاد مین اسلاف کی اب روبقضا ہے

جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حِکَم کی
اب علم کا وان نام نہ حکمت کا پتا ہے

کھوج اُنکے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گُم دشت مین اک قافلہ بے طبل و درا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہین بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکمِ خدا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے
اب خوف نہ ہے حسرت کی دلون مین نہ رجا ہے

جو کچھ ہین وہ سب اپنے ہی ہاتھون کے ہین کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے

دیکھے ہین یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

کی زیب بدن سب نے ہے پوشاک کتاں کی — اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے
درکار ہیں یاں معرکے میں جوشن و خفتان — اور دوش پہ یاروں کے وہی کہنہ ردا ہے
دریائے پُر آشوب ہے اک راہ میں حائل — اور پیٹھ کی گھوڑ ناؤ پہ یاں قصدِ شنا ہے
ملتی نہیں اک بوند بھی پانی کی جہاں مفت — واں قافلہ سب گھر سے تہی دست چلا ہے
ہاں نکلے ہیں سودے کو درم لیکے پُرانے — اور سکّہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے
فریاد ہے اے کشتیِ اُمت کے نگہبان — بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
اے چشمۂ رحمت بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ — دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے
جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا — جب تو نے کیا نیک سلوک اُن سے کیا ہے
صدمہ دُرِ دنداں کو ترے جس سے کہ پہنچا — کی اُنکے لیے تو نے بھلائی کی دعا ہے
کی تو نے خطا عفو ہے اُن کینہ کشوں کی — کھانے میں جنھوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے
سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم — ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے
جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری — منقول اُن ہی سے تری پھر مدح و ثنا ہے
برتاؤ ترے جبکہ یہ اعدا سے ہیں اپنے — اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے
کر حق سے دعا اُمتِ مرحوم کے حق میں — خطروں میں بہت جسکا جہاز آکے گھرا ہے
اُمت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن — دلدادہ ترا ایک سے اک اُن میں سوا ہے
ہر چپقلشِ دہرِ مخالف میں ترا نام — ہتھیار جوانوں کا ہے پیروں کا عصا ہے
جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اُڑتی — وہ خاک ہمارے لیے دارو ئے شفا ہے
جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف — ابتک وہی قبلہ تری اُمت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت — کعبے سے کشش اسکی ہر اک دل مین سوا ہے
کل دیکھیے پیش آئے غلامونکو ترے کیا — اب تک تو ترے نام پہ اک ایک فدا ہے
ہم نیک ہین یا بد ہین پھر آخر ہین تمھارے — نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
گر بد ہین تو حق اپنا ہے کچھ تجھپہ زیادہ — اخبار مین الطالحُ لِی ہمنے سنا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہماری نہین کوئی — ہان ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے
خود جاہ کے طالب ہین نہ عزت کے ہین خواہان — پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے
گر دین کو جوکھون نہین ذلت سے ہماری جوکھم — امت تری ہر حال مین راضی برضا ہے
عزت کی بہت دیکھ لین دنیا مین بہارین — اب دیکھ لین یہ بھی کہ جو ذلت مین مزا ہے
ہان حالی گستاخ نہ بڑھ حد ادب سے — باتون سے ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے

ہے یہ بھی خبر تجھکو کہ ہے کون مخاطب
یان جنبش لب خارج از آہنگ خطا ہے

تمت

فضل الٰہی سے مسدس و مناجات مؤلفہ جناب مولوی الطاف حسین صاحب تخلص حالی رحمۃ اللہ الوالی حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر ۵ بماہ رمضان ۱۳۳۴ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۱۶ع باہتمام احقر العباد حاجی رحمت رب شید محمد عبدالمجید غفرلہ اللہ الحمید در مطبع مجیدی واقع کانپور طبع شد

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد چہارم	چار روپیہ	سراج الرقیم		علیہ وسلم ہر ایک پیغمبر کا حال	
تاریخ فتح قسطنطنیہ		قصۂ اصحاب کہف	ڈیڑھ آنہ	مع وجہ تسمیۂ رسایل کے	
مختصر حالات سلاطین عثمانیہ		مجموعۂ واقدی		ہر ایک کے ذکر کے شروع مین	
سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ		یعنی فتوح الشام و		آیت قرآن مجید لکھدی ہے	
کی عجیب و غریب فتوحات		العراق والعجم وغیرہ گندہ کاغذ	چار روپیہ آٹھ آنہ	کہ جس سے معلوم ہوجائے	
قابل دید از مسٹر بدر الدین		حقائق الموجودات	تین آنہ	کہ ذکر فلان آیت رکوع و	
بی۔ اے۔	سوا روپیہ	مرآۃ الکونین	ڈیڑھ روپیہ	سورۃ مین ہے اور کون پیغمبر	
واقعات انیس	دو روپیہ	سیر برہما	آٹھ آنہ	کس کے پہلے تھے اور انکے	
جواہر اسرائیل حصہ دوم		تذکرۃ الکرام		زمانہ مین کون کون	
ارمغان اسرائیل	آٹھ آنہ	تاریخ خلفای عرب		بادشاہ نامی گذرے ہے	
تاریخ مکہ معظمہ	ڈیڑھ آنہ	واسلام مع نقشہ	ایکروپیہ چھ آنہ	اور سلسلۂ افغانان و	
کارنامۂ ترک	دس آنہ	عجائب القصص کلان	سوا دو روپیہ	شیوخ و سلاطین ماضیہ و	
فتوحات بھنسا	دو روپیہ	المیمون مع الجزیرہ	آٹھ آنہ	ریاستہا کے حال کی تفصیل ہے	
تاریخ احمدی	چھ آنہ	شاہنامہ منظوم	ساڑھے چار آنہ	گویا کہ اس خاندان کا آئینہ	
تاریخ بیت المقدس	پانچ آنہ	تاریخ ہند از مولوی		ہے ہر مسلمان کو اسکے دیکھنے	
تاریخ جدولیہ	ڈیڑھ روپیہ	عبد الکریم بی۔ اے		کی اشد ضرورت ہے	
مرآۃ السلاطین ترجمہ		مطبوعہ جدید		حالات سلف کے معلوم	
سیر المتاخرین کامل	ڈھائی روپیہ	ترجمہ سکندر نامہ منظوم	ساڑھے نو آنہ	کرنیکا اس سے بہتر کوئی	
واقعات ہند	ساڑھے چھ آنہ	ارمغان اسرائیل		ذریعہ نہین خوبی اسکی	
بغاوت ہند	بارہ آنہ	ابتدائے زمانۂ بنی اسرائیل		دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے	چھ آنہ
تاریخ بنی اسرائیل	پانچ آنہ	سے تا حضرت عبد اللہ بن سلام		ہیبت ترک ٹرکو	
تاریخ ابلیس	تین آنہ	صحابہ رسول خدا صلے اللہ		نوبیا کا اردو ترجمہ	چار آنہ

لغات الصراح عربی دان حضرات خصوصًا طلبہ کے لیے لغات مین صراح جسقدر ضروری اور اہم ہے وہ اسکی عام مقبولیت سے ظاہر ہے شاید کسی طالب علم او قدردان علم کا کتب خانہ اس کتاب سے خالی نہوگا مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی آپکو معلوم ہوگا کہ اسمین لغات کے تلاش کرنے مین بہت وقت پڑتی ہے تاوقتیکہ الفاظ کا مادہ اور اصل معلوم نہو اسکا صراح مین تلاش کرنا محال ہے اسلیے ادبیات عربیہ نے کتاب صراح کی تلخیص فرماکر اور لغات کو بلا خیال مادہ و اصل مثل کریم اللغات و لغات کشوری کے جمع کردیا ہے جس سے ہر استعداد والا اس سے نفع اٹھا سکتا ہے اور اسکا نام لغات الصراح بالتصحیح فی الایضاح اسم بامسمی رکھا ہے فاضل مصنف نے کوزی مین دریا کو بند کرنیکا اعجاز دکھایا ہے ہر لغت شروع سطر سے شروع ہے تاکہ نظر پڑنے مین آسانی ہو حجم بالکل مختصر قیمت براہ رفاہ عام صرف ایک روپیہ چار آنہ رکھی گئی ہے

الصالحات یعنی نیک بیبیان جو مندرجہ ذیل چار رسالونکا مجموعہ ہے

مرضعۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم یعنی آنحضرت کی دایہ حلیمہ سعدیہ کے حالات وغیرہ

زوجۂ طاہرہ آنحضرت کی پہلی بی بی جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالات مبارک

صدیقہ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے تمام زندگی کے حالات

بضعۃ الرسول ص - جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ زہرا کے زندگی کے حالات وغیرہ جسکو مولانا سید **اصغر حسین** صاحب نے بہت خوبی سے جمع فرمایا ہے قیمت جملہ

اعلان ناظرین والا تمکین کی خدمت مین التماس ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے اندنون یہ **مجموعہ زاد العقبی** جسمین بخشیوۂ کلام الہی مترجم و مناجات مقبول و قربات عند اللہ و صلوات الرسول و قصد السبیل مصنفہ عالم ربانی فاضل لوذعی جناب حاجی حافظ مولانا مولوی **اشرف علی** صاحب شامل ہین احقر نے نہایت اہتمام و انتظام کے ساتھ چھپوایا ہے چونکہ اس مجموعہ کا حق بذریعہ رجسٹری محفوظ کرا دیا جاویگا لہذا کوئی صاحب بلا اجازت راقم کے اسکو ہرگز طبع نفرمائین ورنہ بموجب قانون جبریکی نقصان اٹھاوینگے **مصرع**

بر رسولان بلاغ باشد و بس فقط

المشتہر حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۸۵)